۶۸۴

داستانِ یوسف علیہ السلام

مصنفہ

مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب دہلوی

ملنے کا پتہ

ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

قیمت [illegible] روپے

داستانِ یوسف

ہے یہ وہ دلکش خدائی داستاں
محوِ حیرت جس سے ہیں پیر و جواں

اس کو پڑھنا ہے اگر اے دوستو
دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لو

اشک آنکھوں سے بہیں گے اس قدر
جس سے ہوگی قلب کی حالت دِگر

ایک کنعانی کو کیا رُتبے ملے
بادشاہِ مصر یوسف ہو گئے

فہرست مضامین داستان یوسف

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

حضرات! اس عاجز نے سورۂ یوسف کی شرح نہیں کی ہے۔ بلکہ تمام حالاتِ یوسفؑ کا ایک وہ سماں باندھا ہے جس سے اس ذیشان قصے کا ہر ایک واقعہ۔ واقعہ نہیں معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ اُس کا تمام نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ اور ایک ایک پہلو اس قصۂ دلکش کا دل میں جاگزیں ہوتا ہے۔ یہ محض اُس کا فضل ہے۔ ورنہ مجھے تو کچھ نہیں آتا۔ بہر حال اس کے لکھنے میں اس ناچیز نے جتنی اور جس قدر بھی محنت کی ہے۔ اُس کا صلہ مولائے کریم سے چاہتا ہوں۔ اور آپ حضرات سے صرف اتنی تمنا ہے۔ کہ اس قصۂ ہوش رُبا یعنی "داستانِ یوسفؑ" کو پڑھ کر میرے حق میں ضرور دُعائے خیر فرمائیں اور ہر غلطی اور ہر سہو کی مجھے معافی دیتے ہوئے قلمِ اصلاح سے زینت بخشیں۔

راقم مسلمانوں کا خادم
محمد اسحاق
مدیر الواعظ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ○ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ

حمد ہے اُس ذاتِ یکتا کے لئے — جس نے یہ چودہ طبق پیدا کئے
جس نے کیا کیا کچھ ہویدا کر دیا — خاک سے انسان کو پیدا کر دیا
جس نے ذرے کو نوازا اس کی حمد
جس نے ایماں پر اُٹھایا اس کی حمد
نعتِ پیغمبر ہو کس منہ سے ادا — چیز کیا ہیں ہم ۔ ہمارا منہ ہے کیا
ہے ثنا خواں جن کا خود اللہ تو — اُن پہ صدقے دو جہاں کی آبرو
کس کے ہاتھوں کس کے صدقے یہ ہوا
قصۂ یوسفؑ ہوا ہم کو عطا
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓر

یعنی اللہ اعلم بمرادہ بذالک

رمز

الٓر کے معنی اور اس کا مطلب اور اس کا رمز سوائے خدا کے اور خدا کے بتائے سے سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں بیان کرسکتا اور نہیں بتاسکتا۔ بڑے بڑوں نے الف اور لام اور رے ان حروف مقطعات کے معانی و مطالب بیان کئے لیکن ٹیپ کا بند سب نے یہی لکھا ہے کہ اللہ اعلم بمرادہ بذالک یعنی خدا ہی جانتا ہے کہ اس نے ان حرفوں میں اپنے پیارے محمد رسول اللہ سے کیا کیا باتیں کی ہیں اور اسکی قدرت لامحدود سے کیا اشارے وکنائے ہوئے ہیں بقول شاعر ؎

نگاہوں میں اقرار سارے ہوئے ہیں
ہم اُن کے ہوئے وہ ہمارے ہوئے ہیں

تلک ایات الکتب المبین۔ یعنی یہ سورہ یوسف قرآن مجید کی چند آیتیں ہیں اور اللہ کی قدرت کی تھوڑی سی نشانیوں کا اظہار ہے جس نے محض اپنے فضل سے اپنے بندوں پر آشکارا فرمایئں کہ وہ بڑا فضل کرنیوالا اور بہت کچھ دینے والا ہے :۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ یعنی مولا فرماتا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اس لئے نازل کیا کہ تم عرب کے لوگ اپنی مادری زبان ہونیکی وجہ سے اس کو بخوبی سمجھ سکو اور تمہارے ذریعہ سے دوسرے لوگ بھی اچھی طرح اس کو سمجھ لیں۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۔ یعنی اے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تمہاری طرف وحی کے ذریعے یہ سورت بھیجکر تم کو اور تمہاری اُمت کو ایک بہتر سے بہتر قصہ سناتے ہیں۔ حالانکہ اس سورت کے نازل ہونے سے پہلے تمہیں اس قصہ یوسفؑ کی مطلق خبر نہ تھی ؁

نظم

فی الحقیقت اے خدائے بے نیاز
ایک بس تو ہی تو ہے دانائے راز

ہم کو کیا معلوم اے عالی تبار
علم ہے دریائے ناپیدا کنار

تو ہی ہے بس ایک علام الغیوب
جملہ مخلوقات سے واقف ہے خوب

ہم کو یوسفؑ کی خبر تھی کیا بھلا
اور زُلیخا سے کوئی واقف نہ تھا

کیا خبر تھی مصر اور کنعان کی
داستاں ایسی نرالی شان کی

علم سے اپنے ہمیں واقف کیا
کیا کیا ہے قصہ دلکش عطا

علم تیرا ۔ فضل تیرا ۔ اے کریم!
فضل تیرا ۔ علم تیرا ۔ اے رحیم!

تو نے اپنے فضل سے اے کبریا
علم یوسفؑ ۔ قصہ یوسفؑ دیا ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام

ابتدائے عالم یا زمانہ آدم علیہ السلام سے موسیٰ کلیم اللہ کے مبعوث ہونے تک تمام امتوں میں دو سگی بہنوں کا نکاح میں لانا جائز تھا مگر اس کے بعد قیامت تک کیلئے ایک وقت میں دو بہنوں سے نکاح ناجائز اور حرام قرار دیا گیا اور چونکہ حضرت یعقوبؑ کا زمانہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے بہت پہلے تھا اسلئے دو سگی بہنیں ان کے نکاح میں تھیں۔ جن میں ایک کا لیا اور دوسری کا راحیل نام تھا۔ ماسوا اُن کے دو حرمیں یعنی لونڈیاں کا فلہ اور زُلفہ بھی آپ کے گھر میں تھیں۔ جن کی نسبت جامع اعظم اور معارف میں لکھا ہے کہ چاروں عورتوں سے بارہ فرزند حضرت یعقوبؑ کے ہاں پیدا ہوئے۔ جنکی تفصیل اسطرح مرقوم ہے۔ پہلے چھ فرزند یہودا، شمعونؔ، روبیلؔ، لاوی۔ زبانؔ۔ رولعیؔ بیوی لیا سے پیدا ہوئے۔ پھر دو فرزند دانؔ نفتالی لونڈی کافلہ سے پیدا ہوئے۔ پھر دو فرزند گادؔ اور اشیرؔ لونڈی زُلفہ سے پیدا ہوئے دو فرزند یوسفؔ اور بنیامینؔ راحیل سے پیدا ہوئے۔ پھر انہیں ایام میں حضرت یعقوبؑ نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا۔ وہ یہ کہ فضائے ہوا میں زمین سے آسمان تک نہایت عمدہ سیڑھی لگی ہوئی ہے جس پر سے فرشتوں کی فوجیں چڑھ رہی ہیں اور اُتر رہی ہیں کہ اتنے میں عرشِ معلّٰی سے ایک ایسی خوش کیف ندا بلند ہوتی ہے جسکا فقرہ فقرہ اور حرف حرف یعقوبؑ کے رونگٹے رونگٹے میں وجد و سرور کی لذت پیدا

کر رہا ہے اور آپ صدائے خوش کیف میں محو ہو جاتے ہیں اور اس ندا کے الفاظ یہ ہیں ؎

نظم

دیکھ اے یعقوب میری شان تو — ہو نہ اپنے دل میں بس حیران تو
ہیں وہی مالک میں ہی خالق ہوں ترا — میں نے ہی کونین کو پیدا کیا
جلوہ گر ہے ہر طرف رحمت مری — ہے کرشموں سے بھری قدرت مری
میری شان کبریائی ہے فزوں — دو جہاں ہیں میرے آگے سرنگوں
میں ہی معبود یکتائے خدا — میں ہی ہوں دونوں جہاں کا آسرا

یوسفؑ کی پیدائش

حضرت یعقوب علیہ السلام الملقب بہ اسرائیل اللہ شہر کنعان میں رہتے ہیں اور وہیں آپ کے تمام اہل وعیال اور مال ومنال یعنی ہزار ہا بھیڑ بکریاں ہیں جن پر آپ کی اور آپ کے تمام خاندان کی گذر اوقات ہے اور آپ ایک عمدہ حالت میں ہیں کہ ایک مبارک سال آیا جس میں حضرت یوسفؑ نے مادرِ راحیل کے بطن سے تولد فرمایا ؎

جن کا حُسن وجمال جن کا حال — دلِ مغموم بھی ہو جس سے بحال

حضرت وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ دُنیا میں عالم حُسن کے دس حصے کرو اور پھر اُن دس حصوں میں حُسن کا ایک حصہ تمام مخلوق کو دو اور نو حصے حُسن حضرت یوسف علیہ السلام میں تصور کرو۔ چنانچہ ارشاد ہے :۔

اِنَّ یُوسُفَ کَانَ فِی اللَّیْلِ قَمَراً وَ فِی النَّھَارِ شَمْسًا وَ فِی السَّحَرِ کَوْکَبًا یعنے فی الحقیقت یوسفؑ کا چہرہ اندھیری رات میں چاند کی طرح چمکتا تھا۔ اور دن میں سورج کی طرح اور صبح صادق کے وقت ستاروں کی مانند چمکتا تھا۔

غرضکہ جب آپ پیدا ہوئے تو تمام در و دیوار روشن ہو گئے اور حضرت راحیل کے نورِ عین یوسفؑ سے تمام شہر کنعان میں روشنی ہو گئی اور سب نے آکر حضرت یوسفؑ کی زیارت کی اور متحیر ہو کر یہ کہنا شروع کیا ؎

کیا ظہورِ قدرتِ یزداں ہوا انسان میں	آج یہ کیا چیز پیدا ہو گئی کنعان میں
کیا ہویدا یہ ہوا راحیل تیرے بطن سے	ہر گلی کوچہ در و دیوار روشن ہو گئے
آج کچھ ظاہر ہوئی حسنِ حقیقی کی جھلک	محوِ حیرت ہو رہے ہیں جس سے سب جن و بشر

پیارے یوسف کا حسن و جمال دیکھ کر یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل اور والد حضرت یعقوبؑ کے دل میں یوسفؑ کی محبت انتہا درجہ کی ہو گئی دونوں کے دونوں پیارے یوسفؑ کو کسی آن اور کسی لحظہ اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ کرتے تھے۔ غرضکہ یوسف کی پیدائش سے دو سال کے بعد راحیل کے ہاں بن یامین پیدا ہوئے۔

چنانچہ ادھر یہ فرزند پیدا ہوئے اودھر حضرت راحیل کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

نظم

اب خدا حافظ ہے یوسفؑ اور بن یامین کا	ننی ننی پتلیاں اور ماں کا سایہ اٹھ گیا
کیا غنی اور کیسی بے پرواہ ہے ذاتِ مطلقا	خود ہی سب کو پالتا ہے اس سے یہ ظاہر ہوا
پرورش کچھ اس نے بس ماں باپ پر رکھی نہیں	بلکہ جس سے چاہے وہ یہ کام لے اے ہم نشیں

یوسفؑ کی پرورش

جب پیارے یوسفؑ بن یامین کے سر سے ماں کا سایہ اُٹھ گیا تو حضرت یعقوبؑ نے دونوں بچوں کو اپنی حقیقی بہن کی پرورش میں دیدیا جو اُن کو لیکر گھر چلی گئیں اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضرت یعقوبؑ اپنی بہن کے گھر جاتے اور نورِ نظر کو دیکھ آتے تھے۔ جب کئی سال گزر گئے تو یوسفؑ حسین اور پیاری پیاری باتیں کرنے لگا جنہیں سُنکر حضرت یعقوبؑ یہ تھوڑی سی فرقت بھی گوارا نہ کر سکے۔ بیچین ہوکر اپنی بہن سے کہا کہ مجھے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک پیارے یوسفؑ کی فرقت اب ذرا بھی گوارا نہیں۔ اور چونکہ یہ اب ہشیار ہو گئے ہیں اور پیاری پیاری باتیں کرنے لگے ہیں۔ اس لئے اب مجھے ان کو واپس دے دو۔ آپ کی بہن یوسفؑ کا سوال سُنکر بیحد غمگین ہوئیں اور صاف انکار کیا مگر حضرت یعقوبؑ کو یوسفؑ کی فرقت اب ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہ تھی۔ لہذا یوسفؑ کو اپنے گھر لے جانے کیلئے سخت اصرار کیا۔ آپ کی بہن نے ذرا تامل کرکے کہا کہ اچھا کل اپنے یوسفؑ کو تم لے جانا۔ میں اسے نہلا دھلا کر اور کپڑے وغیرہ پہنا کر بھیجوں گی۔ یہ سُن کر حضرت یعقوبؑ اپنے مکان تشریف لے گئے۔ یہاں حضرت یعقوبؑ کی بہن نے یوسفؑ کو دینے کا وعدہ تو کر لیا۔ مگر دل کی طرف خیال کیا تو اُسے یوسفؑ کی فرقت کا ایک لمحہ بھی گوارا نہ ہو سکتی تھی فوراً ایک حیلہ یوسفؑ کے روکنے کا دل میں ٹھانا۔ وہ یہ کہ ایک بابرکت کمربند جو نسلاً بعد نسلٍ

خاندانِ نبوت میں چلا آتا تھا جس کو حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نے حضرت اسحاقؑ کو دیا تھا اور حضرت اسحاقؑ سے حضرت یعقوبؑ کی بہن کو پہنچا تھا۔ غرضکہ وہ کمربند حضرت یوسفؑ کی کمر میں باندھ کر اوپر سے کپڑے پہنا دیئے اور یہ راز سب سے پوشیدہ رکھا۔ آخر دوسرے روز حضرت یعقوبؑ آئے اور بموجب وعدہ نورِ عین یوسفؑ کو اپنے ساتھ لیکر چلے گئے۔ آپ گھر سے نکلے ہی تھے کہ حضرت یعقوبؑ کی بہن نے اعلان کیساتھ اُس کمربند کی تلاش شروع کی اور کہا کہ افسوس میرا ایک متبرک کمربند چوری ہوگیا۔ گھر بھر میں سب کی تلاشی لی۔ پھر یہاں سے تمام کنبے رشتے میں پہنچکر ایک ایک کی تلاشی لی سب سے آخر حضرت یعقوبؑ کے مکان پر گئیں اور وہاں سب کی تلاشی لیتے ہوئے سب کے بعد پیارے یوسفؑ کی تلاشی لی۔ تو اُن کی کمر مبارک سے کمربند بندھا ہوا پایا چونکہ اُس وقت کی شریعت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص چوری کرتا تھا اور تلاشی کے وقت وہ چیز اُس کے پاس سے برآمد ہوتی تھی۔ تو اُس چیز کے مالک کا ایک سال کیلئے یہ چوری کرنے والا غلام بنالیا جاتا تھا۔ لہٰذا اس طریق سے حضرت یعقوبؑ کی بہن نے پیارے یوسفؑ کو ایک سال کیلئے پھر لے لیا۔ اور انہیں بغل میں چھپا کر جلدی سے اپنے گھر لے آئیں حضرت یعقوبؑ خوب سمجھ رہے تھے کہ یوسفؑ معصوم البیا ہرگز نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کو چرائے۔ یہ صرف میری بہن نے اس کی مفارقت گوارا نہ کر کے ایک حیلہ کیا ہے اور اس بہانے سے میرے یوسفؑ کو لے گئی ہے۔ خیر ہرچہ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ قضائے کار وہ سال پورا نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت یعقوبؑ کی بہن نے انتقال

فرمایا اور پیارے یوسفؑ کے سر سے ایک جاں نثار پھوپھی کا سایہ بھی اُٹھ گیا جنہوں نے
پرورش اور محبت میں ماں کو بھلا رکھا تھا۔

نظم

آہ وہ پھپھی، وہ ماں جیسی رفیق
گود میں رکھتی تھی وہ ہر دم شفیق

ناز برداری سے جس کو کام تھا
اور ماں سے بھی فزوں تھی مامتا

آنکھ سے اوجھل نہ کرتی تھی کبھی
جان و دل سے ان پہ بس قربان تھی

اور بھلا رکھا تھا ماں کی گود کو
تاکہ کچھ تکلیف یوسفؑ کو نہ ہو

چل بسیں یوسفؑ کو روتا چھوڑ کر
اور کیا ہیہات دُنیا سے سفر

جس کی آغوش محبت میں پلے
پیارے یوسفؑ ماں سمجھتے تھے جسے

آج رخساروں پہ ہیں آنسو رواں
ماں کا رونا ہے، مگر ہے ماں کہاں

یوسفؑ کا خواب

تفسیر معالم التنزیل اور مواہب لدنیہ میں مرقوم ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کی عمر دس یا بارہ سال کی ہو گئی تو ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شہ سوار ان سے کہتا ہے کہ یوسفؑ! اُٹھ اور اپنا عصا زمین پر نصب کر۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ نے اپنا عصا زمین پر نصب کر دیا پھر یوسفؑ کے تمام بھائی آئے اور سب نے اپنے اپنے عصا۔ عصائے یوسفیؑ کے چاروں طرف نصب کر دیئے۔ پھر یکایک یوسفؑ کا عصا ایک سرسبز و شاداب اور میوے دار درخت بن گیا۔ اور رنگ

برنگ کے میوے اُس میں سے جھڑنے لگے اور اُس درخت میں سے نور کا ایک چمکارا ایسا پیدا ہوا جس سے تمام عالم منور اور روشن ہو گیا اور اس روشنی میں چُن چُن کر یوسفؑ کے بھائیوں نے میوے کھانے شروع کیے پھر جب وہ خوب اچھی طرح میوے کھا چکے تو سب نے ملکر یوسفؑ کا بحید شکریہ ادا کیا اور بہت کچھ تعریف و توصیف بیان کی۔

دوسرا خواب

پیارے یوسفؑ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں اور میرے تمام بھائی کسی میدان یا جنگل میں ہیں اور لکڑیاں چُن رہے ہیں چنانچہ لکڑیاں چُنکر سب نے ایک طرف انبار لگایا ہے اور میں نے بھی لکڑیاں چُنکر ایک طرف جمع کی ہیں۔ مگر اُن کی لکڑیاں کالی ہیں اور میری لکڑیاں سفید ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اُن لکڑیوں نے میری سفید لکڑیوں کو سجدہ کیا اور پھر اُسی وقت بزرگ صورت و بلند قامت ایک شخص ظاہر ہوا جس کے ہاتھ میں ایک بہت بڑی ترازو ہے اور اس نے میرے بھائیوں کی لکڑیاں ایک پلڑے میں رکھیں اور میری لکڑیاں دوسرے پلڑے میں رکھیں اور ترازو کو اٹھایا تو میرا پلڑا بھاری ہوا۔ اور میرے بھائیوں کا پلڑا ہلکا ہوا جسے دیکھ کر میرے تمام بھائیوں نے میری اور میری لکڑیوں کی بہت تعریف و خوبی بیان کی:۔

تیسرا خواب

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ یٰاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ (یعنے) یوسفؑ نے اپنے والد سے کہا کہ اے

والدِ بزرگوار! میں نے گیارہ ستارے اور چاند و سورج کو دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

چنانچہ تاریخ روضۃ الصفا و مواہب لدنیہ میں اس خواب عجیب و غریب کے متعلق لکھا ہے کہ ایک رات اور وہ جمعہ کی رات تھی، پیارے یوسفؑ اپنے ناز بردار باپ کی گود میں سو رہے تھے کہ سوتے سوتے یکایک چونک اُٹھے اور نہایت سراسیمہ ہو کر بیٹھ گئے۔ یہ حالت دیکھ کر ناز بردار باپ بے چین ہو کر کہتے ہیں۔

نظم

کیا ہوا تجھ کو مرے نورِ نظر
کیوں کلیجہ کانپتا ہے اس قدر

کیا ہوا اے راحتِ جانِ پدر!
کیا ہوا اے رشکِ صد شمس و قمر

خیر ہے اے یوسفؑ نازک بدن
خواب میں دیکھا ہے کیا رنج و محن؟

تجھ کو اللہ کی اماں اے میری جاں
حال اپنا جلد کر مجھ سے بیاں

اے قرارِ جاں وائے دل کے سکوں
تیری بے چینی سے ہیں بے چین ہم

کچھ تو کہہ کیا تو نے دیکھا اے پسر
خواب کیا کوئی تجھے آیا نظر

کر بیاں مجھ سے بے خوف و خطر
ڈر نہیں فرزند! اندیشہ نہ کر

حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اے والدِ بزرگوار! مجھے خواب بہت نظر آتے ہیں جن سے میں ہر وقت خوفزدہ غمگین رہتا ہوں۔ اس سے پہلے میں نے چند خواب دیکھے جس سے میں خائف ضرور ہوا مگر اسوقت ایک ایسا خوفناک خواب میں نے دیکھا جس سے میرا کلیجہ لرز گیا اور ڈر کے مارے میری آنکھ کھل گئی۔ اے والدِ بزرگوار وہ خواب جو میں نے ابھی

ابھی آپکی گود میں سوتے ہوئے دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ گویا میں ایسے عظیم الشان پہاڑ پر بیٹھا ہوں جس کے چاروں طرف نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ پہاڑ نہایت میوہ دار اور سرسبز و شاداب ہے اور کوئی شخص سارے جہان کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دے رہا ہے اور اوپر نگاہ کرتا ہوں تو آسمان کے دروازے بھی کھلے نظر آتے ہیں اور پھر یکایک آسمان کے گیارہ ستارے اور چاند اور سورج اس پہاڑ پر آن اُترے ہیں اور وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں جس سے میرا دل ہل گیا اور میں سوتے سوتے اُٹھ بیٹھا اور میری آنکھ کھل گئی۔ پس اے والد بزرگوار!

نظم

کچھ تسلی اور تشفی دیجئے — درد کا کچھ میرے درماں کیجئے
دل ہلا جاتا ہے خوابوں سے میرا — اے پدر میرے، مجھے یہ کیا ہوا
کچھ تو میرے قلب کو تسکین دو — باپ بھی تم ہی ہو ماں بھی تم ہی ہو
ہو گئے یعقوبؑ کے آنسو رواں — صدمۂ یوسفؑ کی وا طاقت کہاں
گود میں جلدی سے یوسفؑ کو لیا — اور لیا، اپنے کلیجہ سے لگا
اور پھر چمکار کر تسکین دی — اور تسلی پیار سے بھی اُن کی کی
اور فرمایا کہ اے نورِ نظر — یہ مبارک خواب ہے اس سے نہ ڈر
سلطنت تجکو ملیگی بالیقیں — ایک جہاں ہوگا ترا زیر نگیں
اور پیمبر ہوگا تو اے نور عین — وحی تجھ پہ آئے گی اے دلکے چین
ہیں حقیقی باپ اور سوتیلی ماں — اور سارے بھائی تیرے بیگماں
سب کے سب ہونگے تیرے طاعت فشاں — تجکو عظمت دیگا وہ پروردگار

بھائیوں کا حسد

قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰۤی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ه (یعنے)

حضرت یعقوبؑ نے پھر اپنے فرزند یوسفؑ سے فرمایا کہ اے میرے نورِ نظر اور اے میرے ننھے سے بچے! دیکھ یہ اپنا مبارک خواب عموماً کسی سے اور خصوصاً اپنے سوتیلے بھائیوں سے ہرگز ہرگز بیان نہ کیجیو۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا تو اُن سے یہ خواب بیان کر دے اور وہ سوتیلے بھائی ہونیکے سبب تجھ سے حسد و عداوت رکھنے لگیں اور تجھے تکلیف پہنچانے کی کوشش کریں کیونکہ شیطان جو واقعی دشمن انسان ہے وہ ایسی باتوں میں ضرور کود پڑتا ہے اور حتی الامکان آپسمیں بغض و عداوت ڈلوا دینے کی پوری کوشش کرتا ہے۔

نظم

نام ہے ابلیس جس کا وہ لعیں ۔۔۔ دشمن انسان ہے وہ بالیقین
وہ اور اسکے جتنے پیرو ہیں تمام ۔۔۔ گھات میں رہتے ہیں وہ اسکے مدام
یعنی جس کو مرتبہ کچھ بھی ملا ۔۔۔ سب نے جل کر اسکا بس پیچھا لیا
جب یہ بڑھتا دیکھتے ہیں اور کا ۔۔۔ جان ہو جاتی ہے بس ان کی فنا
ہائے کوئی کیوں بڑھے کیوں ہو عروج ۔۔۔ کرتے ہیں تقدیر پر گویا خروج
جب کسی کا مرتبہ پاتے ہیں یہ ۔۔۔ جل بھلس کر خاک ہو جاتے ہیں یہ

بٹنے والے کی نہیں ان کو سہار | کیا بری تقدیر کی ہے ان کو مار
مرتے ہیں پڑھنے والے جو پڑھتے ہیں | کچھ بھی کیسے بڑھنے والے بڑھتے ہیں
وہ گرائے سے کسی کے کیوں گرے | جس کو مولائے غنی اعزاز دے

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ط (یعنی)

پھر حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ اے میرے پیارے یوسفؑ! تو نے جو یہ عجیب و غریب خواب دیکھا ہے انشاء اللہ یہ پورا ہو کر رہے گا یعنی یہ کہ تیرا پروردگار تجھکو میری تمام نسل میں برگزیدہ اور نہایت عزت مند کریگا۔ اور تجھکو خواب کی تعبیر دینے کا خاص ملکہ عطا فرمائے گا۔ اور خدا تعالےٰ نے تیرے دادا حضرت ابراہیمؑ پر تجھ سے پہلے جیسے انعام و اکرام عطا فرمائے تھے۔ اور اپنی نعمتیں دی تھیں اسی طرح وہ تجھے بھی نوازیگا اور بڑی بڑی نعمتیں تجھے مرحمت کریگا۔ نیز تیری اولاد میں بڑے بڑے اولوالعزم رسول پیدا کریگا اور انہیں اپنی نعمتوں سے مالا مال فرمائیگا کہ وہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے:۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ط (یعنی) اے ہمارے رسولؐ! تمہارا امتحان لینے کی غرض سے اور تمہارے آزمانے کیلئے یہودی لوگ بنی اسرائیل کے مصر میں آباد ہونیکا حال دریافت کرتے ہیں۔ اُن سے کہو کہ یوسفؑ اور اُنکے بھائیوں کے عجائب و غرائب حالات میں درحقیقت اللہ تعالےٰ کی قدرت اور اُس

کی نشانیوں کا بہت بڑا اظہار ہے:-

نظم

سورۂ یوسف آہ کیا سورت ہے تو
کیا کشش ہے تری ہر اک آن میں
محو حیرت تجھ سے ہیں پیر و جواں
حسن کا منظر دکھایا اس قدر
جلوہ بس ہے داستانِ حسن و عشق
درد و فرقت کی کہانی الاماں
آہ کیا پُر جوش ہے تیرا وصال

دل میں گھر لینے کی بس خوبی ہے تو
آہ تو کیا چیز ہے قرآن میں
کس قدر دلکش ہے تیری داستاں
عشق کا سودا لگایا کس قدر
دنگ ہیں سب نوحہ خوانِ حسن و عشق
سنگ خارا کے بھی ہیں آنسو رواں
محو لذت جس سے ہوگا بال بال

رُوبیل کا انصاف

سُن رہی تھی خواب اک سوتیلی ماں — جس نے بیٹوں سے کیا سب کچھ بیاں

حضرت یوسفؑ کا یہ پُر حیرت خواب اور حضرت یعقوبؑ کی یہ ذی وجاہت تعبیر جب تمام فرزندانِ یعقوبؑ کو اپنی والدہ دُلیا کی زبانی معلوم ہوئی تو ان سب کو بیحد قلق ہوا اور از راہِ حسد کے آپس میں چہ میگوئیاں اور سرگوشیاں کرنے لگے۔ ہر ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ لو صاحب! اب تو آلِ اسرائیل میں بس یوسفؑ ہی یوسفؑ دکھائی دینگے اور کسی دوسرے فرزند کی کچھ اصل حقیقت ہی نہ رہے گی۔ خدا کی شان ہے کہ راحیل کا بیٹا یوسفؑ ایسے ایسے خواب دیکھے گا اور اپنے باپ یعقوبؑ کا دل لبھائے گا۔ اور ہمیں بے باپ

کو دیکھو کہ وہ بھی یوسفؑ کے جھوٹے اور بنائے خواب سن سنکر کس قدر اسکے عاشق اور اسکے گرویدہ ہوئے چلے جاتے ہیں۔ جن کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ایک نادان لڑکے کے ایسے اولوالعزم و ذیشان خواب کیسے ہو سکتے ہیں؟ مگر نہیں۔ انہیں تو یوسفؑ کی ایک ایک بات اور آسکے ایک ایک خواب کا پورا یقین ہے اور وہ یہ جانتے ہیں کہ میرا یوسف بالکل صادق اور سچا ہے۔ افسوس۔

اچھا پھر اسکی کوئی تدبیر ہونی چاہیئے۔ نہیں صاحب! ہم سے یوسفؑ کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں نہیں ڈالا جائیگا اور دیکھتی آنکھوں یہ مکھی ہرگز نہیں نگلی جائیگی یوسف اپنے باپ کے چاہیتے اور پیارے ہو کر ہم پر فوقیت حاصل کرلیں؟ یہ ناممکن ہے اور ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایک چھوٹا ہو کر بڑوں پر حکمرانی کرے اور ایک کمزور نحیف ہو کر ہم جیسی اولوالعزم اور قوی لوگوں پر سرداری کرے اتنے میں ان میں سے ایک نے یہ کہا کہ افسوس اسوقت سب موجود ہیں مگر ہمارے سب سے زیادہ بزرگ و عقلمند بھائی روبیل نہیں ہیں۔ کہ وہ بھی اپنے سوتیلے بھائی یوسفؑ کے یہ عجیب و غریب خواب سن کر مسرور ہوں! چلو سب مل کر ان کے پاس چلیں اور ان سے یہ بات کہیں کہ آپ بھی یوسف کو سجدہ کرنے کیلئے تیار ہو جائیے! چنانچہ سب مل کر اپنے بھائی روبیل کے پاس پہنچے اور یوسفؑ کے خواب کا حال اور اپنے سجدہ کرنے کا احوال روبیل سے بیان کیا۔ جوش کو حیرت میں گیا اور بے ساختہ اس عقلمند کی زبان سے نکلا۔

اِنِّی لَا اُدرِیْ وَجْھَ الْمُکَذِّبِیْنَ (یعنے)

نظم

کس طرح یوسفؑ کو میں جھوٹا کہوں
عقل میری دنگ ہے حیران ہوں

وہ حسین و مہ جبیں جھوٹا نہیں
کچھ نہ کچھ ہے بھید اسمیں بالیقیں

کچھ تعجب تم نہ سمجھو بھائیو
بلکہ تم اللہ پر شاکر رہو

خواب ہو الٰہ جو یہ سچا کیا
کیا چلے گی آپ کی میری بھلا

کوئی اُس کو روکنے والا نہیں
کوئی اس سے برتر و اعلیٰ نہیں

چاہے جس ادنیٰ کو وہ اعلیٰ کرے
چاہے جس اعلیٰ کو وہ ادنیٰ کرے

منحرف تم اسکی قدرت سے نہ ہو
بلکہ سچا خواب سمجھو بھائیو

روئیل کا یہ پاکیزہ خیال اور اس عقلمندی کی یہ مبارک رائے سُنکر سب بھائی نہایت برہم ہوئے مگر بھائی شمعون جیسے ایک دو نے روئیل کی رائے سے اتفاق کیا اور اپنے دل میں اس قادر و قیوم کا ایک کرشمہ قدرت تصور کرکے یہ بھی کہا۔ کیا تعجب ہے جو یوسفؑ کا خواب سچا ہو اور اس کی تعبیر فی الحقیقت ایسی ہی ہو کیونکہ جیسے کہ والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مگر دوسرے بھائی ہیں کہ غصے میں بھرے ہوئے ہیں۔ اور پیارے یوسفؑ کو بُرا بھلا کہتے ہوئے اُن کے خواب کو بالکل جھوٹا بتا رہے ہیں۔ بلکہ غصے میں آکر یہاں تک بھی کہہ اُٹھتے ہیں :-

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (یعنے)

سوتیلے بھائیوں نے کہا کہ ہمارے والد کی بیشک یہ غلط خیالی ہے کہ وہ یوسفؑ اور اس کے بھائی بن یامین سے اتنی اُلفت و محبت کرتے ہیں جو ہم سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے اور افسوس وہ ہم جیسے کام کے فرزندوں کے ہوتے ہوئے نکمّے اور چھوٹے بچوں پر اتنے گرویدہ و شیدا ہو گئے ہیں جس کا ٹھکانا نہیں اور یہ حضرت والد ماجد کی شان سے بالکل خلاف ہے۔ غرضکہ اب رات دن حسد اور عداوت میں انہیں گزرنے لگی مگر کچھ بن نہیں آتی اور اس میدانِ عداوت سے نکلنے اور یوسفؑ کی محبت باپ کے دل سے نکال ڈالنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

نظم

بن نہیں آتی ہے کچھ الجھن ہیں
باپ کے اقبال سے معذور ہیں

خوف ہے کچھ باپ کا کچھ ہے ادب
دل ہی دل میں گھٹ رہے ہیں سب کے سب

پاس بیٹھے دیکھتے ہیں جب کبھی
سُرخ ہو جاتے ہیں غصّے میں سبھی

اب نہیں باقی رہی دل میں سہار
کیوں کریں یعقوبؑ یوسفؑ کو پیار

وقت لیکن وہ ابھی آیا نہیں
ظاہر ہوتے نہیں چھپیں پر جہیں

عصائے یوسفیؑ

حضرت یعقوب علیہ السلام شہر کنعان میں ایک بہت بڑے وسیع مکان میں رہتے تھے جس کے صحن میں ایک عجیب شان کا درخت تھا اور صفت اُس درخت کی یہ تھی

کہ جس روز اللہ تعالیٰ حضرت یعقوبؑ کو فرزند عطا فرماتا تھا اُسی روز اُس درخت میں ایک نئی شاخ پیدا ہوتی تھی جو اس فرزند کے ساتھ ساتھ بڑھتی تھی۔ ادھر وہ فرزند سن بلوغ کو پہنچا اُدھر وہ شاخ بھی بڑھتے بڑھتے فرزند کے قد کی برابر ہو کر ٹھہر گئی جسے حضرت یعقوبؑ اُس درخت سے توڑتے اور بطور عصا اُس فرزند کے حوالے کر دیتے یہ جناب یعقوب علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ مگر جب تمام اولاد کے پیچھے حضرت یوسفؑ پیدا ہوئے تو اُس درخت میں کوئی شاخ نہیں پھوٹی۔ گویا اُس درخت میں یوسفؑ کے نام کا اور یوسفؑ کے کام کا کوئی عصا نہیں پیدا ہوا جسے پہلے فرزندوں کی طرح حضرت یوسفؑ کو بھی دیتے۔

آخر کار جب یوسفؑ ہوشیار ہوئے اور سارے بھائیوں کے ہاتھ میں ایک ایک عصا دیکھا تو ایک روز شب کے وقت یوسفؑ نے اپنے والد سے کہا۔ کہ اے والدِ بزرگوار! یہ وقت نہایت مبارک معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت اگر آپ اللہ رب العالمین کی جناب میں دعا کریں کہ وہ مجھے جنت کا ایک عصا عطا فرماوے کہ میں جوانی سے بڑھاپے تک اُسے اپنے پاس رکھوں اور اُس سے ہمیشہ کام لیتا رہوں۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت حضور رب العزت میں دعا کی۔ دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ باپ بیٹے دونوں ملاحظہ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام سامنے سے چلے آتے ہیں اور جنت کا ایک نہایت نفیس عصا اُن کے ہاتھ میں ہے۔ آئے اور آ کر وہ عصا یوسفؑ کو دیا۔

یہ حال معلوم کر کے یوسفؑ کے بھائی اور بھی مشتعل ہوئے اور اس تائید غیبی یا عطائے یوسفیؑ سے اُن کے سینے میں حسد کی آگ اور بھی زیادہ بھڑک اٹھی مگر

مگر سوائے حسد اور عداوت کے کوئی اور انتقامی عملی صورت کسی کے پیش نظر نہیں ہے اور نہ باہم اس کے متعلق کوئی مشورہ ہے۔ اتفاق سے تھوڑے ہی دنوں کے بعد حضرت یوسفؑ نے ایک اور عجیب خواب دیکھا وہ یہ کہ "میری انگلیوں سے پانی ٹپکتا ہے اور فضائے ہوا پر پہنچکر مینہ کی طرح بھائیوں کے سروں پر برستا ہے" چنانچہ یہ خواب صبح کو حضرت یوسفؑ نے اپنے والد سے بیان کیا۔ والد بزرگوار نے اس کی یہ تعبیر دی "کہ کسی وقت اندرون ملک سخت قحط سالی ہوگی جس کے سبب برادران یوسفؑ قحط سالی کا شکار ہوں گے اور یوسفؑ کے ہاتھوں وہ قحط کی آفت سے مامون ہو جائینگے۔ اور یوسفؑ ہی کے طفیل انہیں خوشحالی اور فارغ البالی میسر آئیگی" نیز جناب یعقوبؑ نے یہ بھی فرمایا کہ اے نور عین یوسف خبردار یہ خواب اپنے سوتیلے بھائیوں سے ہرگز بیان نہ کرنا کہ اور بھی زیادہ رشک کرینگے اور اپنے دل میں جیں بجبیں ہونگے۔ مگر قسمت کی بات اور تقدیر کا لکھا :-

نظم

بھائیوں نے سن لیا یہ خواب بھی	جو خبر ان کو نہ ہونی تھی ہوئی
باپ نے پردوں میں رکھا جو قدم	راز کھلتا ہی گیا وہ سر بسر
باپ پردے ڈالتے ہیں اس لئے	تا کہ یوسفؑ کو کوئی ایذا نہ دے
اور ادھر مولا کو یہ منظور ہے	رتبۂ یوسف کسی سے کیوں چھپے
کام وہ چھپ کر کوئی کرتا نہیں	جو کہ ہے معبود رب العالمین

مہرباں یوسف پہ ہے وہ کردگار
کیوں کسی سے اسکو آئے شرم وعار

مہر اُس کی بس علی الاعلان ہے
کیا انوکھی اور نرالی شان ہے

بھائیوں کے رشک کی پرواہ نہیں
اور حسد کا انکے کچھ کھٹکا نہیں

یہ حسد جتنا کریں گے آہ آہ
حال اُن کا ان کا بس ہوگا تباہ

اخلاقی غزل

چھوڑ دو اے دوستو اچھا نہیں ہے یہ حسد
خاک کے پتلو تمہیں زیبا نہیں ہے یہ حسد

کیوں گرے پڑتے ہو اسپر کیا بھلائی اسمیں ہے
ہاں کوئی بازار کا سودا نہیں ہے یہ حسد

دیکھ کر اعلےٰ کو ادنیٰ دلمیں یہ سمجھے ضرور
رشک مجنوں ہوتا ہے لیلیٰ نہیں ہے یہ حسد

ذلت و پھٹکار اور لعنت ملامت اور سوگ
ساتھ ہیں اسکے بہت تنہا نہیں ہے یہ حسد

عقل میں یا نقل میں یا آدمیت میں ذرا
ڈھونڈھ دیکھو تم کہیں آیا نہیں ہے یہ حسد

کر رکھی ہے کسقدر اس نے ہماری روک تھام
حیف ہے بڑھنے ہمیں دیتا نہیں ہے یہ حسد

کوئی بڑھتا ہو تو تم للّٰہ بڑھنے دو اُسے
کچھ مضرت اُسکو دے سکتا نہیں ہے یہ حسد

آپ منصف ہیں تو بس پھر آپ ہی فرمایئے
دل جلانے کیلئے شعلہ نہیں ہے یہ حسد

تو بھی اپنے دل سے اے اسحٰق بس اسکو نکال
چھوڑ اس کمبخت کو اچھا نہیں ہے یہ حسد

ظلم کا مشورہ

حضرت یوسف کے بھائیوں کا رشک اور اُن کا حسد جب حد سے زیادہ ہوگیا

اور یعقوبؑ کی انتہائی شفقت و محبت جو آپ پیارے یوسفؑ سے کیا کرتے تھے۔
دیکھ نہ سکے اور افضال الٰہی جو رات دن حضرت یوسفؑ پر اپنا نزول فرما رہے تھے اُس
کی سہار بھائیوں کے دلوں میں نہ رہی تو ایک روز یہ سب ایک جگہ جمع ہوئے۔ اور
آپسمیں مشورہ کرنے بیٹھے اور زبانِ حال و مقال سے کہا ؎

باپ کی یوسفؑ سے "الفت، فضلِ رب
دو ہیتم ہم سے سہے جاتے نہیں"

بھائیو کیا کرنا چاہیئے؟ ہم تو عاجز آ گئے۔ یوسفؑ کے خواب اور والد بزرگوار کا حد سے
زیادہ یوسفؑ پر التفات اور پیار و محبت کی باتیں ہم سے نہیں دیکھی اور سُنی جاتیں
اور وائے ہے ہمارے حال پر کہ ہم ایسے قوی ہیکل اور ایسے شہ زور اور عقیل اور مدبر لیکن
ہم اسکے ناگوار مرض کا علاج نہیں کر سکتے؛ اور اپنے اوپر سے یہ غم رفع نہیں کر سکتے بڑے
شرم کی بات ہے کہ ایک چھوٹا بچہ باپ کے اتنا منہ چڑھ جائے اور ہم تجربہ کار اور ہوشیار
والدِ ماجد کی نظروں میں ہیچ اور مہمل ہو کر اُنکے دل سے گم جائیں اور پھر ہم چین سے بھی
بیٹھے رہیں۔ آہ! جس دم سے ہماری رات کی نیند اور دن کا کھانا تلخ ہو ہم اُس کا
کوئی علاج نہ کر سکیں؛ بڑے افسوس کا مقام ہے بلکہ ڈوب مرنے کی جگہ ہے۔
یارو اگر اپنی زندگی کو با عزت گزارنا چاہتے ہو تو جلدی اسکا علاج کرو۔ اور یوسفؑ کو
باپ سے عارضی یا ہمیشہ کیلئے بالکل علیحدہ کر دو کہ اتنے میں ایک بھائی نے انکی بات کہا۔
جیسے اللہ پاک نقل فرماتا ہے:۔ اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ
لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ (یعنے)

بھائیوں نے کہا اچھا یوسف کو قتل کردو! اور قتل میں کوئی مشکل آپڑے گی۔ تو یہ کرو کہ کسی سنسان جنگل میں یا غار میں یوسفؑ کو لیجا کر پھینک آؤ تاکہ حضرت یعقوبؑ کا رُخ تمہاری طرف پھر جائے اور تمہارے سب کام درست ہو جائیں۔

نظم

قتل کی سُنکر ذرا چونکے سبھی
بھائی کی کچھ ماممتا سی آگئی

پھر گیا ننھا سا چہرہ سامنے
اور لگے اپنے دلوں کو تھامنے

رشک سے گو ہم یہاں تک آگئے
بھائی ہے اور ماممتا ہے باپ کی

اور کچھ تدبیر سوچو دوستو
اور کچھ رستہ نکالو ہمدمو

مامتا کو چھوڑ کر یہ بھی تو ہے
خون ناحق کیوں کسی کا سر چڑھے

بے خطا بے جرم اب بے تقصیر کو
قتل کرکے چین سے بھی رہ سکو

یہ نہیں ہوگا نہیں ہوگا کبھی
آخرش بھائی ہے وہ کچھ بھی سہی

بھائی کا کچھ پاس تھا کچھ باپ کا
مشہور آخر کو یہ رو ہوگیا

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ (یعنے)

بعد غور و فکر کرنے کے اُن میں سے ایک نے کہا کہ یوسفؑ کو قتل کرنا تو کسی مصلحت اور کسی وجہ سے بھی ٹھیک نہیں البتہ ایسا کرنا چاہیئے کہ اُسے یہاں سے لے چلو اور سرراہ قریب کے جنگل میں کوئی اٹا ہوا اندھا کنواں ہو اُسمیں چھوڑ آؤ اور کوئی راہ چلتا

مسافر پانی پینے کیلئے کنوئیں پر آئیگا اور وہ اُسے نکال کرلے جائیگا بھائیو! اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو بس یہ کام کرو اور دوسرے تمام خیالات دل سے نکال ڈالو. چنانچہ اس مشورہ پر سب کی صدائے آفرین بلند ہوئی اور بالاتفاق سب نے اس رائے کو پسند کیا کہ یہ ایک سوچی ہوئی تدبیر ہے اسمیں یوسفؑ جان سے بھی جیتا رہیگا اور اپنا مقصود بھی خاطر خواہ حاصل ہو جائیگا چنانچہ جب سب کا اس پر اتفاق رائے ہو گیا تو پھر یہ بات قرار پائی کہ اچھا اب حضرت یعقوبؑ کی خدمت میں چلکر عرض کیجائے کہ ہم سب ملکر جنگل میں سیر و شکار کیلئے جایا کرتے ہیں. آپ بھی اپنے یوسفؑ کو کبھی کبھی ہمارے ساتھ تفریحاً بھیجدیا کیجئے! یہ کہکر مجلس شوریٰ برخاست ہوئی.

نظم

دیکھئے کیا گل کھلائیں گے اخی
مشورے کی کیا بُری مجلس ہوئی

کیا اُٹھے ہیں یاں سے خوش وخرم سبھی
گویا دل کی آرزو حاصل ہوئی

کس قدر خنداں ہیں اور فرحاں ہیں سب
نام کو دل میں نہیں ہے خوف رب

کیا کیا ہے ظالمانہ مشورہ
کس غضب کی آئی ہے دل میں دغا

مل کے دھوکا دیتے ہیں ہیہات یہ
حیف کھوتے ہیں بس اپنی بات یہ

یوسفؑ کا سوال

تمام فرزندان یعقوبؑ مل کر پیارے یوسفؑ کے پاس آئے اور ان سے نہایت

اخلاص و محبت کی باتیں کرتے ہوئے پہلے یوسفؑ سے اُنکے خواب دریافت کئے وہ معصوم صدیق اللہ ہونیوالے تھے تمام خواب اپنے سوتیلے بھائیوں سے صاف صاف بیان کر دیئے اگرچہ آپ کو والد ماجد کی بیحد تاکید تھی کہ کسی بھائی کے سامنے اپنا کوئی خواب ہرگز نہ بیان کرنا۔ مگر چونکہ بمقابلہ اس تاکید کے پیارے یوسفؑ کی شان صدیقیت بڑھی ہوئی تھی۔ اسلئے چھپانے کو کزب بیانی تصور کر کے سوتیلے بھائیوں سے من وعن اپنے تمام خواب ظاہر کر دیئے جنہیں خود یوسفؑ کی زبان سے سُنکر بھائیوں نکی آتش حسد اور اُن کا غم والم اور بھی زیادہ ہو گیا مگر نہایت ضبط کو کام میں لاتے ہوئے یوسفؑ سے پیاری پیاری باتیں کرتے اور اُنکا دل لُبھاتے رہے آخر میں اُن سے یہ کہا کہ اے ہمارے چھوٹے سے بھائی! کبھی تم ہمارے ساتھ سیر و شکار کو نہیں چلتے ہو۔ اور اب تو ماشاءاللہ تم ہوشیار ہو گئے ہو ذرا چلا پھرا کرو۔ دنیا کی معلومات ہوگی اور قدرت خداوندی کا تماشہ نظر آئیگا! اچھا تو آج ہم شکار کو جارہے ہیں چلو اور چلکر تم بھی جنگل کی سیر کرو اور دیکھو کہ وہاں کیسی بہاریں اور سیر تماشے ہیں:۔

پیارے یوسفؑ بارہ برس کی جان اپنے سوتیلے بھائیونکی میٹھی میٹھی باتوں میں آنکر اُنکے گرویدہ اور اُنکے ساتھ جنگل میں چلنے کیلئے آمادہ اور تیار ہو گئے مگر بسبب کم سنی اور فرمانبردار ہونیکے بھائیوں سے کہا کہ میں بغیر اجازت والد ماجد کے کہیں نہیں جا سکتا ہوں تم اُن سے کہو وہ اجازت دیدینگے۔ تو میں ضرور تمہارے ساتھ چلونگا یہ سنکر سب کے سب بہت خوش ہوئے اور جلدی والدِ بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت لجاجت اور بصد منت و خوشامد عرض کیا کہ اے والدِ بزرگوار! آجکل جنگل میں عجیب و

غریب سیر و شکار ہیں اور آج شاید ہم بھی شکار کیلئے جائیں! اگر آپ پیارے یوسفؑ کو ہمارے ساتھ کر دیں تو یہ بھی کچھ سیر و تماشہ دیکھ لے نچہ ہے بہلے گا اور اسکا بھی دل خوش ہو جائیگا۔ یہ سنتے ہی حضرت یعقوبؑ کی حالت

نظم

سنتے ہی بجلی سی اک چمکی وہیں — ہو گئے یعقوبؑ بس اللہ ہگیں
سیر کیسی دوستو! کیسا شکار — فرقت یوسفؑ کی وہاں کسکو سہار
ایک دم آنکھوں سے جو اوجھل نہو — خوب سوچی اُسکو جنگل بھیجدو
تم تو صحرا میں کرو سیر و شکار — باپ بس روتا ہے زار و قطار
ایک دم مجھسے نہ یہ ہوگا جدا — جاؤ اپنی راہ لو بہر خدا

حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو اُن کے بھائیوں کے ساتھ بھیجنے میں اسلئے اور بھی زیادہ انکار کیا کہ اس سے کچھ دنوں پہلے آپ ایک خواب دیکھ چکے تھے چنانچہ لکھا ہے کہ ایک شب آپ سو رہے تھے کہ یکایک خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ زمین آٹھ آٹھ آنسو رو رہی ہے اور میرے پیارے یوسف کو اپنے پاس بلا کر کہہ رہی ہے کہ اے سب مظلوموں سے زیادہ مظلوم! اور اے قابل رحم فرزند! آ اور میرے دامن میں آکر چھپ جا کہ تیرے سوتیلے بھائی تجھ پر ظلم کرنے کیلئے بڑھے چلے آتے ہیں۔ یہ کہکر میرے چاند سے یوسفؑ کو زمین نگل گئی جس سے اسی وقت آپکی آنکھ کھل گئی چونکہ اس خواب سے آپ ڈرے ہوئے تھے اسلئے حضرت یوسفؑ کو اُنکے بھائیوں کیساتھ بھیجنے میں صاف انکار کر دیا جس سے فرزندان یعقوبؑ

مایوس ہو کر وہاں سے کھڑے ہو گئے۔

نظم

ظلم کا ایک داؤ تھا خالی گیا
باپ کے آگے نہ کچھ پیری چلی
سب کف افسوس ملتے رہ گئے

ہو سکا پورا نہ اُن کا مدعا
ہائے کیسی جی کی جی میں رہ گئی
جیسے آئے تھے ویسے ہی چلے

ابلیس کی رائے

برادران یوسف نے پھر ایک روز مجلس شوریٰ منعقد کی اور پھر وہ غم یوسف سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے تجاویز و تدابیر کرنے بیٹھے کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ کہ اتنے میں ایک بزرگ صورت و نورانی چہرہ مرد اجنبی سامنے سے آیا اور اپنی مخلصانہ صورت لیکر وہ اُنکے پاس آکر بیٹھ گیا اور سب کی باتیں نہایت محبت کیساتھ سننے لگا۔ یوسف کے بھائیوں نے دیکھا کہ یہ تو کوئی بڑا رفیق الطبیعت اور دوست طینت ہے اور ہے بھی معمر و ضعیف العمر اسکا تجربہ بھی ہم سے بہت زیادہ ہوگا۔ اور اسکی عقل بھی ہم سے بہت بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ضرور اسکے سامنے اپنے درد کی کہانی بیان کرنی چاہیئے اور ضرور اس سے مشورہ لینا چاہیئے کہ اتنے میں اُس حسین صورت و لعین سیرت نے خود ہی محبت و اُلفت بھرے لفظوں میں اُن سے دریافت کیا کہ اے فرزندان اسرائیل تمہارے نورانی چہرے مغموم اور متفکر نظر آتے ہیں۔ جس سے میرے دل میں درد پیدا ہوتا ہے اور مجھے تمہارے پاکیزہ صورتوں پر رحم اور ترس چلا آتا ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے شریک حال

ہو کہ تمہارا غم بٹاؤں اور نہایت خلوص کیساتھ تمہاری ہمدردی کروں۔ یہ سنکر برادران یوسف نے کہا:۔

نظم

کیا کہیں ہم تم سے اپنی داستاں
غم کا اک دریا دلوں میں ہے رواں
ایک مدت سے مصیبت میں ہیں ہم
کیا کہیں کیا ناک میں آیا ہے دم
کوئی صورت بن نہیں آتی ہمیں
سوچتے ہیں یا الٰہی کیا کریں
ایک سوتیلا ہمارا بھائی ہے
جس کے ہاتھوں جان پہ بن آئی ہے
باپ کو جس نے مسخر کر لیا
عشق میں اپنے لیا اُن کو دبا
رات دن کلمہ اُسی کا بھرتے ہیں
ہر گھڑی یوسف ہی یوسف کرتے ہیں
ملتفت ہم پر ذرا ہوتے نہیں
دو کوئی وہ مشورے اے ہم نشیں
یہ ہماری آرزو ہے اے بزرگ
یہ ہماری جستجو ہے اے بزرگ
باپ کی نظروں سے وہ اُترے کہیں
آسماں کھا جائے یا اُسکو زمیں

چنانچہ اے مرد بزرگ! اس سے پہلے ہم نے اُسکے متعلق یہ مشورہ کیا تھا کہ اُسے سیر و شکار کے بہانے جنگل میں لیجا کر کنوئیں میں ڈالدیں اور خود روتے پیٹتے آکر والد ماجد سے کہدیں کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ مگر جب ہم نے والد سے عرض کیا کہ آپ یوسف کو سیر و شکار کیلئے ہمارے ساتھ بھیجدیں تو اُنھوں نے ہمارے ساتھ بھیجنے سے صاف انکار کیا۔ خدا جانے ہم پر بھروسہ نہ کیا یا صرف اپنی مفارقت کے سبب نہیں بھیجا۔ بہرحال اب ہم حیران ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

یہ سن کر پرانا پاپی ابلیس لعین بولا کہ اے میرے پیارو مشورہ تو تمہارا بہت عمدہ اور قابل تحسین تھا۔ اور بہت اچھی رائے تم نے قائم کی تھی۔ مگر اس رائے کو عملی شکل میں لانیکا ابھی وقت نہیں آیا تھا اور یعقوبؑ اپنے نور عین یوسفؑ کو اس موقعہ پر تمہارے ساتھ سیر و شکار کیلئے جنگل میں کبھی نہیں بھیج سکتے تھے کیونکہ آجکل گرمی کا موسم ہے۔ جنگلوں میں سوائے دھوپ اور ریتے کے رکھا ہی کیا ہے اور فی الحقیقت جنگل میں آجکل کچھ سیر و تماشا نہیں ہے بلکہ سراسر تکلیف ہی تکلیف کا سامنا ہے پس اے میرے پیارے دوستو! میں جسطرح کہوں اُس پر عمل کرو تو قطعی تم اپنے مدعا میں کامیاب ہو کر رہو گے اور کیا یاد کرو گے کہ کوئی پرانا رفیق ملا تھا۔ اور اس نے ہمیں کسی کام کا مشورہ دیا تھا۔

شیطان کا دیگر مشورہ

بات یہ ہے کہ تم ابھی تھوڑے دنوں صبر کرو اور برسات کا موسم آجانے دو۔ جبکہ جنگل جنگل نہیں رہیں گے بلکہ بہشت بریں کا نمونہ بن جائیں گے اسوقت یوسفؑ تو یوسفؑ خود تمہارے باپ یعقوبؑ کا دل بھی جنگل کے لئے راغب ہو جائیگا۔ ہاں اُسوقت اور اُن تفریح کے دنوں میں بھی تم خود اپنے والد سے جنگل کی سیر کیلئے یوسفؑ کو لیجانیکی تحریک نہ کرنا بلکہ جنگل کی کیفیات و عجائبات پر علیحدگی میں یوسفؑ کو مائل کرنا اور اُنہیں شوق دلانا۔ بچہ ہے مائل ہو جائیگا۔ اور اپنے باپ سے وہ خود اجازت لے لیگا تمہیں والد صاحب سے منت و سماجت کرنیکی مطلق ضرورت نہ ہوگی۔

ابلیس کا یہ مشورہ سنتے ہی سب باغ باغ ہو گئے اور یوسف کا سارا رنج و غم دلوں سے جاتا رہا کیونکہ ایک یقینی مؤثر مشورہ ہاتھ آ گیا اور کمان پر وہ تیر چڑھ گیا. جو خطا کرنیوالا ہو ہی نہیں سکتا. القصہ اُس ٹولے نے پاپی کی سب نے بلکہ بہت کچھ تعریف و خوبی بیان کی اور دل سے اسکے شکر گزار ہوئے اور اب اُس سہانے وقت کے منتظر رہے. جسکے لیے تمام بنی نوع انسان کی آنکھیں لگی رہتی ہیں. غرضیکہ وہ وقت آیا :-

نظم

ہوگئی سرسبز صحرا کی زمیں — بچھ گئے ہر سمت فرش مخملیں
کھل گئے گل اور بوٹے ہر طرف — گڑ گئے خوش کیف کھونٹے ہر طرف
جانور تسبیح حق کرنے لگے — اپنے مالک کا وہ دم بھرنے لگے

برساتی غزل

ہے ظہور قدرت رب البشر برسات میں — کیسا دلکش اس نے رکھا ہے اثر برسات میں
کیا گھٹائیں اودی اودی کیا چھما چھم کی بہار — آنکھیں جسکے ہیں خنک اور دل ہے تر برسات میں
کیا شجر اور کیا حجر اور کیا مکان و کیا مکیں — منہ سے بول اٹھتے ہیں سب دیوار و در برسات میں
کیسا سبزہ کیسے گل بوٹے ہزاروں رنگ کے — آپ صحرا کا بھی دیکھیں کر و فر برسات میں
ہر طرف رحمت کے جھونکے ہر طرف ٹھنڈی ہوا — شان مولا ہم کو آتی ہے نظر برسات میں
کوئلوں کا کوکنا موروں کا وہ جھنگارنا — دل پہ کرتا ہے جو کرتا ہے اثر برسات میں
جانور بھی کرتے ہیں تسبیح اُسکی اے نذیر — تم مگر رہتے ہو کیسے بے خبر برسات میں

جنگل کی سیر

قضا و قدر دکھاتی ہے دیکھئے کیا کیا ہوا جو حضرت یوسفؑ کو شوق صحرا کا

جب برادرانِ یوسف نے دیکھا کہ اب نہایت لطف و بہار کے دن آگئے ہیں اور صحرا صحرا انہیں لبھا رہے ہیں۔ بلکہ بہشت بریں کا نمونہ بن گئے ہیں تو ایک روز یہ سب جمع ہوئے اور آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے ہر ایک نے دوسرے کہا کہ لو بھائی مبارک ہو! وہ موسم آگیا جس کیلئے مہینوں سے ہماری آنکھیں انتظار مجسم بنی ہوئی تھیں اور مدتوں سے ہم ان دنوں کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ نہایت خوشی کی بات ہے کہ وہ خوش کیفیت ایام آگئے۔ جس میں ہمارا گوہر مقصود ہمارے ہاتھ آئیگا اور ہم اپنی مراد کو پہنچیں گے۔ چلو! اور چلکر یوسفؑ کو والد سے علیحدگی میں بٹھا کر صحرا کی کیفیات اور جنگل کی روح فرسا لذات پر مائل کریں تا کہ وہ گرویدہ ہو کر والد ماجد سے خود ہی اجازت حاصل کرے۔ اور ہمارے ساتھ جنگل کی راہ لے۔

چنانچہ یہ مشورہ کر کے تمام برادرانِ یوسفؑ ایوانِ اسرائیل میں پہنچے اور پیارے یوسفؑ کو اشارے سے ایکطرف بلا کر پیار و محبت سے بٹھایا اور بہت کچھ تالیف قلب اور دلبستگی کی باتیں کرتے ہوئے کہا کہ یوسف! ہمیں تم غیر سمجھتے ہو؟ حالانکہ ہماری جان تم پر فدا اور قربان ہے اور ہم تمہیں دل سے چاہتے ہیں جسکا ثبوت یہ ہے کہ ہم جب کبھی سیر و شکار کو جاتے ہیں اور وہاں اقسام اقسام کی کیفیتیں اور بہاریں نظر آتی ہیں تو

اُسوقت ہمارا دل تمہارے لئے لوٹتا ہے اور وہ تمام سیر و تماشہ تمہارے بغیر ہمارے لئے خار ہو جاتا ہے اور کسی کیفیت اور بہار کے دیکھنے کو دل قبول نہیں کرتا۔ کیا اچھا ہو کہ تم ایسے موقعوں پر ہمارے ساتھ ہوا کرو جس سے نہ ہم خوش ہونگے بلکہ جنگل کی ان کیفیات ولذات اور صحرا کی پُر فضا بہاریں دیکھ کر تمہارا دل بھی اس درجہ مسرور ہوگا کہ تم کو زندگی کا لُطف آجائیگا اور عجائبات قدرت کے کرشمہ دیکھ کر تمہاری روح کو تازگی اور دل کو تقویت حاصل ہوگی ۔

اس سے پہلے چند روز کا ذکر ہے کہ ہم سیر وشکار کیلئے تیار ہوئے اور ہم نے تمہیں بھی اپنے ساتھ لے چلنے کو حضرت والد صاحب سے کہا اور بہت کچھ منت وسماجت کی مگر اُنھوں نے اجازت نہ دی اور تمہیں ہمارے ساتھ نہیں جانے دیا۔ خیر ہم سیر و شکار کو چلے تو گئے لیکن تمہارے بغیر کسی کمبخت ہی کو صحرا کا لطف حاصل ہوا ہوگا۔ اور ہم ہر وقت وہاں یوسف ہی یوسف کرتے رہے ۔ اچھا اب موسم کو تم بہار اور صحرا کو گل وگلزار دیکھ کر پھر ہمارا دل سیر وشکار کیلئے مائل ہو رہا ہے مگر ساتھ ہی اسکے ہم نے یہ بھی قسم کھائی ہے کہ جب تک یوسف ہمارے ساتھ نہ ہونگے ہم ایک نہیں لاکھ سیر وشکار ہوں ہرگز نہیں دیکھینگے اور ہرگز نہیں جائینگے اور وائے ہے ہمارے حال پر کہ ہمارا چھوٹا سا بھائی گھر کے قید خانہ میں رہے اور ہم سیر و تماشہ کرتے پھریں ۔

غرضیکہ بھائیونکی یہ انتہائی گہراؤ کی باتیں حضرت یوسف کے دل پر اثر کر گئیں اور وہ بھائیونکے ہمراہ چلنے کیلئے بالکل آمادہ اور تیار ہوگئے اور فرمایا کہ حضرت

والد ماجد سے اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ جس کیلئے میں خود اُن سے عرض کرتا ہوں اور آپ بھی اُن سے کہئے۔ امید ہے کہ وہ اجازت دیدینگے تو میں ضرور تمہارے ساتھ سیر وشکار میں چلونگا۔ یہ سُن کر تمام بھائی خوش ہوتے ہوئے وہاں سے اُٹھے اور سیدھے والد صاحب کے عبادت خانہ میں پہنچے اور اپنے سیر وشکار کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ موسم نہایت پُرفضا اور خوش کُن ہے اگر آپ یوسف کو ہمارے ساتھ بھیجدیں تو ہم بھی مسرور ہوں اور اُسکا ننھا سا دل بھی شاد شاد ہوجائے

جس کے جواب میں حضرت یعقوبؑ نے فرمایا۔ **نظم**

کیوں ہو یعقوبؑ سے یوسف جدا	کس طرح کیونکر گوارا ہو بھلا
آئینہ یعقوبؑ کا ہے جو پسر	اُس کی دُوری شاق ہے اور ظلم تر
مجکو ڈر ہے خوف ہے دہشت ہے یہ	خوبصورت چاند سی صورت ہے یہ
تم کہیں غافل رہو اس سے وہاں	بھیڑیا کھا جائے اس کو بیگماں
کیا کروگے تم کہ جب ایسا ہوا	کیا کرونگا میں جو یہ جاتا رہا

چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے کلام اقدس میں ارشاد فرماتا ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور اُن کے بڑے بیٹوں کے سوال وجواب نقل کرتا ہے۔

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا لَکَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَہٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْہُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

یعنے یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا کہ اے والد بزرگوار! کیا آپ یوسفؑ کی طرف سے

ہم پر اطمینان و بھروسہ نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم اُسکے دلی خیر خواہ اور سچے رفیق ہیں
پس اے والد بزرگوار! آپ کل اُسے ہمارے ساتھ بھیجدیں تاکہ یہ بھی ہمارے ساتھ
جاکر کچھ کھائے پیئے اور کھیلے کودے اور اے والد بزرگوار! آپ بالکل مطمئن رہیں
ہم ہر طرح اسکی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ جبکو حضرت یعقوبؑ نے دیکھا اور فرمایا ؎

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْہَبُوْا بِہٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْہُ غٰفِلُوْنَ ؁

یعنے حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو یہ جواب دیا کہ تمہارے ساتھ یوسفؑ کو بھیجنا مجھ پر ایک غم کا پہاڑ گراتا ہے۔ نیز مجھ کو اندیشہ ہے کہ مبادا تم اس سے غافل ہو جاؤ اور اسے بھیڑیا کھا جائے۔

قَالُوْا لَئِنْ اَکَلَہُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَۃٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ؁

یعنی یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا کہ ہمارے لئے بڑی شرم اور بڑی غیرت کی جگہ ہے کہ ہم جیسے قوی اور شہ زور جماعت کی موجودگی میں یوسفؑ کو بھیڑیا کھا جائے؛ مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت یعقوبؑ اور فرزندان یعقوبؑ میں یہ قیل وقال ہو رہی تھی کہ اتنے میں پیارے یوسفؑ اپنا چاند سا مکھڑا لئے ہوئے والد بزرگوار کے سامنے آموجود ہوئے اور کہا :-

نظم

اے پدر اے والد عالی تبار	کل تو ہم بھی جا کے کھیلیں گے شکار
آپ بھی دل سے اجازت دیجئے	ساتھ ان کے ہم کو بھی خوش کیجئے

ہم بھی دیکھیں جا کے صحرا کی بہار — کیوں کہ صحرا ہو رہا ہے گلعذار
ہم بھی دیکھیں شانِ بستی اے پدر — شیر ہم کو بھی تو کچھ آئے نظر
حضرت یعقوبؑ نے روکا وہیں — اور کہا ہرگز مری مرضی نہیں
مجھ کو اندیشہ ہے اے نورِ نظر — خیر اس میں ہے رہو تم اپنے گھر
سنتے ہی انکار یوسفؑ رو دیئے — کیونکہ آخر کو تو وہ بچے ہی تھے
سیر کی دھن لگ گئی تھی اس قدر — روکنے سے دل ہوا زیر و زبر
حضرت یعقوبؑ کو بھی کب سہار — ہو گئے یوسفؑ سے بڑھ کر بیقرار
اور فرمایا کہ ''اچھا جاؤ تم'' — اور غم مطلق نہ دل میں لاؤ تم
یہ نہیں مجھ کو گوارا میری جاں — تیری ان آنکھوں سے ہوں آنسو رواں

یوسفؑ کی وداع

حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھا کہ یوسفؑ اپنے بھائیوں کیساتھ سیر و شکار میں جانے کیلئے حد سے زیادہ بیقرار ہیں اور انکے پھول سے رخساروں پر آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی ہیں۔ چنانچہ آپ بیقرار ہوئے اور مجبور و لاچار ہو کر پیارے یوسفؑ کو جانے کی اجازت دی مگر ساتھ ہی اس کے اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا رواں ہوا۔ اور اسی حالت میں پیارے یوسفؑ کو وداع کرنے کی تیاری شروع کی۔ پہلے اپنے نورِ عین کا سر دھلایا اور نہلایا۔ پھر اچھے اچھے کپڑے پہنائے اور

خوشبو میں معطر کیا اور تبرکاً حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا پیراہن کہ جو آپ کو نمرود کی آگ میں گرتے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جنت سے لاکر آپ کو پہنایا تھا وہ تعویذ کر کے پیارے یوسفؑ کے بازو پر باندھا اور تبرکاً حضرت اسحاقؑ کا عمامہ سر پر رکھا اور جناب شعیب کی چادر اڑھائی اور عصائے موسٰی ہاتھ میں دیا اور خوب اچھی طرح پیار کیا اور سر پر ہاتھ پھیر کر ایک آہ سرد کھینچی اور کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہوئے اور پیارے نور عین کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ لو نورِ نظر چلو آج میں تمہاری خوشی کیلئے اپنے دل پر فراق کا بوجھ ڈالتا ہوں جس کی سہار شاید پہاڑ بھی نہ کر سکیں اور جس کی تاب شاید زمین و آسمان بھی نہ لا سکیں اور چلو اے نورِ نظر میں تمہیں تھوڑی دیر اور تھوڑی دور تک اور دیکھ کر اپنا دل شاد کر لوں۔

نظم

پھر خدا جانے کہاں تم، میں کہاں
رنگ بدلے کیا زمیں کیا آسماں
پھر کہاں یعقوبؑ اور یوسفؑ کہاں
پھر کہاں اس بزم کا نام و نشاں
پھر کہاں یوسفؑ! ترا حسن و جمال
پھر کہاں نورِ نظر تیرا وصال
پھر کہاں یہ چاند سی صورت تری
پھر کہاں یعقوبؑ کو دولت تری
پھر کہاں یوسفؑ مرے دل کی بہار
پھر کہاں یعقوبؑ کو صبر و قرار
پھر کہاں آنکھوں کی یہ ٹھنڈک مری
پھر کہاں یہ شکل یہ دل کی لگی
پھر کہاں لختِ جگر نورِ نظر
پھر کہاں یوسفؑ کہاں یہ میرا گھر
آج ہے اس گھر سے یوسفؑ کی وداع
آ بنی ہے جان پر، کیسی وداع
آج بس رخصت ہے اس گھر کا چراغ
دل پہ آنے کو ہے بس فرقت کا داغ

شجر فراق

شہر کنعان کے باہر سرِ راہ ایک نہایت سایہ دار اور عالیشان درخت تھا۔ کہ جہاں تمام کنعانی باشندے اپنے مسافروں کو لینے اور پہنچانے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ یعقوبؑ بھی اپنے تمام فرزندوں کو لیکر اور پیارے یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کر خراماں خراماں اُس درخت تک آئے مگر آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل یوسفؑ کے فراق سے بیچین ہوا چلا جاتا ہے آخر بیقرار ہو کر اپنے نورِ عین کو گود میں اُٹھا لیا اور بہت زور سے بھینچ بھینچ کر پیار کرتے اور آنسو بہاتے ہوئے درد کے ساتھ کہنا شروع کیا:۔

غزل

تیری فرقت مجھے کسطرح گوارا ہوگی
آج شاید کہ قیامت کوئی برپا ہوگی

آہ یعقوبؑ کو جب تو نہ دکھائی دیگا
یوسفا! کیسی بنے گی، یہ کہو کیا ہوگی

تجھکو کس دل سے کن آنکھوں سے کروں میں اوجھل
ایک اندھیر اِدھر آنکھوں میں یہ دنیا ہوگی

شہر کنعان میں ڈھونڈے نہ ملیگی راحت
آنکھ ہر وقت مری جانبِ صحرا ہوگی

ایک یعقوبؑ ہے جو بارِ الم جھیلے گا
ایک دنیا ہے کہ جو محوِ تماشا ہوگی

یوسفا! مجھکو فراموش نہ کیجو بیٹا
یادِ غم تیری نہ دل سے مرے اصلا ہوگی

آج اسحاقؑ جدائی کا بیاں کچھ ہوگا
آج ہر آنکھ سے مسلمان کی دریا ہوگی

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام شہر کنعان کے باہر اُس عالیشان درخت کے سائے میں اپنا آخری جلسہ سرور و راحت کو لیکر بیٹھے اور گود میں پیارے یوسفؑ کو بٹھا کر تمام برادران یوسفؑ کی طرف مخاطب ہوئے اور یوسفؑ کی حفاظت و نگرانی کے متعلق ایک ایک سے نصیحت وصیت کرتے ہوئے کہا کہ اے آل اسرائیل! دیکھو اسرائیل کی امانت ہے اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ کسی وقت اسے بھوکا نہ رکھنا کیونکہ اس کیلئے عمدہ عمدہ کھانے میں نے تمہارے ساتھ کر دیئے ہیں اور اسے پیاس کی تکلیف نہ ہونے پائے جہاں یہ کہے وہاں اسے ٹھنڈا پانی پلانا اور اے میرے بیٹو! دیکھو یہ نازک بہت ہے اسے زیادہ دھوپ میں نہ پھرانا کہ یہ تھک نہ جائے اور اسکے پھول سے رخسارے کملا نہ جائیں۔

والدِ بزرگوار کی یہ رقت آمیز وصیت سنکر تمام فرزندانِ یعقوبؑ نے حضرت کو پورا پورا اطمینان دلایا اور کہا کہ ہم اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھینگے اور کسی قسم کی اسے تکلیف نہ ہونے دینگے۔ آپ بالکل اطمینان رکھیں اور بے تکلّف اسے ہمارے ساتھ کر دیں۔ یہ سنکر حضرت یعقوبؑ کے دل پر فراقِ یوسفؑ کی ایک اور تازہ چوٹ آئی اور جلدی سے پھر اپنے نورِ عین کو گود میں اٹھالیا اور پیارے یوسفؑ کو بہت سا پیار کرتے ہوئے کہا۔

نظم

دل مرا قابو سے باہر ہو رہا ہے کیا کروں
سوچتا ہوں تجھکو میں رخصت کروں یا روک لوں

کیونکہ ہوگی یوسفا! تیری جدائی کی سہار
کس طرح سے آئیگا یعقوبؑ کے دلکو قرار

مجھکو اندیشہ ہے یہ فرقت نہ بڑھ جائے کہیں
مجھکو ڈر ہے یوسفا! واپس نہ تو آئے کہیں

دل گواہی دے رہا ہے آہ یوسفؑ الفراق — کیسے کیسے جھانکتا ہے چاہ یوسفؑ الفراق

الفراق اے جانِ اسرائیل پیارے یوسفا — الفراق اے نورِ دل آنکھوں کے تارے یوسفا

الفراق اے روشنیٔ نورِ کنعاں الفراق — الفراق اے زندگیٔ داغِ ہجراں الفراق

اپنے بوڑھے باپ کو یوسفؑ نہ ہرگز بھولنا — یاد رکھے گا تمہیں وہ بھی ہمیشہ اور سدا

باپ کو جبتک نہ دیکھو دیکھنا ہنسنا نہیں — وہ بھی ہنسنا چھوڑ کر روتا رہیگا بالیقیں

کہہ کے یہ یعقوبؑ روئے اسقدر زار و قطار — آخری فقرے پہ سب رہا صبر و قرار

اسقدر روئے کہ سسکی بندھ گئیں چیخیں وہاں — ساتھ اُنکے رو دیئے گویا زمین و آسماں

آسمانوں کے فرشتے ساتھ انکے رو دیئے — رو رہے ہیں اسرائیلؑ کچھ اس درد سے

فرقتِ محبوب ہے آیا ہجرِ یوسفؑ کی گھڑی — آہ اے یعقوبؑ یہ کیا بنی؟ کیا پڑی؟

پھر کلیجے سے لگایا یوسفِ کنعان کو — اور کیا پھر پیار اپنے آخری مہمان کو

اور پھر اسی حالتِ اضطراری میں بے چین ہو کر یعقوب علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور اپنے بڑے بیٹے یہودا سے رو کر کہا:۔

"اے یہودا! دیکھ میں اپنے جگر گوشہ، اپنے نورِ عین یوسفؑ کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ کہ یعقوبؑ کا دل تڑپے گا۔ اور تیرا باپ سخت بے چین ہوگا۔" یہودا نے حفاظتِ یوسفؑ کا اقرار کیا۔ اور حضرت یعقوبؑ نے اپنا دل مضبوط کرکے پیارے یوسفؑ کو رخصت کیا:۔

یہودا کی حفاظت

صاحب روضۃ الصفا فرماتے ہیں کہ صحیح خبروں اور اسلامی تاریخوں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یوسفؑ اور یعقوب علیہ السلام کے درمیان جو فراق و جدائی واقع ہوئی اور پھر وہ جدائی نہایت طول اور طویل ہوگئی، وہ ان باتوں کے سبب سے ہوئی پہلی بات یہ ہے کہ حضرت یعقوبؑ پیارے یوسفؑ کے ساتھ حد سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ رخصت کے وقت انہوں نے اپنے نور عین کو یہودا کے سپرد کیا اور اس اضطراب و بیقراری میں خدا کی سپردگی میں نہ دیا۔ تیسری بات یہ کہ آپ نے دل میں یہ خوف پوری طرح ذہن نشین کر لیا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا جائیگا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ ان تینوں باتوں کو ناپسند فرماتا ہے:۔

پہلی بات

بندہ جب کسی بندے سے ایسی محبت کرتا ہے جو حد سے بڑھی ہوئی ہو اور وہ اسکے لئے بالکل دیوانہ یا عاشق زار ہو تو اللہ تعالیٰ کو رشک آتا ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

یعنے جو ہمارے خاص بندے ہیں وہ سب سے گہری اور سب سے زیادہ محبت ہم سے ہی رکھتے ہیں۔ اور تعجب ہے اُن لوگوں پر جو اللہ کے سوا اوروں سے ایسی گہری محبت کریں جو اللہ سے ہونی چاہیئے ۔

شرکتِ غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شبِ فرقت میری

چونکہ بندۂ مومن اللہ والا ہے اور خاص محبت خدا ہی سے رکھنی اس کا فرض ہے تو پھر دوسرے سے گہری محبت اور عشق اُسے لائق وزیبا نہیں۔ مطلوب بُرا مانتا ہے ناراض ہوتا ہے۔ خفا ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ طالب کی نظریں کسی اور طرف پڑنے لگی ہیں۔ لہذا وہ اپنے حقیقی طالب اور مجازی مطلوب کے درمیان جدائی ڈلوانے کی ٹھان لیتا ہے۔ چنانچہ یعقوبؑ اور یوسفؑ میں اُس نے جدائی ڈالی اور وہ اس محبت کو گوارا نہ کر سکا اور فی الحقیقت شانِ مطلوبی کے یہی لائق و سزاوار ہے۔ جیسا کہ اوپر ارشادِ باری ہوا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

نظم

تم ہمارے ہو کے کیوں دل دو کہیں
تم ہمارے ہم تمہارے ہو چکے
ہم سے ہٹکر دوسروں سے کیوں ملو
ہم سے یہ دیکھا نہ جائے گا کبھی
بندۂ مومن! یہ لائق ہے تجھے

ہم سے ہٹکر دوسروں کے ہمنشیں!
وصل کے تم سے اشارے ہو چکے
ہم کو یہ غم اور نہ صدمہ نہ دو
ہم سے بھی ہو غیر سے بھی دوستی
جز ہمارے تو کسی کو دل نہ دے

دوسری بات

بندۂ مومن کو چاہیئے کہ وہ ہر ایک بات اور ہر ایک کام اللہ کے سپرد کر دے۔ بخلاف اسکے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حالتِ اضطراری و بیقراری میں بوقتِ جدائی پیارے

یوسف کو یہودا کے سپرد کیا۔ چنانچہ جب یوسف کو لیکر وہ چلے گئے تو حضرت یعقوبؑ کے نام وحی آئی۔ جس میں یہ ارشاد خداوندی ہوا:- اَتَدْرِیْ بِمَا فَرَّقْتُ الخ یعنے یعقوبؑ! تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ تمہارا نور نظر یوسفؑ تم سے کیوں جدا کیا گیا؟ آپ نے عرض کیا۔ خداوندا! مجھے کچھ خبر نہیں کہ میرا یوسفؑ کیوں اور کس لئے مجھ سے جدا کیا گیا۔ اور اس میں حضور ملک العلام کی کیا مصلحت اور کیا راز ہے! جس کے جواب میں حضرت یعقوبؑ کے نام وحی آئی:-

نظم

جو محبت تم کو زیبا ہم سے تھی | تم نے وہ اپنے پسر یوسفؑ سے کی
یہ محبت بس امانت میری تھی | تم نے مجھ کو چھوڑ کر یوسف کو دی

عشق میرے نام سے منسوب ہے
میں نہیں تو پھر نہیں وہ کوئی ہے

بھیڑیئے کا خوف کیوں دلمیں کیا | کیوں برائی کا تصور بندھ گیا
کیوں گماں فاسد کیا اے نیک ذات | کیوں نہ سوچی تم نے کوئی نیک بات
بھیڑیئے کی اسقدر دہشت ہوئی | میری رحمت پر نظر مطلق نہ کی

کیوں یہودا کی حفاظت میں دیا | کیا یہودا مجھ سے بڑھ کر ہو گیا
کیا یہودا خاک کا پتلا نہیں | کیا ہمیشہ وہ رہے گا بالیقیں
چھوڑ کر مجھ کو اسے سونپا ستم | کر نہیں سکتا حفاظت ایک دم

تیسری بات

بندۂ مومن کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ ہر کام اور ہر بات میں نیک خیال اور نیک گمان رہے اور ہمیشہ اچھے تصور اور خدا سے اچھی فال مانگتا رہے۔ اسلیئے کہ ایک اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فَیَظُنُّ مَا یَشَاءُ بِیْ۔

یعنے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوں جیسا وہ گمان کریگا ویسا ہی میں کرونگا۔ پس بندے کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اچھی فال زبان سے نکالے۔ اور اپنے یا اپنے متعلقین کی نسبت بری فال یا برا خیال کبھی دل میں نہ لائے۔ کیونکہ خدا کے خزانوں میں سب کچھ ہے۔ وہ زندگی اور موت دونوں کا مالک ہے۔ بھلائی اور برائی دونوں اسکے قبضے میں ہیں۔ پھر ہم برائی چاہیں۔ نیز اپنے اور اپنی اولاد کے لیئے بات بات میں بدفالی و بدخیالی کرتے رہیں۔ تو یہ گویا اپنے حق میں آپ کانٹے بوتے ہیں۔ نہیں بلکہ ہمیں چاہیئے کہ خدا کی رحمت اور اس کے فضل سے اپنے خیالات کو زیادہ وابستہ رکھیں اور بموجب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سَلِ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ

یعنے اے میری امت کے لوگو! دیکھو تم ہمیشہ خدا تعالیٰ سے عافیت کے طلبگار رہا کرو۔

نظم

عافیت چاہو خدا سے دوستو
اور بدحالی کو پاس آنے نہ دو

عافیت ہی عافیت دل میں بسے
عافیت ہی عافیت لب پر رہے

عافیت اللہ کے قبضے میں ہے
کیا بہود اور کیا ہے کوئی شے

یوسفؑ کی روانگی

جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے نورِ عین کو رخصت کیا تو ساتھ ہی آپ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ یوسف کو کندھوں پر بٹھائے ہوئے بہت کچھ پیار و محبت کے ساتھ لئے جا رہے ہیں کوئی بھائی گود میں لیتا ہے کوئی کندھے پر سوار کرتا ہے کوئی سر پر بٹھاتا ہے اور بڑی چاہت سے قدم بڑھائے چلے جاتے ہیں۔ جن کو حضرت یعقوبؑ شجرِ فراق کے نیچے مفارقت کی آخری نظروں سے کھڑے دیکھ رہے ہیں اور فراق یوسفؑ میں آنکھوں سے آنسوؤں کی نہریں جاری ہیں۔ پھر جب وہ قرارِ دل اپنے بھائیوں کی گود میں چڑھا ہوا جاتے جاتے آپ کی نظروں سے غائب ہوا تو آپ غش کھا کر زمین پر گر گئے اور جدائی کی تاب نہ لا سکے۔ ادھر یہ کیفیت ہوئی اور اُدھر برادرانِ یوسف پیارے یوسفؑ کو لئے ہوئے جب کنعان کی سرحد سے باہر ہوئے اور مڑ کر دیکھا کہ شجرِ فراق نظروں سے غائب ہو چکا اور والد بزرگوار بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو یوسفؑ کے بھائیوں نے یہ کیا:-

نظم

سر سے اونچا کر کے پھینکا گود سے
دم کے دم میں ہو گئے وہ کیا سے کیا
پیار کرتے تھے ابھی جو سب کے سب
خون آنکھوں میں اُتر آیا ستم

جو ابھی بھائی تھے قاتل بن گئے
چل گئی پروا سے ایک پچھوا ہوا
ہو گئے دم بھر میں وہ غیظ و غضب
ہر کوئی غصہ میں بھر آیا ستم

اب خدا حافظ ہے یوسفؑ آپ کا — ظالموں کا آہ گھیرا پڑ گیا
آئے خونی کی طرح چل کر سبھی — دیکھئے کرتے ہیں کیا مل کر سبھی
آج یوسفؑ کیا عجب آثار ہیں — بھائی جن کے قتل کو تیار ہیں
ایک نے مارے طمانچے زور سے — پھول سے رخسار بس کملا گئے
دوسرے نے ٹھوکریں ماریں ستم — گر پڑا یوسفؑ پہ اک کوہِ الم
تیسرے نے بال نوچے آپ کے — تھے جو کنگھی سے سنوارے باپ کے
پھر اڑائیں پیراہن کی دھجیاں — پھر پڑیں چاروں طرف سے دھمکیاں
اور برہنہ کر کے پھر کھینچے پھرے — جس سے بس رگ رگ میں کانٹے چبھ گئے
پٹتے پٹتے یوسفا! غش آگیا — کاش دیکھے باپ یہ حال آپ کا

اللہ اللہ کیا شانِ خداوندی ہے۔ باپ شجرِ فراق کے نیچے یوسفؑ کی جدائی میں بیہوش پڑے ہیں اور اُن سے کئی میل کے فاصلہ پر پیارے یوسفؑ کنعان کے کانٹوں دار جنگل اور کنکریلے میدان کی تیز دھوپ میں بیہوش پڑے ہیں۔ کوئی ہے جوان دونوں باپ بیٹوں کو ہشیار کر کے گلے ملا دے؟ کوئی ہے جو ان مظلوموں اور بچھڑے ہوؤں کا وصال کرا دے۔ ؎

کوئی یوں بھی کر سکے کس کی مجال — ایک ہے تو اے خدائے ذوالجلال

چاہِ کنعان

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَاَجْمَعُوْا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيَابَتِ الْجُبِّ

یعنی جب یہ لوگ یوسفؑ کو اپنے ساتھ لے گئے تو سب نے ظلم تعدی کرتے ہوئے آخر کار اس بات پر اتفاق کیا کہ اس کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈالدیں۔

ظلم تعدی یہ کہ زمین پر کھینچتے پھرتے ہیں۔ طمانچے مار رہے ہیں کپڑے پھاڑ ڈالے ہیں۔ نہایت بے رحمی سے سر کے بال نوچ رہے ہیں۔ ٹھوکر مارتے جاتے اور کہتے جاتے ہیں کہ وہ تیرے گیارہ ستارے اور چاند سورج کہاں ہیں جو تجھے سجدہ کرتے ہیں یوسفؑ! انہیں بلا! تاکہ وہ ہمارے ہاتھ سے تجھے بچائیں اور تیری مددگاری کریں۔ پیارے یوسفؑ زار و قطار روتے ہیں۔ اور بار بار اپنے نازبردار باپ کو آواز دیتے ہیں مگر چونکہ فاصلہ بعید ہو چکا تھا اسلئے وہاں تک مظلوم یوسفؑ کی آواز پہنچنی مشکل تھی آپ کا رونا اور فریاد و فغاں کرنا بے سود تھا۔ کسی کو رحم نہ آتا تھا اور کوئی دست درازی موقوف نہ کرتا تھا۔ غرضکہ اسی طرح مارتے پیٹتے اور ظلم و تعدی کرتے ہوئے چاہِ کنعان تک لے گئے۔

لکھا ہے کہ یہ کنواں شہر کنعان سے نو کوس کے فاصلہ پر تھا جو حضرت صام ابن نوحؑ کا بنایا ہوا بہت پرانا کنواں تھا جس کی گہرائی ستر گز کی تھی اور یہ کنواں اوپر سے تنگ اور نیچے سے ستر گز سے بھی زیادہ لمبا اور چوڑا تھا اور اسکا پانی بالکل کھاری نمک جیسا تھا۔ اور اس خوفناک کنوئیں کو دیکھ کر بڑے بڑے بہادر لوگ دہشت کھاتے تھے جس میں ایک یوسفؑ حسین مہ جبین اور ایک ننھی سی جان کو پھینکنا قرار پایا اور پھر یکا یک چاروں طرف سے سب کے سب آپ پر آن گرے اور رسیوں سے آپ کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں باندھے شروع کئے۔ پیارے یوسفؑ ایک ایک کو دیکھتے ہیں۔ اور

رحم کی درخواست کرتے ہیں۔ مگر کوئی نہیں سنتا اور کسی کو اس یتیم بچے فرزند پر رحم نہیں آتا۔ آخر کار یہودا کا دامن آپ نے پکڑ لیا۔ اور فریاد شروع کی:۔

نظم

اَے یہودا قیامت آ گئی
مجکو سونپا تھا تجھے اے نیک نام
حشر میں کیا منہ دکھاؤ گے کہو
سُنتے ہی اتنا یہودا رو دیا
اور کہا یوسفؑ نہ گھبرا دل میں تُو
قتل تجھ کو کوئی کر سکتا نہیں

باپ کی کیا تھی وصیت اَے اُخی
کچھ حفاظت میں کیا بھی تونے کام
یوں سُنا کر یوسفؑ و یعقوبؑ کو
باپ کا ارشاد بس یاد آ گیا
میں بچانے کی کروں گا جستجو
ساتھ ہے تیرے یہودا بالیقیں

یاد ہے مجھ کو وصیت باپ کی
تو نہ گھبرا دل میں اَے پیارے اُخی

پھر یہودا سارے بھائیوں کی طرف مخاطب ہوا اور کہا۔ خبردار! جو کسی نے یوسفؑ کو ہاتھ لگایا اور ظلم و تعدی کی۔ میں ہرگز کوئی ظلم اس پہ نہ کرنے دونگا اور دیکھو وہ کونسا جواں مرد ہے جو اس کو ہاتھ بھی لگا سکے۔ یہودا کی اس انتہائی پُرجوش حمایت سے تمام بھائی گھبرا گئے اور نہایت نرمی سے سب نے کہا کہ اے یہودا! اگر یوسفؑ کو اب ہم اپنے ساتھ والد ماجد کے پاس لیجاتے ہیں تو یہ سارا حال اپنے بیٹے کا ان سے کہے گا۔ اور پھر وہ سب کی اچھی طرح خبر لیں گے۔ اور فی الحقیقت معلوم ہونے کے بعد

انہیں منہ دکھانیکو ہمارا دل گوارا نہیں کریگا۔ اور انجام کار سب کے لئے خرابی ہوگی۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ آپ سب خوب خدا اپنے آپکو بچاؤ اور یوسفؑ کا چنداں خیال نہ کرو۔ بلکہ اسے زندہ اس چاہ میں اتار دو۔ یہ سنکر یہودا اپنی مآل اندیشی اور اپنی بدنامی سے بچنے کیلئے بھائیوں کے مشورے پر ساکت ہوگیا۔ ادھر یہودا خاموش ہوا ادھر سب کے سب بھائی ملکر یوسفؑ کے ہاتھ پاؤں باندھنے لگے اور انتہائی آفت ننھے یوسفؑ پر توڑنے کیلئے تیار ہوگئے یعنی کنوئیں میں پھینکنے کا تمام انتظام و بندوبست ہونے لگا:۔

نظم

آخری جب ظلم واں ہونے لگا
ساتھ یوسفؑ کے فلک رونے لگا

جانور صحرا کے سب تھرا اٹھے
آسمانوں کے فرشتے رو دیئے

پر نہ روئے آہ یہ ظالم اخی
سنگدل تھے کس قدر سب کے سبھی

یوسفؑ کا کنوئیں میں گرانا

پھر اُن ظالموں نے مظلوم یوسفؑ کے ہاتھ پاؤں رسّی سے باندھے اور ایک رسّی کمر سے باندھی اور پھر سوائے ایک یہودا کے سب نے ملکر کنوئیں میں لٹکایا اور رسّی کو نہایت بیدردی کیساتھ چھوڑنا شروع کیا جب آدھی دور یوسفؑ مظلوم کنوئیں میں پہنچے تو افسوس اُن جفاکشوں اور بیرحموں نے چھری سے رسّی کو کاٹ دیا ادھر یوسفؑ معصوم کی رسّی کٹی اور وہ تن نازک اندھیرے کنوئیں میں چلا اور ادھر عرش معلّٰی سے حضرت

جبرئیلؑ کو ندا ہوئی:-

نظم

لے خبر جلدی سے جبریلؑ امیں	کٹ چکی رسی محبت کی کہیں
بھائیوں نے آج چھوڑا ہے جسے	گود میں جا کر اسے جلدی سے لے
اب نہیں یوسفؑ کے صدموں کی سہار	جوش میں ہے رحمت پروردگار
جسکو اپنے چھوڑ دیتے ہیں کہیں	لینے والے اسکے ہم ہیں بالیقیں
آج یوسفؑ میرے گھر مہمان ہے	مہرباں آج اسپہ اک رحمان ہے
تہ پہ وہ گرنے نہ پائے اے امیں	صاف کر پہلے سے تو جا کر زمیں
وہ ڈراونا چاہ کنعاں وہ کنواں	گر رہی ہے جسمیں اک ننھی سی جاں
کٹ چکی ہے جسکی رسی بیچ سے	جا رہا ہے تہ میں گرنے کے لئے
بھائیوں کے ہاتھ سے ملتے ہی ڈھیل	آگئے اک آن میں بس جبرئیلؑ
گود میں جلدی سے اپنی لے لیا	پانی حالانکہ ابھی بس دور تھا
پاس سمجھے رحمت پروردگار	اے بشر گو رنج و صدمے ہوں ہزار

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیارے یوسف علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں پہ لے کر نہایت راحت و آرام کے ساتھ کنوئیں کے ایک صاف شدہ اور عمدہ پتھر پہ بٹھا دیا۔ نیز وہ اندھا کنواں یوسفؑ کے کنوئیں میں گرتے ہی آپ کے حسن و جمال کی شعاعوں سے روز روشن کی طرح منور اور روشن ہو گیا۔ نیز اس تاریک اور اندھیرے کنوئیں میں دن نکل آیا۔

یوسفؑ اور یہودا کی باتیں

پیارے یوسفؑ مظلوم کے سب سے بڑے بھائی یہودا کو اس ظالمانہ حرکت سے سخت ملال اور یوسفؑ کو کنویں میں ڈالنے سے یقینی افسوس تھا مگر بھائیوں کے غیظ و غضب اور انکی غالب جماعت کے سبب اسکی کچھ نہ چل سکتی تھی۔ مجبوراً شریک ظلم رہا۔ ورنہ دل اس کا ہرگز نہ چاہتا تھا کہ یوسفؑ پر اس درجہ ظلم و زیادتی کی جائے پھر جب تمام بھائی نورِ عین کو کنوئیں میں ڈالکر گھر کی طرف روانہ ہوئے تو یہودا کا دل نہ رہ سکا آخر کنوئیں پر پھر آیا اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے کنوئیں میں منہ ڈالکر اُس نے اپنے چھوٹے بھائی سے یہ کہنا شروع کیا:۔

نظم

یہودا

یوسفا زندہ ہے تو یا مر گیا — کچھ تو تو آواز دے بہر خدا
آہ یہ کیسا ستم ہم سے ہوا — باپ اور بھائی کو کیسا دُکھ دیا

یوسفؑ

کون اس بیکس کو دیتا ہے صدا — نام ہے کیا تیرا اے سائل بتا
کون ہے تو کیوں مجھے آواز دی — اور مجھ سے کیا غرض آ کر پڑی

یہودا

میں یہودا ہوں برادر آپ کا — ہائے یوسفؑ ہائے یہ کیا ہو گیا

کس قدر ظلم و تعدّی یہ ہُوا | کیا کہے گی ہم کو مخلوقِ خدا

یوسف

جو مقدر میں لکھا تھا وہ ہُوا | بھائیونکی اور تمہاری کیا خطا
تھا جو یونہیں منظورِ ربّ العالمیں | ہُوں کوئی انسان کر سکتا نہیں

یہودا

یوسفا! کچھ تو حقیقت کر بیاں | کیا ہوا اور کیسی گذری میری جاں
چوٹ کس کس عضو میں تیرے لگی | تجھ پہ اے ننھے سے بھائی کیا بنی

یوسف

اے یہودا! کیا کہوں میں اپنا حال | بھائیوں نے ظلم توڑا ہے کمال
ہوں اندھیرے چاہ میں نوحہ فگن | کاٹ دی اپنوں نے الفت کی رسن
ہو گیا ہوں باپ بھائی سے جدا | بھوکا پیاسا اس کنوئیں میں ہوں پڑا

یہودا

یوسفا میری خطا کو بخش دے | میرے صدمے کی طرح تو دیکھ لے
میں نے کی ہر چند کوشش یوسفا | تجھ کو کچھ ایذا نہ پہنچے اے فتا
حیف لیکن کچھ نہ میری چل سکی | وہ ہدوں کے دل میں آئی تھی بدی
میں نے روکا ان کو ہر ہر طور سے | حیف وہ یہ سرکشی کر کے رہے

یوسف

اے یہودا اس کی مرضی یونہی تھی | میرے حق میں جو کہ ہونی تھی ہوئی

اے یہودا اے اخی اے دردمند
ظالموں کی چل گئی مجھ پر کمند

اُن کے ہاتھوں چاہ کنعاں میں گرا
مرضیٔ مولا میں کیا چون و چرا

تھا میری تقدیر میں یہ ہی کنواں
ہو نہیں سکتا ہوں میں شکوہ کناں

یہودا

یوسفا! کوئی نصیحت ہو مجھے
یوسفا! کوئی وصیت ہو مجھے

میں بجا لاؤنگا اُس کو شوق سے
آخری کچھ تو ہدایت کیجئے

کچھ تو تلقیں کیجئے اے نور عین
آہ میں محجوب ہوں اور شرمگیں

یوسف

آخری میری وصیت ہے سنو
بھوکے پیاسے کو اگر تم دیکھ لو

ہاں ضرور اُس کی خبر گیری رہے
رحم کرنا ہی تو بس ہے ایک شے

اور جب کوئی نظر آئے حسین
یاد کر لینا مجھے تم بالیقیں

اور والد سے مرا کہنا سلام
والسلام اے بھائی اور ختم الکلام

یہودا یوسف معصوم و مظلوم کی یہ باتیں سنکر ضبط نہ کر سکا بے اختیار ہو گیا اور چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ جسکے رونیکی آواز سے جنگل گونج گیا اور تمام بھائی الٹے پیروں دوڑتے ہوئے کنویں پر آئے تو دیکھا کہ یہودا کنویں کی منڈیر پر کھڑا زار و قطار روتا ہے اور دل اُسکا بے قابو ہوا جاتا ہے سب کے سب وہیں بیٹھ گئے اور یہودا کو اپنے پاس بٹھا کر اور سب نے متفق ہو کر بہت دھمکایا اور ڈرایا اور والد سے پردہ فاش ہونیکی دہشت پھر اسکے دل پر بٹھائی اور سمجھا بجھا کر اپنے ساتھ لیکر گھر کی طرف روانہ ہوئے اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے:۔

کنویں کی حالت

جب حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں گرے ہیں تو ان کے تہ میں پہنچنے سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام پہنچ گئے اور معصوم یوسفؑ کو اپنے ہاتھوں میں لیکر بڑی حفاظت کیساتھ ایک اُس پتھر پر بٹھادیا جو پانی سے باہر نکلا ہوا تھا۔ حضرت یوسفؑ اور حضرت جبرئیل جب اس کنوئیں میں داخل ہوئے تو اُن معصوم پیغمبر کے کنویں میں جاتے ہی پہلا معجزہ یہ ہوا کہ کنوئیں کا تلخ یا کھاری پانی نہایت شیریں اور میٹھا ہوگیا نیز اس کنویں میں بہت سے موذی جانور رہتے تھے جن کے نام حضور رب العزت کی طرف سے حکم آیا کہ خبردار! کوئی جانور اپنے سوراخ سے باہر نہ نکلے کیونکہ آج تمہارے گھر میں ہمارا خاص مہمان اُتارا گیا ہے۔ جس پر ہمارا بہت کچھ فضل و انعام ہونیوالا ہے۔

چنانچہ یہ حکم خداوندی سُنتے ہی تمام موذی یا کاٹنے والے جانور اپنے اپنے بلوں اور سوراخوں میں گھس گئے۔ مگر ایک خاص قسم کا سانپ جو ازلی مردود تھا اور شیطان کے ساتھ جنت سے نکالا گیا تھا وہ مردود اپنی شقاوت کے سبب حضرت یوسفؑ کو کاٹنے یا ڈسنے کیلئے لپکا چاہتا تھا کہ پیارے یوسفؑ کے نازک جسم پر وہ اپنا زہریلا منہ مارے کہ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس پر ایک چیخ ماری جس سے سانپ کی آنکھوں میں ایک بجلی چمک گئی اور یہ بالکل بہرا پتھر ہوگیا۔ اور یہی ایک سانپ بہرا نہیں بلکہ قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ نے ان سانپوں کی خاص نسل کو بہرا کردیا

بخلاف اس کے آجکل ہم لوگ تمام سانپوں کے بڑے بڑے کان تصور کرتے ہیں اور اُسے سانپ نہیں، بلکہ رسی کہتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ جو کوئی اس کا نام لیتا ہے تو سانپ سو قدم سے اپنا نام سن لیتا ہے اور اسکا نام لینے والے کیطرف چل نکلتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ حقیقت یوں ہے کہ سانپوں کی خاص نسل جبرئیلؑ امین کی چیخ سے بالکل بہری پتھر بنادی گئی ہے اور بوجہ انتہائی موذی ہونے کے اسکا مارنا ثواب ہے اور اتنا ضروری ثواب ہے کہ نمازی اپنی نماز توڑ کر اُسے مارے تو اسے بجد ثواب ملیگا۔

القصہ بعض لکھتے ہیں کہ اس کنوئیں کا پانی ایک نیزہ اور اونچا ہو گیا اور وہ پتھر جس پر کہ معصوم یوسفؑ بیٹھے تھے پانی کے ساتھ ساتھ وہ بھی اونچا ہوتا گیا پھر حضرت جبرئیلؑ نے وہ کرتہ جو بطور تعویذ کے پیارے یوسفؑ کے بازو پر باندھا ہوا تھا وہ بازو پر سے کھول کر معصوم یوسفؑ کو پہنایا اور قسم قسم کے کھانے بہشت سے لاکر انکے سامنے رکھے اور اُن کو اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا اور اسی کنوئیں میں ننھے سے یوسفؑ کے سر پر نبوت کا تاج پہنایا چنانچہ پیام سرمدی یہ کہ

وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْہِ لَتُنَبِّئَنَّہُمْ بِاَمْرِہِمْ ھٰذَا وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

یعنے ہم نے یوسفؑ کو وحی فرمائی کہ اے یوسفؑ بہت جلدی تم اپنے بھائیوں کی یہ ظالمانہ حرکتیں اُن کے منہ پر رکھو گے اور وہ بالکل تمہیں نہ پہچانینگے کہ یہ کون ہیں، اور یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ غرضیکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے یوسفؑ اللہ تعالیٰ آپ کو نبی بناتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے:۔

نظم

غم نہ کر یوسفؑ! نہ ڈر گھبرا نہیں — ساتھ ہے تیرے اَلٰہ العالمیں
یوسفاؑ! تو یہ سمجھتا ہے کنواں — جس میں ہے میری تجلی بیگماں
میں کنویں میں آج تیرے ساتھ ہوں — چاہتا ہوں میں نبوت تجھ کو دوں
میری اُلفت اور محبت یوسفا — پائیگا یعقوبؑ نے بھی تو سوا
لے نبوت مجھ سے اور لے سلطنت — دل میں پیدا کر خدا کی معرفت
تجھ پہ یوسفؑ اب ہوا وہ فضل رب — تیرے قدموں پر جھکینگے بھائی سب
صبر تھوڑا سا ابھی درکار ہے — تو ہی تو پھر مصر کی سرکار ہے

نکتہ:۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور رسولوں میں صرف تین ہی پیغمبر ایسے ہوئے ہیں جنکو بچپن ہی میں نبی بنایا گیا ہے اور طفلی ہی میں اُنکے پاس خدا کی وحی آئی ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔ جس میں سب سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ ہی وہ تینوں پیغمبر ہیں جنکو کمسنی میں ہی تاجِ نبوت پہنایا گیا۔

بھائیوں کی واپسی

برادرانِ یوسف علیہ السلام جب آپ کو کنویں میں گرا چکے اور یہودا ہمدرد کو اپنے ساتھ لے لیا تو چلتے ہوئے اپنا ایک غلام اُس کنوئیں پر بٹھلا گئے۔ یہ اسلئے کہ اگر کوئی

راہ چلتا مسافر اس کنوئیں پر پانی لینے کی غرض سے آئے اور اتفاق سے یوسفؑ کو نکال لے تو ہمیں اس غلام کے ذریعہ یہ معلوم ہوسکیگا کہ یوسفؑ کنوئیں سے زندہ نکلا یا مردہ۔ اب وہ غلام کنوئیں پر چوکیدارہ کر رہا ہے اور بھائی گھر کی سیدھ باندھے ہوئے والد کو قتل یوسفؑ کی خبر دینے کے ارادہ سے چلے جا رہے ہیں چلتے چلتے ایک جگہ سب ٹھہر گئے اور یوسفؑ کا کرتہ اپنے اسباب میں سے نکالا اور ایک بکری کا بچہ ذبح کرکے اُس کے خون میں معصوم یوسفؑ کا کرتہ رنگا۔ اور چل کھڑے ہوئے۔

اُدھر حضرت یعقوب علیہ السلام کی سنئے کہ وہ شجر فراق کے نیچے فراق یوسفؑ میں بیہوش پڑے تھے بہت دیر میں جنہیں ہوش آیا تو وہ اُٹھے۔ جو آنسو بہاتے اور سرد آہیں بھرتے ہوئے اور مڑ مڑ کر دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ مکان کیطرف چلے۔ مکان پر پہنچکر مکان کے دروازے پر ہی یوسفؑ کے انتظار میں بیٹھ گئے جن کو راہ دیکھتے دیکھتے دوپہر ہوئی۔ تیسرا پہر ہوا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب آگیا ایک ایک سے پوچھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لوگو! ابھی تک میرا پیارا یوسفؑ نہیں آیا؟ پھر رستے کی طرف ملاحظہ فرماتے اور زبان حال و مقال سے کہتے ہیں۔

نظم

اب تو آجا صبح کے بچھڑے ہوئے	اب تو آجا چاند سے یوسف مرے
اب تو آجا جانِ یعقوبی ذرا	چاند سامنہ اب تو تو آکر دکھا
کچھ خبر بھی ہے تجھے اے یوسفا!	آج سارا دن مرا کیونکر کٹا

شام ہوئے آئی اے نورِ نظر
چرنے والے جانور بھی آگئے

اب تو تو آجا نظر میرے قمر
اپنے کھونٹے اب تو وہ بھی آگئے

کیا خبر یعقوبؑ تم کو کیا خبر
کیسی کیسی مار یوسفؑ پر پڑی
کون یہ تم سے کہے پھر کیا ہوا
کیسی بے رحمی سے کھینچا راہ میں
کچھ خبر اُس کی نہیں تم کو ذرا
غیب کی کس کو خبر ہے اے نبیؐ
غیب داں ہے ایک ذاتِ مطلقا
جس کو تو چاہے خبر دیدے کوئی
توبہ توبہ کون ہے ہمسر ترا
برتر و اعلیٰ ہے اے اللہ توٗ

کیا ہوا محشر بپا فرزند پر
انتہا، حد ہوگئی بس ظلم کی
اک کنوئیں میں اُسکو دھکا دیدیا
کیسی بیدردی سے پھینکا چاہ میں
کچھ خبر اُسکو نہیں یاں کیا ہوا
خاص ملکیت ہے یہ اللہ کی
کیسے اسرائیل کیسے یوسفا
ہے ترے قبضے میں کنجی غیب کی
غیب داں توہی ہے اور مشکلکشا
ہے سبھی شاہوں کا شاہنشاہ توٗ

بھیڑیئے پر تہمت

وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ۝ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ
تَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ج وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ
كُنَّا صَادِقِيْنَ ۝ وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۝

یعنے جب رات کا اندھیرا ہوگیا اور عشا کا وقت قریب آیا تو یوسفؑ کے بھائی روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا کہ اے والد بزرگوار! ہم آپسمیں دوڑ کر رہے تھے کہ دیکھیں کون آگے نکل جائے اور یوسفؑ ہمارے اسباب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جسے آکر بھیڑیا کھا گیا اور گو ہم کتنے ہی سچے ہوں لیکن آپ شاید ہماری بات کا یقین نہیں کرینگے حالانکہ وہ یوسفؑ کا کرتہ مصنوعی خون میں ترکر کے بھی لے آئے تھے۔

تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں مرقوم ہے کہ جب شہر کنعان میں یہ لوگ داخل ہوئے تو مصنوعی طور سے اُنہوں نے رونا اور چلانا شروع کیا اور بے انتہا شور کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے درِ دولت پر پہنچے اور کہا اے والد بزرگوار! ہم لٹ گئے ہم برباد ہوگئے اے والد بزرگوار!۔

نظم

کھا گیا یوسفؑ کو آکر بھیڑیا
ہائے ہم پر حشر برپا ہوگیا

کس قدر صدمہ ہوا ہم کو وہاں
ہیں اسی سلطنت سے ہم نوحہ کناں

لٹ گیا جنگل میں اپنا قافلہ
ہاتھ ملتے رہ گئے واحسرتا

آپ یوسفؑ کا یہ کرتہ لیجئے
دل کو اپنے کچھ تسلی دیجئے

بس یہ سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہوش وحواس جاتے رہے آنکھوں کے سامنے اندھیرا آگیا۔ اور آپ بیہوش ہوکر زمین پر گر گئے اور ساری رات بیہوش پڑے رہے صبح کو جب ہوش آیا تو یوسفؑ کے کرتے کو آنکھوں سے لگایا اور پھر غور سے اُس کرتے کو دیکھا تو وہ کرتہ صحیح وسالم ہے فرمایا کہ یہ کرتہ خون میں تر ہے مگر کہیں سے پھٹا ہوا

نہیں ہے۔ نیز اس خون میں یوسف کی بو نہیں آتی ہے! ہائے یہ کیسا بھیڑیا تھا جس نے میرے یوسفؑ کو کھایا مگر اس کا کرتہ کہیں سے نہیں پھاڑا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کوئی فریب گانٹھا ہے پس اگر تم سچے ہو تو ابھی اُس بھیڑیئے کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ۔ تاکہ میں خود اُس سے دریافت کروں، یہ سُن کر دو چار اُن میں سے جنگل کی طرف دوڑے اور جنگل میں سے ایک بھیڑیا پکڑا اور خون سے اس کا منہ رنگ کر والد ماجد کی خدمت میں لیکر آئے اور کہا کہ حضور یہ ہے وہ بھیڑیا جس نے آپکے یوسف کو کھایا ہے حضرت یعقوبؑ نے اُس بھیڑیئے کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ نظم

تُو نے کھایا ہے میرے فرزند کو	تو نے پھاڑا کیا میرے دلبند کو؟
تُو نے ہی یعقوبؑ کو صدمہ دیا	تو نے ہی کیا خون یوسفؑ کا پیا؟
بھیڑیئے! تو دشمن یوسفؑ ہوا	تو نے دل یعقوب کا چھلنی کیا؟
تھرتھرا اُٹھا یہ سُنکر بھیڑیا	اور زباں صاف سے گویا ہوا

السّلام علیک یا نبی اللہ! اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہے۔ حالیجاہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں یا میری قوم کا کوئی بھیڑیا نہیں بلکہ روئے زمین کا کوئی جانور نبی کا خون یا نبی کا گوشت پوست کھائے یا کھانیکی نیت سے اس پاک جماعت کی طرف نگاہ بھر کر بھی دیکھے۔ یا نبی اللہ مجھے قسم ہے خداوند عالم کی جس نے آپکو پیغمبر بنایا ہے میں نے یوسف کو پھاڑنا تو کیسا دیکھا تک نہیں اور اے نبی اللہ کے پیغمبروں کا گوشت پوست جانور تو کیا کھا سکتے ہیں اُنکے قبر میں دفن ہونے

کے بعد اُنکا گوشت پوست زمین بھی نہیں کھا سکتی جس کے جواب میں حضرت یعقوبؑ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ فی الحقیقت پیغمبروں کا گوشت پوست کوئی سے نہیں کھا سکتی

پھر حضرت یعقوبؑ کے پاس سے رخصت ہو کر وہ بھیڑیا جنگل میں گیا اور بلند مقام پر کھڑے ہو کر اُسنے آواز دی کہ اے میرے ہم قوم درندو! کیا یہ سچ ہے کہ تم میں سے کسی نے یعقوبؑ کے نور عین یوسفؑ کو کھایا ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو عنقریب تم پر قہر الٰہی نازل ہوگا، اگر ایسا نہیں ہے اور تم پر سراسر تہمت ہی تہمت ہے تو ابھی تم سب کے سب حضرت یعقوبؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کرو اور اُنکی بددُعا سے ڈرو اور اپنے آپ کو ظالمانہ تہمت کے دھبے سے پاک کرو۔

لکھا ہے کہ یہ آواز سنتے ہی ہزارہا بھیڑیے آ حاضر ہوئے اور تمام شہر کنعان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب نے ملکر حضرت یعقوبؑ کی جناب میں فریاد و آہ و زاری شروع کی بھیڑیوں کی الغیاث سنکر حضرت یعقوب علیہ السلام باہر آئے تو بھیڑیے حضرت کے قدموں میں گر پڑتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے یہ ارتکاب نہیں کیا ہے۔ حاشا و کلا کسی نے یوسف کو دیکھا تک بھی نہیں ہے! اور ہم سے آپ چاہے جیسی قسم لے لیجیئے۔

حضرت یعقوبؑ نے اُن تمام بھیڑیوں کو رخصت کیا اور اپنے بیٹوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب بتاؤ میرا یوسف کہاں ہے، چنانچہ اس سوال پر سب کے سب فرزند نہایت ذلیل ہوئے اور گردنیں جھکا جھکا کر بیٹھ گئے اور کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ آگے اللہ تعالے انقل فرماتا ہے۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا

پہلے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا اے جھوٹے کاذبو! میرے یوسف کو بھیڑیے نے نہیں کھایا بلکہ تمہارے شریر نفسوں نے یہ ایک فریب گانٹھا ہے۔ یہ کہکر آپ چیخیں مار مار کر رونے لگے اور روتے روتے بیہوش ہو گئے۔ بڑی دیر میں جب ہوش آیا تو لکڑی پکڑ کر اُٹھے اور سیدھے جنگل کی طرف چلے گئے اور جنگل میں پہنچکر کبھی اس ٹیلے پر چڑھتے ہیں کبھی اس نشیب میں جاکر تلاش کرتے ہیں۔ جب کہیں اپنے فرزند یوسف کو نہیں پاتے ہیں تو ایک بلندی پر چڑھ کر نہایت درد کے ساتھ کہنا شروع کرتے ہیں۔

وَاقُرَّةَ عَیْنِیْ وَاثَمَرَةَ فُؤَادِیْ الخ

نظم

اے مری آنکھوں کی پتلی کس جگہ ہے تو
اے مرے دل کی کلی اے میری جاں تو کیا ہوا

کس کنوئیں میں تجھ کو ڈالا یوسفا کس چاہ میں
باپ تیرا منتظر ہے کب سے تیری راہ میں

کون سے دریا میں ڈوبا ہے بتا جلدی سے تو
گود خالی ہے میری فرزند آ جلدی سے تو

قتل کس تلوار نے تجھ کو کیا یوسفؑ بتا
کس نے تیرا چاند سا چہرہ کیا تن سے جدا

کس زمیں میں دفن ہے تو بول اُٹھ پیارے مرے
کچھ تو اپنے حالِ ابتر کی خبر مجھ کو بھی دے

رو رہے تھے آسمانوں کے فرشتے زار زار
ہو رہے تھے اک نبی کے حال پر وہ بیقرار

اتنے میں جبریلؑ آ پہنچے بحکم کردگار
اور کہا بس کیجئے۔ للہ اے عالی تبار

ہل رہا ہے آپ کی فریاد سے عرشِ عظیم
کس طرح دیکھیں ملائک آپکا حال سقیم

حسبک بس کیجئے! اور صبر کیجے اے نبی
مرضی مولا رضائے ایزدی بس یونہی تھی

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تلقین صبر پر اُسی وقت حضرت یعقوبؑ نے فرمایا۔

فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ط وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ط

نظم

آج اے یعقوبؑ کیا شے چھن گئی
کون سی مُرجھا گئی دل کی کلی

کس کو کھو کے جا رہے ہو دشت سے
آ رہے ہو کیوں جگر تھامے ہوئے

کچھ تو کہئے آج اپنا ماجرہ
کیا کوئی لختِ جگر جاتا رہا

دیکھتے جاتے ہو مڑ مڑ کے کسے
کوئی پیچھے رہ گیا کیا آپ کے

چلتے چلتے ہائے کیوں رُکتے ہیں آپ
کیوں نکلتی ہے یہ منہ سے گرم بھاپ

شعلہ زن ہے کیا کوئی سوزِ نہاں
آپ کی آہیں جو دیتی ہیں دھواں

صاف یہ غم کہہ رہا ہے آپ کا
حیف ہے یوسفؑ مرا جاتا رہا

نکاتِ عبرت

تفسیر مدارک وغیرہ میں مرقوم ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے جو ان کے پیارے یوسفؑ بچھڑے ہیں۔ اور باپ بیٹوں میں سخت جدائی واقع ہوئی ہے اس کے متعلق تین نقطے لکھے ہیں:۔

یعنے بہت اچھا میں صبر جمیل اختیار کرتا ہوں ۔ اور خدائے کریم وکارساز ہے ۔ اسی سے اسکا اجر چاہتا ہوں پھر حضرت یعقوب اپنے آنسوؤں کو روکتے اور آہ وفغاں کو ضبط کرتے ہوئے اپنے مکان کو چلے آئے:۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

پہلا نکتہ:- ایک روز الیوانِ اسرائیل میں حضرت یعقوب علیہ السلام معہ اپنے فرزندوں کے تشریف رکھتے تھے اور سب کے سامنے اُسوقت دسترخوان بچھا ہوا تھا اور قسم قسم کے کھانے اس پر چنے ہوئے تھے۔ اتفاق سے وہاں پر ایک سائل آیا اور اُس نے آکر سوال کیا کہ اے اسرائیل پیغمبر! کچھ مجھے اللہ کی راہ پر دیجئے کہ میں بھوکا ہوں۔ اسوقت اتفاق کی بات ہے کہ آپ کا خیال اُسکی طرف ذرا نہیں متوجہ ہوا۔ کانوں میں سائل کی آواز ضرور آئی مگر فرزند کی محویت میں فقیر کی صدا پہ کچھ التفات نہیں کیا جس سے سائل کو کچھ نہیں ملا اور وہ خالی چلا گیا۔ اُسی وقت حضرت یعقوب کے نام وحی آئی۔

نظم

ایسی فرزندوں میں محویت ہوئی
بات بھی سائل کی سُنی چھوڑ دی

مانگتا تھا وہ ہمارے نام پہ
نام لیتا تھا ہمارا سر بسر

تم اگر کھانا کھلا دیتے اُسے
یاد وہ چالیس دن کرتا مجھے

جیسا سائل کو دیا تھا تم نے غم
ایسا بس میں بھی تمہیں دونگا اَلم

محو جس میں ہوگئے یعقوبؑ تم
دیکھنا تم سے نہ وہ ہو جائے گم

دوسرا نکتہ:- لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک لونڈی خریدی تھی جس کا ایک چھوٹا سا لڑکا بھی اس کے ساتھ تھا۔ آپ نے کسی ضرورت اور مصلحت سے اُسکے لڑکے کو کہیں بھیجدیا تھا جو اتفاق سے وہاں جا کر وہ غائب ہو گیا یا مر گیا غرضیکہ پھر ماں کو اُسکا دیکھنا نصیب نہیں ہوا اور ساری عمر وہ اسکے لئے روتی رہی

یہاں تک کہ وہ عورت اندھی ہوگئی۔ جسکے بارے میں ایک روز حضرت جبرئیل آئے اور کہا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

نظم

میری بندی کو ستایا آپ نے
اور دل اس کا دکھایا آپ نے
اُس کا لختِ دل جُدا تم نے کیا
اُس کا یہ صدمہ تمہیں نے بس دیا
ہم کو اے یعقوب ہوتا ہے یقیں
تم کو یہ صدمہ نہ پیش آئے کہیں

تیسرا نکتہ:۔ لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی ضرورت کیلئے ایک ذمی کا بچہ ذبح کیا تھا جسکی جدائی میں بے زبان ذمی بہت روتی تھی اور اپنے پروردگار کی جناب میں فریاد کرتی تھی چنانچہ وحی کے ذریعہ آپکو ذمی کا واقعہ بھی جتایا گیا جسکے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے عرض کیا خداوندا یہ جو کچھ بھی مجھ سے سرزد ہوا محض غفلت سے اور سہواً۔ خداوندا! میں نے جان بوجھ کر یا عمداً کوئی کام نہیں کیا اس پر حضور خداوندی سے جواب ملا:۔

نظم

سہو کیسا! کیسی غفلت! کیسی بھول
آپ کے ہاتھوں ہوئے ہیں وہ ملول
یہ تو ہم بھی جانتے ہیں اے نبی
جان کر تم نے نہیں تکلیف دی
جان کر یہ ظلم کرتے تم اگر
حال ابتر ہوتا اس سے سر بسر

بھائیوں کا نیک ارادہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کی حالت روز بروز نازک ہوتی جاتی ہے اور وہ

ایک بند کوٹھڑی میں بیٹھ گئے ہیں۔ اور بیت الاحزان یعنی غم کا گھر اسکا نام رکھوا یا جہاں سے حضرت کے کبھی رونے کی آواز آتی ہے اور کبھی عالم سکوت ہوتا ہے یہ دیکھ کر آپکے بڑے بیٹے یہودا سے نہ رہا گیا۔ اور باپ کیلئے سخت بے چین ہوا نیز جب سے یوسف کنوئیں میں گئے تھے روزانہ یہ بھائی کنوئیں پر جاتا تھا۔ اور کھانا پینا بھی پیارے یوسف کو روزانہ پہنچا آتا تھا۔ اور کنوئیں پر عجائب قدرت روز دیکھ کر آتا تھا۔

ایک روز جبکہ حضرت والد ماجد کی یہودا نے بہت نازک حالت دیکھی تو بیقرار ہوکر بھائیوں سے کہا کہ اے غافلو! کس خواب خرگوش میں پڑے ہوئے ہو، دیکھو وہ یوسف کا خواب سچا ہونا شروع ہوگیا اور یوسف پر انوار و برکات الٰہی کا نزول ہونے لگا۔ بھائی ششدر ہوکر پوچھتے ہیں کیا دیکھا جسکے جواب میں یہودا کہتا ہے کہ اس اندھیرے کنوئیں میں دن نکلا ہوا ہے۔ اور یوسف کی پیاری پیاری باتوں کی آواز چلی آتی ہے جہاں کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔ اور کنوئیں میں سے بے انتہا خوشبوئیں آرہی ہیں۔ اور یوسف پر رحمت الٰہی کا نزول صاف نظر آرہا ہے۔

لہٰذا اس وقت تمہارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ باپ کی حالت پر رحم کرو اور یوسف کے مظالم سے توبہ کرو۔ اور اسے کنوئیں میں سے نکال لاؤ۔ اور والد سے لاکر دو حضرت والد ماجد ایسے نہیں ہیں کہ تم سے بدلہ لیں گے بلکہ شاد شاد ہو جائینگے اور تمہاری تقصیریں معاف کر دینگے۔

یہودا کی اس رائے کو انجام بینی کے لحاظ سے سب نے پسند کیا اور اسی وقت

سب کے سب کھڑے ہوگئے اور کہا۔ چلو یوسفؑ کو کنوئیں سے نکال کر لائیں اور والد بزرگوار سے لاکر ملادیں۔ جب ہمارے کے سارے سوتیلے بھائی آدھی دور پہنچ گئے تو سامنے سے ایک پیر مرد آئے اور کہا کہاں جاتے ہو؟ کہا کہ یوسف کو کنوئیں سے نکالنے جاتے ہیں۔ پیر مرد نے کہا:-

نظم

کیا بُری تدبیر سوچی تم نے یہ
میرے پیارو! کچھ نہیں کی تم نے یہ

کام ایسا پہلے تم نے کیوں کیا
جس کے پیچھے تم کو یہ پچھتانا پڑا

عاقلوں کا یہ نہیں شیوہ ذرا
بلکہ جو کچھ ہوگیا سو ہو گیا

نیز بدنامی ہے اس میں اس قدر
جھوٹے کہلاؤ گے پھر تم عمر بھر

پھر تمہارا کس کو ہوگا اعتبار
کذب سمجھیں گے سبھی قول و قرار

ساکھ دنیا سے تمہاری جائے گی
سخت بدنامی و ذلّت آئے گی

باز آؤ اپنی اس تدبیر سے
ہوچکا ہونا تھا جو تقدیر سے

بھائیوں کی یہ سمجھ میں آگیا
ہائے اے شیطان جو تو نے کہا

سب کے سب اُلٹے پھرے وہ راہ سے
اور منہ موڑا سبھی نے چاہ سے

بھائیوں کا مشورہ یاں رد ہوا
اور کنوئیں پہ واں ہوا فضل خدا

مصری قافلہ

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ

یعنے چاہِ کنعان کے قریب ایک مصری قافلہ آکر ٹھہرا جنھوں نے اپنے دو آدمی پانی

بھرنے کیلئے کنوئیں پر بھیجے اور انہوں نے آکر کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ یہاں بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ یوسف کنوئیں میں ایک رات رہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سات رات اور سات دن تک کنوئیں میں رہے۔

غرضیکہ ایک سوداگر اپنا قافلہ لئے ہوئے ملک یمن سے آرہا تھا او شہر مصر کیطرف جارہا تھا۔ اتفاق سے وہ راستہ بھولا اور بھٹکتا بھٹکتا اس کنوئیں کے قریب پہنچا تو اُسکے جانور پیاسے مرنے لگے اور قافلہ کا پانی بالکل ختم ہوگیا آخر کنوئیں کے لالچ میں اُس سالار قافلہ نے جس کا نام مالک تھا۔ اپنا قافلہ وہیں ٹھہرا دیا۔ اور اُس نے اپنے دو آدمی کنوئیں پر پانی بھرنے کیلئے بھیجے جن میں ایک کا نام بشریٰ اور دوسرے کا بشیر تھا۔ چنانچہ بشریٰ نیچے کھڑا رہا اور بشیر کنوئیں کی منڈھیر پر چڑھ کر اُس میں اپنا ڈول ڈالا۔ ڈول جب تہ پر پہنچا تو حضرت یوسف خوفزدہ ہوئے اور اپنے دلمیں کہا کہ شاید میرے دشمن بھائی اس ڈول کے ذریعہ مجھے نکالنا چاہتے ہیں اور نکالکر مجھے ہلاک کرینگے نیز اور کچھ مزید تکلیفیں پہنچائینگے۔ جنہوں نے ڈول نہ پکڑا اور پتھر پر ایک طرف سمٹ بیٹھے۔ اسی وقت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے یوسف! اللہ تعالیٰ تم کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد کرتا ہے کہ اے یوسفؑ یہ ڈول تمہارے بھائیوں کا نہیں ہے۔ انہوں نے نہیں ڈالا ہے بلکہ یہ ڈول ہم نے ڈالا ہے لہٰذا بے خوف ہو کر تم اس ڈول میں بیٹھ جاؤ۔ اور ہماری قدرت کاملہ کا تماشہ دیکھو یہ سنتے ہی حضرت یوسفؑ نے وہ ڈول پکڑا ہی نہیں بلکہ اپنے جسدِ نورانی کو لیکر اُس ڈول میں بیٹھ گئے،

تفسیر معالم میں لکھا ہے کہ اب بشیر ڈول کھینچتا ہے تو وہ اس سے کھنچتا نہیں کیونکہ وزن بہت ہو گیا ہے۔ ٹھہر گیا ٹھہر کر اور تھوڑی دیر دم لیکر ڈول کھینچنے کیلئے بشیر نے پھر زور لگایا۔ مگر ڈول نے جنبش تک نہیں کی۔ جس سے بشیر سخت پریشان ہوا اور اسی پریشانی میں آس نے کنوئیں میں جھانک کر دیکھا کہ یہ کیا بات ہے ڈول اتنا وزنی کیوں ہو گیا ہے جو مجھ سے کھچ نہیں سکتا۔

نظم

دیکھتا کیا ہے کنوئیں میں یہ بشیر
جلوہ گر ہے رحمت رب قدیر

وہ کنواں کیا ہے گل و گلنار ہے
اور نزول رحمت غفار ہے

چاند اک اترا ہوا ہے چاہ میں
ایک دن نکلا ہوا ہے چاہ میں

ڈول میں بیٹھا ہے اک وہ نازنیں
آنکھ جس کے حسن پر جمتی نہیں

محو حیرت ہو کے چیخ اٹھا وہیں
آ! کہ یہاں اک چیز ہے اے ہمنشیں

یوسفؑ کا کنوئیں سے نکلنا

قَالَ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ ط

یعنے بشیر نے متعجب ہو کر آواز دی کہ اے بشریٰ جلدی آ! اور دیکھ ڈول میں کیسا ایک خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے۔ چنانچہ بشریٰ جلدی سے بشیر کے پاس پہنچا اور دونوں نے ملکر وہ ڈول کنوئیں سے کھینچا اور لرزتے تھراتے ہوئے فرزند حسین کو ڈول میں سے نکالا مگر کنوئیں کی منڈیر پر بٹھایا جسکی شعائیں اور حسن کا چمکارا شہر کنعان کی دیواروں پر جا کر پڑا

جس سے کنعان میں سیلے کے سارے بھائی سمجھ گئے کہ یوسف کنوئیں سے نکل آیا اور معلوم نہیں اُسے کس نے نکالا، اسی وقت سب کے سب چل کھڑے ہوئے۔ ادہر سے وہ غلام جو کنوئیں پر چوکیدارا کر رہا تھا براوران یوسفؑ کو اطلاع دینے کیلئے دوڑا۔ راستے میں دیکھا کہ یوسفؑ کے بھائی بغیر اطلاع کے خود ہی دوڑے چلے آتے ہیں۔ غلام کو دیکھتے ہی پوچھا کیا واقعہ ہے؟ غلام نے کہا کہ مصر کا ایک قافلہ رات سے آکر وہاں ٹھہرا ہوا ہے جسکے دو غلاموں نے آکر تمہارے یوسف کو کنوئیں سے نکال لیا۔ بھائی یہ سُن کر اور تیز قدم چاہ کنعان کیطرف دوڑے۔

یہاں بُشریٰ اور بشیر چاندسے فرزند کو کنوئیں سے نکالکر ڈرتے ڈرتے پوچھتے ہیں کہ اے پیاری صورت تو کون ہے؟ کہ آج تک ہم نے ایسی چیز نہیں دیکھی اے صاحب حُسن وجمال تو کوئی فرشتہ ہے یا جن ہے یا انسان آخر کون ہے؟

معصوم یوسف نے ڈرتی ڈرتی آواز سے فرمایا میں انسان ہوں۔ کہ اتنے میں تمام قافلے والے اور مالک قافلہ یہ عجیب وغریب چمکارا دیکھ کر کنوئیں پر دوڑے جاکر دیکھا کہ بشریٰ اور بشیر ایک عجیب فرزند کو لئے بیٹھے ہیں اور فرزند صاحب جمال سے باتیں کر رہے ہیں۔ سالار قافلہ نے یہ شکل جمیل دیکھتے ہی ایک دولت عظمیٰ سمجھ کر یوسف کو چھپانے کی کوشش کی جیسے خدا فرماتا ہے:۔ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً

یعنے مالک قافلہ نے ایک بیش بہا دولت سمجھ کر یوسف کو چھپایا اور اپنے دل میں یہ سمجھوتہ کیا کہ مصر میں چلکر اسے بڑی قیمت سے فروخت کرونگا اور خوب ٹل و

دولت حاصل کرونگا۔ کہ اتنے میں برادران یوسف آموجود ہوئے۔ اور قافلہ والوں سے کہا یہ ہمارا غلام ہے اور ہماری خدمت سے بھاگ کر اس کنوئیں میں آن ڈوبا ہے۔

خیر اتفاق سے اسے تم نے نکال لیا ہے۔ اب ہم اسے تمہارے ہاتھ ہی فروخت کرتے ہیں تھوڑے بہت جتنے مناسب سمجھو دام دو اور اسے یہاں سے لے جاؤ۔ کہ ہم اس سے سخت بیزار ہیں۔ یہ سن کر سالار قافلہ آگے بڑھا اور یوسف کے بھائیوں سے کہا کہ مجھے آپ لوگوں کے کلام میں جھوٹ معلوم ہوتا ہے۔ میرا دل نہیں مانتا کہ میں اس حسین صورت غلام ہونا اور تمہارا آقا ہونا تسلیم کروں۔ واللہ باللہ یہ صورت ہرگز غلامی کے قابل نہیں ہے۔ سالار قافلہ کی یہ تقریر سنکر برادران یوسفؑ بہت ساکت ہوئے اور شرمندہ لہجہ میں کہا کہ تمہیں ہماری بات کا یقین نہیں ہے، تو تم خود اس سے دریافت کرلو کہ آیا یہ ہمارا غلام ہے یا نہیں ۔غرضیکہ فریب دینے والے اپنے فریب کو سچا کرنیکی کوشش کررہے ہیں۔ حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے۔ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ط

یعنے اللہ جل جلالہٗ ان لوگوں کی باتوں کو خوب جان رہا ہے۔ اور دیکھ رہا ہے پھر بھائیوں نے عبرانی زبان میں آہستہ آہستہ غصہ سے کہا کہ یوسف دیکھ اگر تو نے ہماری بات جھٹلائی اور سالار قافلہ سے اصل اصل بات بیان کی تو دیکھ یاد رکھیو کہ تجھے یہاں سے کھینچکر ایسے خوفناک جنگل میں لیجائینگے کہ جہاں تیرا کوئی پرسان حال نہ ہوگا اور پھر وہاں لیجا کر ہم تجھے مار ڈالیں گے اگر ذرا بھی تو نے اُف کی تو اچھا نہ ہوگا اور ہم ضرور ایسا کر گزرینگے۔ پیارے یوسف چاہتے تھے کہ اصل اصل واقعہ بیان

کریں مگر بھائیوں کی دہشت میں آکر خاموش ہو گئے اور منہ سے ہوں تک نہ نکالی۔ سالارِ قافلہ نے جب دیکھا کہ یوسف ان لوگوں کے خلاف کچھ نہیں بولتے تو اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید ایسا ہی ہو اور یہ فرزند ان لوگوں کا غلام ہی ہو۔ مگر مزید اطمینان کیلئے مالک قافلہ نے یوسف کیطرف مخاطب ہو کر دریافت کیا اے فرزند یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا یہ سچ ہے، اور کیا واقعی تم انکے غلام ہو؟ آپ نے فرمایا ؎

واقعی جو کچھ یہ کہتے ہیں تمام　　فی الحقیقت ہوں میں اللہ کا غلام

مگر ڈر کے مارے لفظ اللہ دبی زبان سے کہا جس سے مالکِ قافلہ کو یقین ہو گیا۔ کہ واقعی یہ فرزند ان لوگوں کا غلام ہے۔ آخر بیع شروع ہوئی۔ اور سالارِ قافلہ نے اپنی پونجی کی طرف دیکھا تو اتفاق سے اسکے پاس اسوقت صرف اٹھارہ درہم تھے اسی وقت اس نے جیب سے نکالکر ان کے سامنے پیش کئے جو برادرانِ یوسف نے بہت جلدی وہ اٹھارہ درہم سالارِ قافلہ کے ہاتھ سے لیکر یوسفِ عزیز کو بیچ ڈالا۔ اور نہایت نفرت اور بیزاری سے سالارِ قافلہ کو دے دیا۔

وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝

یعنے وہ یوسف سے سخت بیزار ہو رہے تھے۔ کہ کہیں جلدی سے یہ اس سرزمین اور اس ملک سے باہر نکل جائے۔

پھر جب یہ بیع ہو چکی تو مالکِ قافلہ کے کہنے پر یوسف کے بھائیوں نے ایک بیعنامہ سالارِ قافلہ کو لکھ کر دیا اور سالارِ قافلہ سے یہ زبانی ہدایت کی کہ دیکھو جب

تک تم مصر میں نہ پہنچ جاؤ اسکی پوری پوری حفاظت رکھنا کیونکہ یہ بھگوڑا غلام ہے ہر جگہ بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ کہکر یوسف کے بھائی وہ اٹھارہ درہم اچھالتے ہوئے خوشی خوشی گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور نو بھائیوں نے دو دو درہم تقسیم کئے اور دسویں یہودا کو محروم کیا کیونکہ وہ پیارے یوسف سے واقعی محبت کرتے تھے۔ اور ہمیشہ انکی سی لولی لولا کرتے تھے چنانچہ ابھی یہودا نے ان درہموں میں سے اپنا حصہ لینا سخت مکروہ جانا اور ان درہموں کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ القصہ ادہر برادران یوسف چلے ادہر پیارے یوسف کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے

نظم

بھائی جب کنعان کی جانب چلے	ہائے یوسف ہائے کر کے رو دئے
نقشہ کنعان آنکھوں میں کھنچا	باپ پیارے کا تصور بندھ گیا
اور کہا دل میں کہ! اب فرقت ہوئی	سرزمیں یہ اب ہمیشہ کو چھٹی

قافلے کی روانگی

حضرت یوسف کا جگر افگار رونا دیکھ کر سالار قافلہ یوسف کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ افسوس تم انکے فراق میں روتے ہو جنکو تمہارے اوپر ذرا رحم نہیں آیا بلکہ اور تم سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ تم ان سے اسقدر محبت رکھتے ہو اور ان کیلئے بیچین ہوئے جاتے ہو؟ آپ نے فرمایا اے مالک!

نظم

دل بھر آتا ہے جن کے واسطے	حیف وہ منہ موڑ کر کیسے چلے

کیا کہوں کس واسطے روتا ہوں میں | جان اپنی کس لئے کھوتا ہوں میں
مالکا! گو ان کو نفرت مجھ سے ہے | انتہائی گو عداوت مجھ سے ہے
انکی اُلفت ہے میرے دل میں نہاں | ہے نرالی سب سے اپنی داستاں
اذن دے پھر اک دفعہ ملنے کا تو | سب سے پچھلی ہے یہ میری آرزو!

مالک نے اجازت دی اور کہا کہ میرا اس میں کیا ہرج ہے آپ ایکدفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ اُن سے اور مل لیں۔ بس اتنا سنتے ہی پیارے یوسفؑ اپنے بھائیونکی طرف دوڑے اور آخری ملاقات کیلئے انکی طرف بھاگے اور ایک ایک بھائی کا نام لیکر پکارنا شروع کیا:-

نظم

ٹھیرنا! رکنا ذرا ننھے سے یوسف کیلئے | دیکھنا مڑ کر اُسے جسکو دھکے دے دیئے
اے گروہ سخت دل اے قافلے کنعان کے | اپنے ننھے سے مسافر کو بھی مڑ کر دیکھ لے
کس پہ چھوڑا مجھ کو تم نے اور کس کو دے چلے | اور کیا یعقوبؑ کو صورت دکھانے چلے
ہائے اے شمعون اے روبیل ٹھیرو تو سہی | پیاری پیاری صورتیں مجھکو دکھا دو آخری
پھر کہاں تم اور کہاں میں اے یہودا! آخری | پھر کہاں یہ سرزمیں میرے لئے کنعان کی
آئی کانوں میں جو یہ یوسفؑ پیارے کی صدا | واں کسی کے دل میں بھی آیا نہیں خوفِ خدا
بلکہ بھاگے تیز قدموں شہر کنعان کی طرف | تاکہ یوسفؑ آ نہ پہنچے اپنے اخواں کی طرف
جنکے پیچھے آہ بس یوسفؑ بھی دوڑے اسقدر | ننھے ننھے پاؤں ہیں اور دل ہے بس زیروزبر
ایک پتھر کی لگی ٹھوکر گرے وہ منہ کے بل | ہائے رُک کر گر گئے اور خون بس آیا نکل

نخھے سے یوسف کا گرنا دیکھ کر واں پہ ہوا / جسکو کہتے ہیں یہودا دل پکڑ کر رہ گیا
دوڑ کر آیا اٹھایا گود میں فرزند کو / اور کہا خاموش ہو بھائی بس اب اتنا نہ رو
یونہی تھی مرضی خدا کی اسکی مرضی یونہی تھی / صبر کر اے لختِ دل جو کچھ کہ ہونی تھی ہوئی
اب خدا حافظ ہے تیرا اور نگہباں ہے وہی / چھوڑ اب کنعان کی اور بھائیوں کی دوستی
ظلم ان کا انکے آگے آئیگا گھبرا نہیں / اور تری امداد پر اللہ ہوگا بالیقیں

غرضیکہ ادھر یہودا حضرت یوسفؑ کو تسکین و دلاسا دیکر اپنے بھائیوں میں جا کر ملے اور ادھر مالک قافلہ نے آکر روتے ہوئے یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور اپنے قافلے میں لے آیا اور قافلے کو کوچ کا حکم دیا چنانچہ اسی وقت قافلہ روانگی کیلئے تیار ہوا جسمیں حضرت یوسف کو پابہ زنجیر کر کے ایک اونٹ پر بٹھایا اور انکے متعلق مالک قافلہ نے اپنے دلمیں یہ خوف کیا کہ یہ کہیں بھاگ نہ جائے۔ اسلئے تمام راستے حفاظت اور سخت پہرے چوکی کا حکم دیا۔ اور انکا اونٹ سب اونٹوں کے بیچ میں لیا۔ اور قافلہ مصر کی طرف روانہ ہوا۔

نظم

قافلہ جب مصر کی جانب چلا / حال یوسفؑ کا بہت ابتر ہوا
شہر کنعاں آج چھوٹا آپ سے / باپ ان سے اور گئے یہ باپ سے
روئے یوسف ہائے کچھ اس درد سے / اور زبانِ حال سے گویا ہوئے
اے وطن اور وطن کی سر زمیں / کیا جگہ میرے لئے تجھ میں نہیں
اے زمیں کنعان کی اے آسماں / ہوں تمہارے ہجر میں نوحہ کناں
اے ہوا جب کنعاں میں جائے تو / حال میرا سب سے کہیو کو بکو!
کہہ گیا ہے آج اک قیدی سلام / بن گیا ہے آج جو مصری غلام

والدہ کی قبر

تفسیر بحر المواج و معالم وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت یوسفؑ کے غلام بننے اور تھوڑے درہموں میں بکنے کی وجہ یہ تھی کہ ایک روز ایوان اسرائیل میں بیٹھے آپ آئینہ دیکھ رہے تھے جس میں آپکو اپنا حسن و جمال بہت اچھا معلوم ہوا اور فی الحقیقت آپکا حسن و جمال تمام جہان سے نرالا تھا چنانچہ آئینہ دیکھ کر آپنے فرمایا کہ ایسا شخص اور اس صاحب حسن و جمال والا اگر کسی کا غلام بن کر فروخت ہو تو تمام جہان مل کر بھی اسکی قیمت نہیں دے سکتا بس حضور خداوندی میں آپکا یہ قول لکھا گیا اور اس وقت جبکہ اٹھارہ درہموں میں آپ فروخت ہو رہے تھے آپ کے نام وحی آئی جس میں یہ ارشاد خداوندی ہوا ؎

کیا ہوا وہ تیرا کہنا یوسفا!	کتنے تھوڑے دام میں تو بک گیا
آئینہ جب تو نے دیکھا تھا وہاں	چاہیے تھا شکر خلاق دو جہاں
حسن جسکے قبضۂ قدرت میں ہے	ملک میں جسکی ہے بس ہر ایک شے
قدر کی تصویر کی کیوں یوسفا	کیوں مصور کا نہ شکریہ کیا
میرا شکریہ اگر کرتا وہاں	تیری قیمت دے نہیں سکتا جہاں

نیز بعضے مفسرین لکھتے ہیں کہ منظور ایزدی یونہی تھا کہ یوسفؑ غلام بنکر پھر بادشاہ مصر بنے تاکہ آپ سے قیدیوں اور غلاموں کی قدر معلوم رہے اور جب اسکے بھائی محتاج ہو کر اسکے پاس آئیں تو یہ اپنی محتاجی کا زمانہ یاد کر کے انکی قدر کرے اور انہیں امداد پہنچائے

القصہ جب مصری قافلہ وہاں سے روانہ ہوا تو شام کے جھٹ پٹے میں حضرت یوسفؑ کو ایک جگہ اپنی والدہ کی قبر نظر آئی، جسے دیکھتے ہی آپ فوراً اونٹ پر سے کود گئے اُس وقت اتفاق سے آپکو کسی نے نہیں دیکھا اور سب کے سب قافلے والے اپنا قافلہ بڑھائے ہوئے چلے گئے یوسفؑ محزون اپنی والدہ کی قبر پر آئے اور اُس سے چمٹ کر اسقدر روئے کہ آنسو ؤں کی نالیاں بہ گئیں۔ آہ اس وقت آپکا جگر خراش بیان دلوں کو چھیلتا ہے اور غمزدہ کلیجوں کو چھلنی چھلنی کرتا ہے :۔

نظم

ہائے اے راحیل بڑے ماں کیا کروں | کس زباں سے اپنی حالت میں کہوں
دودھ پیتا چھوڑ کر تم چل بسیں | اور کی آباد، یاں کی سرزمیں
پھر خبر میری نہ مڑ کر تم نے لی | تجھ پہ یوسفؑ کیسی گزری کیا بنی
ہائے سوتیلوں نے دی مجھ کو دغا | باپ بھائی سے کیا مجھ کو جدا
مجھکو وہ جنگل میں لائے سب کے سب | کیسے کیسے مجھ پہ توڑے ہیں غضب
کیسا کیسا مجھ کو مارا ہے وہاں | جس سے میں ہو ہو گیا ہوں نیم جاں
رسیوں سے باندھ کر پھر یہ کیا | اک کنوئیں مجھ کو دھکا دے دیا
الغرض قیدی ہوں میں اب مصر کا | ہائے میں کن کی غلامی میں چلا
روح مادر قبر میں بے چین تھی | جو زبان حال سے گویا ہوئی
گویا یہ اُس قبر سے آئی صدا | پھڑپھڑاتا ہے مرا دل یوسفا
کس طرح سینے سے چمٹا لوں تجھے | چاند میرے اکیو نکر آ دیکھوں تجھے

تیرے سر پر ہاتھ پھیروں کس طرح ۔۔۔ تیری چوٹیں آن دیکھوں کس طرح
آن پونچھوں کس طرح آنسو ترے ۔۔۔ تجھ پہ میں قربان اے بچے میرے
کیونکر جھگڑاؤں جا کے تیرے باپ سے ۔۔۔ کب کے بدلے میرے یوسفؑ سے لئے
دشمنوں کے ہاتھ میں کیوں دے دیا ۔۔۔ کیوں جگر راحیل کا چھلنی کیا
کیا خبر راحیل تم کو کیا خبر ۔۔۔ آ بنی کیا حضرت یعقوبؑ پر

غرضنکہ پیارے یوسفؑ قبر مادر پر آہ و بکا کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور یہ وہ تھا جو قافلے کے پیچھے یہ دیکھتا ہوا آتا ہے کہ کوئی شے قافلے کی راستے میں گر گرا پڑی ہو تو اُسے اُٹھا کر قافلے میں پہنچا دے۔ یکایک اُس نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا اور دیکھتے ہی وہ نابکار غصہ میں سُرخ ہو گیا اور کہا۔ او غلام تو جیسا بھگوڑا غلام سُننے میں آیا تھا حقیقت میں ویسا ہی نکلا اور واقعی تو اسی قابل ہے کہ تجھ پر جتنا ظلم و تعدی کیا جائے وہ بالکل ٹھیک ہے اور بہت اچھا کیا اُن کنعانی لوگوں نے جو تجھ کو فروخت کر کے یہ آفت اپنے اوپر سے ٹالی نیز وہ تمام برائیاں بیان کرنے میں بالکل سچے تھے یہ کہکر اُس بدبخت نے مظلوم یوسفؑ کے نہایت زور سے ایک طمانچہ مارا جس سے معصوم یوسفؑ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا اور وہ تن نازنین بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا جس کی اس بدبخت شقی نے کوئی پروا نہ کی اور نہایت بے دردی سے یوسفؑ معصوم کو اُٹھا کر قافلے میں لایا اور شقی نے آپ کی حالت زار پر ذرا ترس نہ کھایا یہ حالت دیکھ کر صاحب عرش عظیم کو تاب نہ رہی اور عرش کے کنگرے لرز گئے اور اپنے چھوٹے سے بندے یوسفؑ نبی پر ایک

اجنبی شخص کی دست درازی سے اُس کا دریائے غضب جوش میں آگیا اور اُسی وقت آسمان پر نہایت خوفناک کالا ابر چھا گیا اور اُس میں نہایت خوفناک بجلیاں چمکنی شروع ہوئیں اور گرج اس بلا کی ہونے لگی جس سے تمام قافلے کے دل ہل گئے اور ساتھ ہی لسکے ایسی تند اور تیز ہوا چھوٹی کہ قافلے کی چیزیں اُڑنے لگیں جس سے تمام قافلے کو اپنی ہلاکت صاف نظر آنے لگی۔ جب یہ عذاب کسی طرح کم نہ ہوا بلکہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ تو مالک قافلہ گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہا کہ اے قافلے والو جلدی بتاؤ کہ کوئی تازہ ظلم یا نیا گناہ کس نے کیا ہے؟ جسکی وجہ سے یہ عذاب الٰہی ہم پر نازل ہوا! مالک قافلہ کی اس آواز پر وہ شقی جس نے معصوم یوسفؑ کے زور سے ایک طمانچہ مارا تھا آگے بڑھا اور سالارِ قافلہ سے کہا اے مالک! ایک نئی بات مجھ سے بیشک سرزد ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ تو خرید غلام قافلے سے بھاگ کر پیچھے رہ گیا تھا۔ میں نے غصے میں آکر ایک طمانچہ اس کے مارا۔ جس سے یہ بیہوش ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو اس نے آسمان کیطرف منہ اٹھا کر کچھ ہونٹ ہلائے اور بس۔ یہ سنتے ہی سالارِ قافلہ یوسفؑ کے قدموں میں گرا اور عرض کیا لہٰذا اسکی خطا آپ معاف فرمائیں کہ اس ایک کی وجہ سے تمام قافلہ کے لوگ ہلاک ہو جائینگے۔ لہٰذا آپ اسکے قصور کو معاف کریں کہ یہ بلا ہم سے دور ہو! چنانچہ اسی وقت حضرت یوسفؑ نے معاف فرمایا جس سے وہ آسمانی عذاب فوراً دور ہو گیا۔ سالار قافلے نے جب یوسفؑ کا یہ معجزہ دیکھا نہایت احترام و عزت کرنے لگا۔ اور اُسی وقت اُس بدبخت کو آپکے پاس پکڑ لایا اور کہا کہ یہ شقی بدبخت موجود ہے آپ اپنے انتقام میں اس سے جسطرح چاہیں

پیش آئیں اور جو چاہیں اس سے بدلہ لیں۔ حضرت یوسفؑ نے سالارِ قافلہ کیطرف دیکھا اور فرمایا ؎

نظم

بدلہ لینے کو نہیں آئے ہیں ہم
ہے ہماری آب و گل جود و کرم
منتقم ہے ایک ذات مطلقا
ہم کو اس سے کیا غرض کیا واسطہ
انبیاء کا عام شیوا ہے یہی
ظلم کو وہ بخش دیتے ہیں سبھی
ہاں مگر ہے وہ عزیزٌ انتقام
ہو نہیں سکتی ہے جسکی روک تھام
ظالموں کو اُس سے ڈرنا چاہیئے
جس سے بچ سکتی نہیں ہے کوئی شے

غسلِ یوسفؑ

بعد اس معجزے کے مصری قافلہ مصر کی جانب روانہ ہوا اور منزل بمنزل رستہ طے کرتے ہوئے جب یہ لوگ مصر کے قریب پہنچے تو وہاں نہایت صاف اور ستھرے پانی کا ایک بڑا چشمہ نظر آیا۔ جسے دیکھ کر سالارِ قافلہ نے قافلہ لٹنے کا حکم دیا اور کہا کہ یہاں ہم اور ہمارے قافلہ والے سفر کی کلفت دور کریں گے۔ نہائیں دھوئیں گے غسل کریں گے۔ یوسفؑ کو غسل کرائینگے۔ اور پھر کل علی الصباح مصر میں داخل ہونگے۔ چنانچہ تمام قافلہ وہاں ٹھیر گیا اور سب لوگوں نے غسل کیا۔ سالارِ قافلہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی کہا کہ آپ بھی اس چشمۂ مصفا میں غسل فرمالیں تاکہ راستے کا تمام گرد و غبار چہرۂ پرانوار سے دُور ہوا اور مزاج مبارک سے تمام حزن و ملال رفع ہوجائے

صاحب عین المعانی لکھتے ہیں کہ جب سب لوگ نہا چکے تو قافلے کے ایک شخص کی صورت بناکر حضرت جبرئیل علیہ السلام پیارے یوسفؑ کے پاس آئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس چشمہ کے کنارے پر لے گئے جہاں قبہ آدم صفی اللہ حضرت جبرئیل نے پہلے ہی سے رکھا تھا اور یہ وہ قبہ تھا جس میں حضرت آدمؑ و حوا جنت میں غسل کیا کرتے تھے جس کی تیاری بیان انسانی کے امکان سے باہر ہے۔ غرضیکہ جبرئیل امین نے حضرت یوسفؑ کو اس قبہ میں داخل کیا جس میں پہنچکر حضرت یوسفؑ دیر تک غسل فرماتے رہے صاحب قافلہ نے جب دیکھا کہ حضرت یوسفؑ کو غسل کرتے بہت دیر ہوگئی تو لوگوں کو بھیجا کہ دیکھو یوسفؑ کہاں چلے گئے جلدی انہیں لاؤ تاکہ مصر میں ہم داخل ہوں اور دیکھو کہ کیوں انہیں اتنی دیر لگی، لوگ گئے تو دیکھا کہ یوسفؑ کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔ اسی وقت تمام جنگل میں اُنکی تلاش کیلئے لوگ پھیل گئے مگر کہیں مقصود و مطلوب کو نہ پایا۔ اور قبے کا دروازہ انہیں کہیں نظر نہ آیا۔ آخر مجبور و لاچار ہو کر سالار قافلہ کے پاس آئے اور کہا یوسفؑ کا کہیں پتہ نہیں ہے ہم نے تمام چشمہ اور اُسکے چاروں طرف کا جنگل چھان مارا۔ لیکن کہیں یوسفؑ نہیں ملے۔ اتنا سنتے ہی مالک قافلہ سخت بے چین ہوا اور گوہر مقصود کی تلاش میں وہ خود چلا۔ یکایک سامنے سے دیکھتا ہے:۔

نظم

چلا آرہا ہے وہ بدر کمال	کئے دیتی ہے جس کی صورت حلال
شعاعیں درختوں پہ پڑنے لگیں	نگاہیں زمانے کی گرانے لگیں

اِدھر ہوش مالک کے جاتے رہے	اُدھر قافلے والے بے خود ہوئے
نہلانے سے فرزند کیا بن گیا	یہاں سے وہاں تک بس اک جلوہ تھا
غبارِ مسافت یہ چہرے پہ تھا	کہ تھا چاند پر ابر چھایا ہوا
نہاتے ہی کیا ہو گیا خوب رُو	نکل آیا کیا چاند بادل سے تو

زلیخا کا خواب

عین المعانی وعجائب القصص میں لکھا ہے کہ زلیخا جس بادشاہ کی بیٹی تھی اس بادشاہ کا نام طیموس تھا اور اُسکا ملک سرزمین مغرب میں واقع تھا غرضیکہ بڑے کرّو فر اور بڑے زور شور کا وہ بادشاہ تھا اور بُت پرستی اُس کا مذہب تھا اور اُسکی ایک دختر تھی جس کا اصلی نام اور زلیخا لقب مشہور تھا جس کے حُسن وجمال کی بہت کچھ تعریف وتوصیف تواریخ میں مرقوم ہے القصہ زلیخا کی عمر سن بلوغ کو پہنچنے والی تھی کہ ایک رات اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک پریجمال اور فرخندہ خصال اپنے حُسن کا چمکارہ اور اپنے جمال کی شعاعیں ڈالتا ہوا میری محلسرا کے دروازے میں داخل ہوا ہے اور وہ ہنستا ہوا میری طرف کو چلا آتا ہے زلیخا بیدار ہو گئی اور بیقرار ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگی کہ کہاں ہے وہ صاحب حسن و جمال جو ابھی ابھی میری محلسرائے میں داخل ہوا تھا اور ہنستا ہوا میری طرف چلا آتا تھا حیران ہو کر سب طرف دیکھا۔ جب وہ کہیں نظر نہ آیا تو جلدی سے پھر آنکھیں بند کر لیں کہ شاید آنکھیں بند کئے سے وہ پھر نظر آئے۔ مگر

نظم

اب کہاں وہ نازنین مہ جبیں
اب کہاں وہ صورتِ صد حورِ عین

اب کہاں وہ شکل دکھلاتا ہوا
اب کہاں وہ خواب میں آتا ہوا

اب کہا تو اے زلیخا وہ کہاں
خواب تھا تو نے جو دیکھا تھا سماں

ہر طرف پھرتی ہے کیوں تیری نظر
چھپ گیا کیا رشکِ صد شمس و قمر

اے زلیخا تو نے دیکھا تھا کسے
ہوش تیرے کس لئے جاتے رہے

تو نے کیا دیکھا تھا یہ کچھ تو بتا
اے زلیخا حالِ دل کا کیا ہوا

اے زلیخا کس کو دیکھا خواب میں
کس پہ دل آیا یہ تیرا خواب میں

زلیخا آنکھیں کھولکر چاروں طرف دیکھتی ہے اور قریب ہے کہ دامنِ صبر و شکیبائی چاک کرکے اُس صاحب حسن و جمال کیلئے فریاد وزاری شروع کرے کہ اتنے میں لوگوں کی شرم وحیا مانع ہوئی۔ والدین کی عزت کا لحاظ آیا۔ فوراً آتشِ الفت کو سینے میں دبا گئی اور ضبط کرکے صرف آنسوؤں پر اکتفا کیا۔ نیز ابھی اور اسی وقت نہیں بلکہ رات دن آٹھوں پہر چونسٹھ گھڑی روتے ہوئے گزرنے لگی۔

یہ حال جب اسکی سہیلیوں اور ہمجولیوں نے دیکھا تو حیران ہوئیں اور آپس میں سرگوشیاں کرتے ہوئے زلیخا سے ایک روز دریافت کرنے بیٹھ ہی گئیں اور کہا کہ اے شہزادی کیا حال ہے؟ انہیں میں سے ایک بولی کہ دشمنوں کی نظر تو نہیں ہوگئی؟ دوسری نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پری خلل یا آسیب کا سایہ ہے

تیسری بولی کسی نے ہماری بیگم پر جادو کیا ہے! چوتھی جو بید سمجھدار اور ہوشیار تھی بولی کہ آہ کچھ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ؎ نظم

سرد آہیں عشق میں ہوتی ہیں یہ
جان عاشق کی یونہی کھوتی ہیں یہ

دل کسی پہ اس کا شاید آگیا
کوئی صورت نازنین دکھلا گیا

پاک دامن ہے اگر یہ نیک ذات
خواب میں آیا کوئی والاصفات

لے گیا ہے چھین کر وہ اس کا دل
رکھ گیا ہے اس پہ بس فرقت کی سل

خواب میں اس نے کوئی دیکھا ضرور
شیشۂ دل جس سے ہے بس چور چور

زلیخا نے ایک سرد آہ کھینچکر اُس ہوشمند لونڈی کی طرف دیکھا اور پھر مارے شرم وحیا کے منہ سے اُف تک نہ کی ساکت اور دم بخود ہو کر رہ گئی اور پھر محفل برخاست ہوئی ؁

دایہ کی باتیں

پھر ایک رات موقعہ پاکر زلیخا کی وہی دایہ زلیخا کے پاس آئی اور بہت کچھ اُس سے اخلاص ومحبت کے اظہار اور بیحد خدمت گزاری کے بعد کہا کہ زلیخا! دیکھ میں تیری جان نثار دایہ ہوں اور آج دنیا بھر میں سب سے زیادہ میں ہی تیری غمگسار اور سچی رفیق ہوں۔ مجھ سے اپنا دلی حال نہ چھپا! جو کچھ تجھ پہ گزری اور جو کچھ تیرے پہ بنی ہے اسے صاف صاف ظاہر کر دے تاکہ میں اُس کا کوئی علاج یا تدبیر کر سکوں! زلیخا نے دایہ کی طرف دیکھا اور ایک ٹھنڈا سانس بھر کے کہا:۔ آہ دایہ ؎

نظم

آہ دایہ کیا کہوں میں اپنا حال
دل نہیں قابو میں اے عالی خیال
دل میں بیٹھا مُل رہا ہے دل کوئی
اس سے بڑھ کر ہوگی کیا مشکل کوئی
آہ دایہ! کیسی تدبیر و علاج
ٹھیک ہو سکتا نہیں اپنا مزاج
خواب میں دیکھا ہے اک وہ نازنین
جس کا ثانی آج دُنیا میں نہیں
حُسن جسکا کیا کہوں کیا چیز تھا
ہائے کیا دل چھین کر وہ لے گیا

دایہ یہ سُنکر آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور اپنے دل میں کہا کہ افسوس شہزادی کو بڑے مہلک مرض نے آن دبایا۔ آہ جس کا علاج نہیں۔ دایہ نے پھر اپنے آنسو پوچھ کر زلیخا کی طرف مخاطب ہوئی اور کہا شہزادی! ایسے اور اس قسم کے خواب سچے نہیں ہوا کرتے اور خواب میں اکثر طرح طرح کی صورتیں آیا ہی کرتی ہیں جنکا دنیا میں کہیں وجود بھی نہیں ہوتا اور اکثر خواب و خیال ہوا کرتے ہیں۔ نیز بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی آسیب اچھی صورت بنا کر خواب میں آتا ہے تو کیا پھر اُسکو دل دے بیٹھتے ہیں؟ یہ سُنکر زلیخا کے چہرے پر بطور طنز کے ہنسی آئی اور اعتراضاً ہنستے ہوئے دایہ کو جواب دیا ۔

نظم

ہائے یہ آسیب میں طاقت کہاں؟
حُسن ہے روشن کرے سارا جہاں
اُس کو کچھ آسیب سے نسبت نہیں
وہ تو کوئی چیز ہے اے ہم نشیں
آہ دایہ کیا کروں کس سے کہوں
دلربا وہ کس طرح پھر پا سکوں

دایہ نے جب دیکھا کہ پیاری شہزادی کے دل پر عشق و محبت کی چوٹ کاری لگی ہے۔ جس کا علاج سوائے وصال کے اور ناممکن ہے اور اب کسی طرح اسکا عشق رُکنے یا چھپنے والا نہیں تو پھر اُسی وقت وہ دایہ کھڑی ہوگئی اور شاہ طیموس کے تخلیے میں پہنچکر نورِ نظر شہزادی کا تمام حال بیان کیا اور کہا کہ جہانتک ممکن ہو جلدی لختِ دل کا معالجہ کیجئے ورنہ پیاری زلیخا ضائع ہو جائیگی اور اگر جان سے زندہ بھی رہی تو جنگل کے تنکے ضرور چُنتی پھرے گی۔ لہذا جلدی اس کی تدبیر ہونی چاہیئے۔

شاہ طیموس اپنی اکلوتی بیٹی زلیخا کا یہ حال سُنکر سخت مغموم ہوا اور اُسی وقت کاہنوں اور معالجوں کو طلب کیا اور اُنہیں پیاری زلیخا کو دکھایا جنہوں نے تھوڑے تھوڑے دنوں کا علاج کرنے اور اپنی اپنی نجوم اُلٹ پلٹ کر نیکے بعد صاف کہدیا کہ آپ کی لڑکی کو کوئی جسمانی مرض نہیں ہے جس کا ہم علاج کریں بلکہ یہ کسی کے عشق میں دیوانی ہوئی ہے جس کا علاج سوائے وصالِ محبوب کے اور کچھ نہیں ہوسکتا ؎

بوٹی نہیں اس سانپ کے کاٹے کی کہیں بھی ۔۔۔ بیمارِ محبت کی دوا ہو نہیں سکتی

دوسرا خواب

صاحب قصص لکھتے ہیں کہ زلیخا کو جب پورا ایک سال گزر گیا اور وہ اس حالت میں گزرا کہ زلیخا کبھی روتی ہے اور کبھی مطلوب کا چہرہ ہنستا ہوا اپنے سامنے تصور کر کے ہنستی ہے اور اُس باتیں کرتی ہے۔ کبھی غش کھا کر گرتی ہے اور بیہوش ہوجاتی ہے،

اور کبھی چیخنے اور چلانے لگتی ہے۔ غرضنکہ سخت مجنونانہ حالت میں جب اسے پورا ایک سال گزر گیا تو ایک رات پھر اس نے اسی ہوشربا کو خواب میں دیکھا سوتے سوتے دیکھتی کیا ہے کہ وہ صاحب حسن و جمال اور وہی باکمال سامنے کھڑا ہوا تبسم سے زلیخا کی طرف دیکھ رہا ہے اور کچھ منہ سے بات نہیں کرتا محض صورت تصویر بنا ہوا کھڑا ہے زلیخا خواب ہی کے عالم میں ننگے سر اور ننگے پاؤں اس صورت وہوشربا مورت کیطرف دوڑی اور اپنا سر اسکے قدموں پر رکھدیا اور زبان حال سے یہ کہنا شروع کیا:۔

نظم

کون ہے تو اے شہ حسن و جمال
کس جگہ رہتا ہے تو اے باکمال

سچ بتا تو کون ہے اے نازنین
تیرا ثانی آج دنیا میں نہیں

تو نے میرا دل لیا اے ہوشمند
مجھ پہ ڈالی اپنی الفت کی کمند

آہ میں بے چین ہوں تیرے لئے
حکم ہو سرکار کچھ میرے لئے

تو بشر ہے یا فرشتہ ہے کوئی
تلخ کی کیوں تو نے میری زندگی

خواب میں تصویر وہ گویا ہوئی
اور یہ آہستہ اس نے بات کی

میں فرشتہ ہوں نہ میں جن ہوں کوئی
بلکہ میں ہوں اک بشر اک آدمی

میں نے کیا تکلیف تجھ کو دی بتا
تو نے خود ہی مجھ کو اپنا دل دیا

پھر کہا طالب ہے تو میری اگر
عہد کر اور قول دے اقرار کر

چاہتی ہے تو اگر میرا وصال
دوسرے کا ہو نہ دل تک میں خیال

دو مسرے کو میں بھی دیکھونگا نہیں | آخرش ہم تم ہی ہونگے ہم نشیں

زلیخا کا خواب یہاں تک پہنچا تھا کہ اُسکی آنکھ کھُل گئی بے ساختہ پکار کر پوچھنے لگی کہ پھر آخر وہ دن کب ہوگا؟ مگر اوہاں اب کون جواب دے! وہ تو خواب کی باتیں تھیں جواب ملا تو یہ ملا کہ خیر ہے شہزادی! یہ نیند میں کیسی بدخوابی ہو رہی ہے اور آج دشمن کا مزاج شاید کچھ زیادہ خراب ہوگیا جو سوتے سوتے باتیں بکنے لگیں۔ زلیخا خواب میں اپنے پیارے مطلوب سے باتیں کر رہی تھی اور بیدار ہوتے ہی کانوں میں ناپاک لونڈیوں کی آواز آئی جنہوں نے "آخر وہ دن کب آئیگا" کے جواب میں بدخوابی اور بہکنا بتایا۔ غصے میں سُرخ ہوگئی اور تمام لونڈیوں پر پتھر برسانے لگی اور کہا کہ او مردارو! میں نے خدا جانے کس سے ایک مبارک سوال کیا جس کا تم نالائقوں نے ایک منحوس جواب دیا۔ نکل جاؤ میرے پاس سے لونڈیاں بھاگی ہوئی شاہ طیموس کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور شہزادی کے نیند میں بہکنے اور پھر بیدار ہوکر پتھر مارنے کا حال بیان کیا۔ بادشاہ اور زیادہ مغموم ہوا اور لوگوں کے مشورے سے مجبور و ناچار ہوکر اُس نے زلیخا کے پاؤں میں سونے کی ایک بھاری زنجیر بنوا کر ڈلوا دی۔ جس میں لکھوکھا روپے کے لعل و گوہر جڑے ہوئے تھے اور عجیب و غریب تیاری کی بنی ہوئی تھی۔ وہ زنجیر پہنے ہوئے زلیخا روتی تھی اور زبان حال سے یہ کہتی تھی ؎

نظم

کس پری صورت کا آیا دل میں چاؤ | کس کے ملنے کا یہ ہوتا ہے بناؤ
یہ نیا زیور ہے اُس کے واسطے | جو کہے اپنی نہ کچھ میری سُنے

سال بھر میں جو کہ آتا ہے نظر
آ کے دیکھے آنے والا خواب کا
ہائے ہل سکتی نہیں میں اب ذرا

کیسا اُس کے واسطے ہے کرّ و فر
ہو رہی ہے مجھ پہ کیا جَور و جفا
ہائے کیا بن آئی ہے مجھ سے خطا

تیسرا خواب

پھر پورا سال گزرنے کے بعد زلیخا نے تیسری مرتبہ ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ وہی ہوشربا اُسی طرح ہنستی ہوئی صورت لئے سامنے کھڑا ہے جسے دیکھتے ہی زلیخا اُسی طرح ننگے سر اُس کے قدموں پہ گری اور اُس ماہ منیر کا دامن پکڑ لیا اور نہایت درد کیسا تھ روتے ہوئے کہا۔

نظم
زلیخا

تجکو اس ذاتِ مقدس کی قسم
تجکو سوگند اس انوکھی ذات کی
تجکو اُس پیارے مصوّر کی قسم
کس جگہ رہتا ہے تو اے نازنین
کونسا وہ شہر ہے اے ذی وقار

جس نے تجکو یہ دیا جاہ و حشم
جس نے پیدا کی ہے یہ صورت تری
جس نے یہ تصویر کھینچی، محترم
کچھ تو دے اپنا پتہ اے دل نشیں
جس میں تو رہتا ہے اے عالی تبار

شکل یوسف

ہوں عزیز مصر میں اے نیک خو

کر وہاں ملنے کی مجھ سے جستجو

گویا کہ خواب میں تصویر یوسف نے اپنے آپ کو عزیز مصر ہونا آئندہ کے لحاظ سے بیان کیا مگر زلیخا موجودہ عزیز مصر کو سمجھی کہ یہی میرا مطلوب و محبوب ہے غرضکہ زلیخا اُس پچھلے خواب میں اپنے محبوب کا پتہ سُنکر بیدار ہوگئی اور اُسی وقت اپنی تمام خواصوں اور کنیزوں کو آواز دی۔ خواصیں اپنی بیگم کی ایک تندرست آواز پر جو کہ تین سال کے بعد اُنکے کانوں میں آئی حیرت زدہ ہوئیں اور مبارکباد دیتی ہوئی زلیخا کے پاس آئیں اور نہایت خنداں اور فرحاں اپنی بیگم کو دیکھنا شروع کیا۔ زلیخا نے کہا کہ جاؤ اور میرے والد ماجد کو مژدہ خوشخبری سناؤ اور کہو۔

نظم

اُس کی بیماری زلیخا بچ گئی اور دوبارہ زندگی اُس کو ملی
اُس کی بیماری سبھی جاتی رہی جیسی وہ پہلے تھی ویسی ہوگئی
اُس کا بس مقصود حاصل ہو گیا جس کی جویا تھی؟ وہ اُسکو مل گیا
گوہر مقصود حاصل ہو گیا دے گیا وہ خواب میں اپنا پتا
ہے عزیز مصر وہ عالی وقار کر گیا ہے مجھ سے وہ قول و قرار

خواصیں دوڑیں اور شاہ طیموس کے پاس پہنچیں اور زلیخا کا یہ مژدہ صحت افزا سنایا۔ بادشاہ باغ باغ ہو گیا اور اُسی وقت زلیخا کے پاس آیا دیکھا کہ پیاری زلیخا شادشاد ہے اور دیکھا کہ نہایت تندرست اور خوش و خرم ہے۔ فوراً طلائی بیڑیاں پاؤں سے نکالیں اور کہا کہ اے نورِ دیدہ اور اے میری پیاری زلیخا! خاطر جمع رکھ

تیرا مقصود جلد حاصل ہونے والا ہے۔ کیونکہ مجھے خبرداروں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ تیرے عقد نکاح کیلئے کتنے ہی ممالک سے اور کئی بادشاہ زادوں کی طرف سے پیغام نکاح آنیوالے ہیں۔ ممکن ہے انہیں عزیز مصر کا بھی کوئی پیغام ہو تو بس میں اسے روک لونگا اور تیری آرزو پوری کرونگا۔ نظم

نہ گھبرا ذرا دل میں اے نور عین	بہت جلد ہوگا ترے دل کو چین
بڑا مجکو صدمہ تھا تیرے لئے	بڑا حال میرا تھا تیرے لئے
بڑا مجھ پہ احسان ہے معبود کا	کہ جس نے تجھے آج اچھا کیا

پیام نکاح

لکھا ہے کہ اسی ہفتے میں کتنے ہی شہزادوں کے پیغام زلیخا کیلئے شاہ طیموس کے پاس آئے۔ زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ بادشاہوں کے ایلچی اُس کے نکاح کا پیام لائے ہیں۔ بہت فکر ہوا اور اُس کا دل دھڑکنے لگا۔ اس خیال سے کہ دیکھئے کوئی پیغامبر ان میں عزیز مصر کا بھی ہے یا نہیں۔ زلیخا اپنے دل میں یہ خیالی پلاؤ پکا رہی تھی کہ اتنے میں شاہ طیموس زلیخا کے پاس پہنچا اور کہا کہ نورِ نظر! فلاں فلاں شہزادوں اور بادشاہوں کے پیغام آئے ہیں اب تو اپنے دل میں غور کر کے مجھ سے بیان کر۔ تاکہ میں تیرے عقدِ نکاح کی تیاری کروں۔ اور خاص ایلچی کو زبان دے دوں۔ زلیخا نے تمام پیغامیوں کی فہرست بغور سن کر کہا

نظم

مصر کا جب ایلچی کوئی نہیں | خاک ڈالوں ان کے منہ پر بالیقیں
پھیر دو سارے پیامی پھیر دو | سب سے کہہ دو جاؤ اپنی راہ لو

اور نا اُمید ہو کر پھر کہا
دیکھئے تقدیر میں لکھا ہے کیا

زلیخا کی ناراضگی معلوم کر کے بادشاہ نے اُن تمام پیاموں اور ایلچیوں کو معذرت کر کے اور انعام و اکرام دے کر اور یہ کہکر رخصت کیا کہ اس مبارک پیغام میں سب سے پہلے عزیزِ مصر نے سبقت کی ہے لہذا میرا ارادہ اپنی دختر کو عزیزِ مصر کے پیغام کا انتظار ہو اگر وہاں عزیزِ مصر کا کوئی پیغام نہ سلام کچھ بھی نہیں۔ آخر شاہ طیموس نے خود ہی اپنا ایک ایلچی جو بہت بڑا مدبر اور ہوشیار تھا شہر مصر کو روانہ کرنے کا انتظام کیا جس کے ساتھ بہت سے تحفے تحائف کئے اور زبانی یہ پیغام بھیجا کہ اے عزیزِ مصر! تم کو معلوم ہو کہ میری دختر نیک اختر پیاری زلیخا کے عقدِ نکاح کیلئے شاہِ روم و شام کے بہت سے ایلچی آئے اور بہت اصرار سے اُنہوں نے اس مبارک عقد کیلئے کہا مگر میں نے نامنظور کیا اور تمام قاصدوں کو واپس کر دیا۔ چونکہ مجھے ملکِ مصر اور سرزمین مصر بہت پیاری اور مرغوب ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی پیاری دختر کو مصر میں رخصت کروں۔ ایلچی شاہ طیموس کا یہ پیغام لیکر شہر مصر پہنچا اور عزیزِ مصر کی خدمت میں حاضر ہو کر تحائف پیش کئے اور یہ پیغام عقد سنایا عزیزِ مصر یہ پیغام

بشکر بہت بیٹھا ہو گیا اور اپنے جامے میں پھولا نہ سمایا اور بہت کچھ مسرور ہو کر شاہ طیموس کے ایلچی سے کہا کہ میں خود شاہ طیموس کی خدمت میں حاضر ہوتا مگر بادشاہ کی حضوری سے مجھے ایک لمحہ کی فرصت نہیں سخت مجبور ہوں۔ نیز اسلئے اپنی طرف سے ایک ہزار کنیزیں اور دو سو مقربین و معتمدین مرد بزرگ اور ایک ہزار غلام خوبرو اور بہت سے امیر و امراء شاہ طیموس کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں تاکہ وہ شاہ کی دختر کو نہایت احترام سے لے آئیں۔ جس کے جواب میں شاہ طیموس کے ایلچی نے عزیز مصر سے کہا کہ ہمارے بادشاہ کو ان تکلفات کی چنداں ضرورت نہیں اس کو خدا نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ اور آپ کی دعا سے اس کے خزانے لبریز ہیں تاہم عزیز مصر نے سب سامان ایلچی کیساتھ کر ہی دیا اور اب وہ ایلچی پیاری دختر زلیخا کی برات لے کر اپنے شہر مصر میں پہنچا اور وہاں ایک دھوم دھام ہونے لگی:۔

نظم

سنا جب زلیخا نے یہ غلغلا
کہ اب مصر کا قافلہ آ گیا

خوشی سے پھر اسکا عجب حال تھا
گماں مرگ شادی کا سب کو ہوا

ہنسی اسکے چہرے پہ یا نتک بڑھی
کہ برسوں میں وہ کھل کھلا کر ہنسی

غرض دھوم شادی کی ہونے لگی
خوشی کی نہ حد تھی کسی ایک کی

سبھی شاد و خرم چہکنے لگے
سبھی پھول اور گل مہکنے لگے

مبارک سلامت کی ایک دھوم تھی
عجب شادمانی عجب تھی خوشی

ادھر شاہ طیموس مسرور تھا
ادھر دل زلیخا کا ہاتھوں بڑھا

زلیخا کی شادی

جب شاہ طیموس نے دیکھا کہ میرا ہوشمند ایلچی عزیز مصر کی برات لے آیا بیحد مسرور ہوا
اور اُسی وقت زلیخا کی وداع یا اُسکی شادی کی تیاری میں مصروف ہو گیا اور تیاری بھی
بڑے زبردست پیمانے کی یعنی یہ کہ ایک ہزار بڑے حسن و جمال والی کنیزیں۔ ایک ہزار نہایت
حسین و خوبصورت غلام۔ ایکہزار خوش خرام گھوڑے۔ ایکہزار تیز رو نلمتی اور بختی
اونٹ۔ دو سو فرش دیباج۔ دو سو گوہرِ بے بہا۔ دو سو مشک کی قابیں۔ علاوہ اِسکے
عزیزِ مصر سے نکاح کر کے نہایت تزک واحتشام سے اپنی نورِ نظر زلیخا کو رخصت کیا
جب یہ شان و شوکت کی بارات سرحدِ مصر کے قریب پہنچی تو عزیزِ مصر استقبال کی
رسم کے مطابق حسب ذیل تحفے تحائف منہ دکھائی دینے کیلئے خود آیا سینکڑوں کنیزیں
سینکڑوں غلام بے انتہا گھوڑے جوڑے اور بہت سا لعل و جواہر بے تعداد سونا
چاندی اور خزانہ۔ غرضیکہ عزیز مصر منہ دکھائی دینے کیلئے بہت کچھ سامان لیکر مصر کے
جنگل میں جب سامنے سے دیکھا کہ برات آرہی ہے۔ جس کی تیاری میں یہ معلوم ہوتا
ہے کہ سونے چاندی کے بادل اُٹھے چلے آرہے ہیں اور بیچ میں اُسی ماہ مراتب کے
ایک ڈولا ہے۔ جس میں اُسکی دلہن سوار ہے۔ بہت ہی خوش ہوا اور اُسی وقت
یہ اپنا سب سامان اس پہ نثار کر دیا اور بہت سا زر و جواہر نچھاور کرتا ہوا
مصر میں داخل ہونے کے لئے خوشی خوشی چلا۔ ادھر زلیخا کے دل میں بدولت یوسف

کا شوق اس قدر دامنگیر ہوا کہ وہ خوشی میں پھولی نہیں سماتی ہے اور اپنے جامہ سے باہر ہوئی جاتی ہے۔ آخر کار محلسرا پہنچنے تک اُس کو صبر نہ ہوا۔ اور اسی ڈولے میں سے زلیخا نے اپنے مطلوب و محبوب کو جھانک کر دیکھا۔

نظم

دیکھتی کیا ہے زلیخا جھانک کر
جو عزیز مصر ہے با کرّو فر

ہے سیہ فام و حبش کا ایک غلام
ساتھ ہے جسکے یہ سب کچھ اژدہام

جس کے یہ کچھ کرّو فر ہے ساتھ ساتھ
کر رہا ہے شکل میں تھنبوں کو مات

جب زلیخا نے اپنے ڈولے میں سے عزیز مصر کو جھانک کر دیکھا تو اسی وقت اپنی خواصوں سے کہا کہ ہائے افسوس یہ وہ عزیز مصر نہیں ہے۔ ہائے زلیخا کا ڈولہ لٹ گیا۔ ہائے اُسکا تخت تاراج ہوگیا:۔

نظم

ہائے جو کچھ میں نے دیکھا خواب میں
وہ نہ دیکھا عالم اسباب میں

ہائے میرا قول تھا اُس ذات سے
میں نہ جاؤں گی دوسرے کے سات سے

ہائے اب کیا منہ دکھاؤں گی اُسے
جبکہ اس حبشی کے پھندے پڑے

دلربا میرا کہے گا مجھ سے کیا
اے زلیخا کیا یہی اقرار تھا؟

عہد مجھ سے کر کے کیوں توڑا اُسے
کیونکہ ہوگا منہ یہ اُس کے سامنے

ہائے کس کی قید میں آکر پھنسی
ہائے کیا قسمت کی گردش آگئی

اس طرف ہائے طلب ہی میں گئی
اس طرف پائی نہ کوئی بہتری

ہائے میں ادھیڑ بُن میں کیسی کٹی
کون جاکر یہ کہے طیموس سے
جس کا ڈولہ لٹ گیا پردیس میں
ہائے میں دھوکے میں یہ کیسی لٹی
ہائے کس گھر کی رہی میں اے فنا
تو عزیز مصر ہے کس مصر کا
آئی بس آوازِ یوسف کان میں
میں ہوں یوسف اے زلیخا صبر کر
میں ابھی ایک قافلے کے ساتھ ہوں
کل عزیز مصر میں ہو جاؤں گا
سُنکے یہ آوازِ غیبی کی ندا

اے میرے معبود! یہ کیسی ہوئی؟
اب بتائے باپ! بیٹی کیا کرے؟
زندگی اب اسکی ہو کس بھیس میں
جان میری کیسے نرغے میں پڑی
تو کہاں ہے؟ آہ! پیارے یوسفا
اب بھی کچھ بگڑا نہیں جلدی بتا
کوئی کہتا ہے کھڑا استھان میں
کل تجھے آجاؤں گا میں خود نظر
آ نہیں سکتا ہوں تجھ تک کیا کروں
اور رہائی قافلے سے پاؤں گا
کچھ دلاسا سا زلیخا کو ہوا

زلیخا یہ ندائے غیبی سُنکر بیحد مسرور ہوئی اور پہلے عزیز مصر کی طرف سے اسکا غم غلط ہوا اور اپنے پیارے عزیز مصر کے انتظار میں بھوچکا ادھر اُدھر دیکھنے لگی کہ اتنے میں آہستہ آہستہ اسکا ڈولا عزیز مصر کی محلسرائے میں پہنچا جہاں کی تیاریاں جس قدر بھی دیکھتی تھی اسی قدر اپنے مطلوب کیلئے اسکا دل ٹوٹتا تھا اور اسکے دیکھنے کیلئے بیچین ہوئی جا رہی تھی۔ خیر جوں توں کرکے رات ہوئی اور اسی سیاہ فام عزیز مصر نے زلیخا کی صورت دیکھنی چاہی ذرا نگاہ پڑی تھی کہ سارے جسم پر رعشہ آگیا

اور عزیز مصر تھر تھر کانپنے لگا۔ کیونکہ یہ ایک نبی کی امانت تھی۔ یہ امانت ایک معصوم پیغمبر کی تھی ؎ تھر تھراتا کانپتا واپس ہوا

غائبانہ اُس کا خادم بن گیا

یوسفؑ اور مصر کا داخلہ

جب اُس قبہ رحمت سے حضرت یوسف علیہ السلام غسل فرما کر باہر تشریف لائے تو آپ کے حُسن وجمال کی اُسوقت عجیب کیفیت تھی یعنی حد یہ ہے کہ جو آپ کو دیکھتا تھا وہ اُسی وقت غش کھا کر زمین پر گر جاتا تھا اور محرم کی ۹ تاریخ اور شام کا وقت تھا اور مصر کی شہر پناہ سامنے نظر آرہی تھی۔ ادھر یہ قافلہ مصر میں داخل ہونیکے لئے چلا جارہا تھا۔ اُدھر زلیخا اپنے عارضی خاوند عزیز مصر سے اجازت لے کر بظاہر شام کے سہانے وقت کی سیر کرنے اور درحقیقت اپنے حقیقی محبوب ومطلوب کی تلاش میں اپنی خواصوں کو لئے ہوئے ہاتھی کی انباری پر سوار مصر کے جنگل میں پھر رہی تھی اور منتظر تھی کہ میرے محبوب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اور آج وہ مجھے ضرور جمال دکھائیگا کہ اتنے میں سامنے سے کچھ گرد وغبار اُڑتا ہوا معلوم ہوا۔ اتنی شہارنہ ہوئی کہ وہیں اسکا انتظار کرے اپنے ہاتھی کو دوڑا کر وہیں پہنچی۔ اور قافلے کے ایک طرف اپنا ہاتھی کھڑا کر کے قافلہ کی لائن ڈوری دیکھتی رہی۔ جب قافلہ کا پچھلا حصہ اس کے سامنے سے گزرنا شروع ہوا تو ایک گھوڑے پر اُس نے وہی بانکا سوار

دیکھا جس کے لئے یہ اپنا سب جان و مال اور سب کچھ نثار کر چکی تھی دیکھتے ہی فوراً غش کھا کر ہاتھی پر سے نیچے گری اور بیہوش ہو گئی جسکی خواصیں اور کنیزیں بیکقت تمام زلیخا کو ہوشیار کر کے محلسرائے میں لائیں۔ محل میں آتے ہی زلیخا نے عزیز مصر کو فوراً بلایا اور کہا کہ میں نے افواہاً سنا ہے کہ کل علی الصبح ایک عجیب و غریب قافلہ مصر میں آئیگا جسکے دیکھنے کیلئے میں بھی جاؤنگی اور تم بھی چلنا۔ عزیز مصر زلیخا کی بیحد عظمت کرتا ہی تھا کہا اچھا تم بھی جانا اور میں بھی چلوں گا۔ اِدھر مالک قافلے نے جب دیکھا کہ مصر کی کوئی بڑی بیگم غش کھا کر ہاتھی پر سے نیچے گری۔ فوراً جمال یوسفؑ پر نقاب ڈال دی اور نہایت امن و سکون سے شہر میں قافلہ کو لے کر داخل ہوا:۔

نظم

دیکھئے اب مصر میں ہوتا ہے کیا
ایک مُبتلا آن پہنچا حُسن کا
دیکھئے اب کیا قیامت آ بنے
دیکھئے اب کیا وہاں ہو کر رہے
دیکھئے کِس کِس پہ بنتی ہے وہاں
کس قدر مخلوق ہوگی نیم جاں
کون کون ایک شخص کو دیتا ہے دل
کون کون اُس سے بنے گا منفعل
یوسفؑ کنعاں کا حُسن و جمال
دیکھئے کِس کِس کو کرتا ہے حلال

یوسفؑ کا جمال

تفسیر اسرار المحبت میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ جب مصر میں

یوسف کنعانی کے داخل ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو اس روز یوم عاشورہ علی الصبح ہزارہا مخلوق یوسفؑ کا جمال دیکھنے کیلئے چل نکلی۔ اور سالار قافلہ کے مکان کو آکر گھیر لیا اور اب دیوانہ وار چاروں طرف دیکھ رہے ہیں کہ کہیں وہ مطلوب نظر آئے سالار قافلہ ہنگامہ سے گھبرا کر مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور عاشقوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا آپ لوگ کیوں آئے ہیں:۔

نظم

ساتھ ہے تیرے جو کنعانی غلام	دیکھنے آئے ہیں ہم اسکو تمام
اک نظر اسکو دکھا دے تو ہمیں	لا سکے تو صبر لا دے تو ہمیں
دل کھنچے جاتے ہیں تیری ملک پر	جان و دل لے اور دکھا دے اک نظر

سالار قافلہ نے جب دیکھا کہ یہاں کی مخلوق یوسفؑ کے دیکھنے کیلئے بیتاب ہے اور دیوانہ وار مخلوق ہے کہ چلی آتی ہے۔ چنانچہ بلند آواز سے اس نے کہا جو کوئی یوسفؑ کو ایک نظر دیکھنا چاہے وہ ایک اشرفی داخل کرے۔ یہ سنتے ہی سالار قافلے کے مکان پر اشرفیوں کا مینہ برسنا شروع ہو گیا اور ایک آن واحد میں چھ لاکھ اشرفیاں اسکے پاس آگئیں پھر اس نے یوسفؑ کنعانی کو ایک کرسی پر بٹھا کر اسکے چہرے سے نقاب اٹھا دی۔ اب جو مخلوق نے یوسفؑ کا جمال دیکھا تو دیکھتے ہی نظریں چندھیا گئیں۔ آنکھیں پتھرا گئیں۔ ٹکٹکی باندھے ہوئے سب ہوش و حواس یوسفؑ کی نذر چڑھا بیٹھے اور پھر جو وہاں سے نکلے تو قدم لڑکھڑاتے ہیں اور دیوانوں کیطرح ہر ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھتا ہے۔ نیز یہاں تک بے حواس ہو گئے کہ نہ تو کوئی کسی کو پہچانتا اور نہ کوئی

آپس میں کلام کرتا ہے بعرصہ تک یہی کیفیت رہی اسکے بعد جب لوگوں میں کچھ سکون آنا شروع ہوا تو وہ اپنے اپنے گھروں کا راستہ ڈھونڈتے ہیں تو پھر پھر کے اُسی میدان میں آن کھڑے ہوتے ہیں جہاں یوسفؑ کا جمال دیکھا تھا۔ غرضکہ وہ تمام دن عجب حالت میں گزرا۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو سالار قافلہ نے حکم دیا کہ آج یوسفؑ کی زیارت کیلئے وہ شخص آئے جو دو اشرفیاں اپنے ساتھ لائے۔ چنانچہ اہل مصر یہ خبر سنتے ہی دو دو اشرفیاں لیکر پہنچے اور سالار قافلہ کے مکان کو ۱۲ لاکھ اشرفیوں سے بھر دیا۔ اسکے بعد پیارے یوسفؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے مگر مدہوشی اور بے حواسی کا عالم آج پہلے روز سے کہیں بڑھ گیا جس سے اُن کو سارے دن جنگلوں میں تڑپتے چھٹتے گزرا۔ تیسرے روز سالار قافلہ نے مصر کے بازاروں میں منادی کرائی کہ آج سہ پہر کے وقت یوسفؑ مصر کے بازار میں آئیگا۔ اور اُس کا نیلام کیا جائیگا۔ جس کو لینا ہو وہ تیار ہو کر آجائے۔ لکھا ہے کہ اُس روز یوسفؑ کی خریداری اور آپکی زیارت کیلئے تمام مصر کی مخلوق آئی یہانتک کہ پردہ نشین عورتیں اور عبادت گزار بوڑھے اور جملہ گوشہ نشین مرد و زن یوسفؑ کی زیارت کے مشتاق ہو کر مصر کے بازار میں صبح ہی سے آنے شروع ہوگئے۔ حالانکہ وہ نقاب پوش سہ پہر کو نظر آئیگا۔ مگر ابھی سے مخلوق ہے کہ دریا کی موجوں کیطرح اُمڈی چلی آتی ہے۔ جنمیں خود عزیز مصر بھی بے انتہا زر و جواہر لئے ہوئے یوسفؑ کی زیارت کا مشتاق بنا کھڑا ہے اور آج ہر شخص یوسفؑ کو خریدنا چاہتا ہے۔ آخرکار جب دن کو تیسرا پہر ہوا اور ایک بلند مقام پر سونے کی ایک کرسی بچھائی گئی اور یوسفؑ

نقاب پوش کو لاکر اُس پر بٹھایا گیا۔ اور نیلام کرنے کیلئے اس کی نقاب چہرے سے ہٹائی گئی :۔

نظم

جب نظر اُس پر پڑی مخلوق کی — ایک بجلی تھی جو سب پر گری
نیم بسمل ہوگئے پیر و جواں — بندھ گئیں ایک ایک کی بس ہچکیاں
ہر طرف یہ شور، یہ آہ و بکا — ہائے یوسفؑ ہائے یوسفؑ کی صدا

ایک عورت بازغہ نامی جو مصر کی امیرزادی اور قوم عاد کے گھرانے کی ایک رئیسہ تھی اور وہ ایک ہزار خچر زر و جواہر کے بھرے ہوئے یوسفؑ کے خریدنے کیلئے اپنے ساتھ لائی تھی مگر جب جمال یوسفؑ پر اُسکی نظر پڑی تو آنکھیں اُسکی چندھیا گئیں اور ششدر و حیران ہو کر بعالم بیخودی چیخ اٹھی۔ نظم

عورت

کون ہے تو اے شہ حسن و جمال — تو فرشتہ ہے کہ ہے بدر کمال
کس پہاڑی سے نکل آیا ہے تو — یہ انوکھا روپ کیا لایا ہے تو
کر دیا مخلوق کو تو نے حلال — ذبح کر ڈالا مجھے اے باکمال
یہ بتا کس نے تجھے پیدا کیا؟ — اور کس نے حسن یہ تجھ کو دیا؟
کون ہے خالق ترا اے مہ جبیں — آج تک دیکھا نہیں ایسا حسیں

ہاں بتا اپنا مجھے نام و نشاں؟
نام تیرا کیا ہے رہتا ہے کہاں؟

یوسفؑ

ہوں میں ادنیٰ بندۂ پروردگار
نام ہے یوسفؑ مرا اے نیک ذات
ہوگیا میں اپنے والد سے جدا
ہاں مگر بندہ ہوں میں اُس ذات کا

شہر کنعاں ہے مرا جائے قرار
آگیا میں قافلے والوں کے ہات
کچھ نہ پوچھو حال اے لوگو! مرا
اک کرشمہ ہے یہ جس کے ہات کا

عورت

ہوں لی وہ قربان میں اُس ذات کے
جس نے یہ صورت بنائی اے فتا
جس کا بندہ ہو بھلا ایسا حسین
سب لٹا یا مال و زر اس کے لئے
جو مجازی سے حقیقی ہو گیا
کاش وہ ہم کو بھی یہ توفیق دے
ہے یہی اسحاق عاجز کی دعا

یہ کرشمہ ہوں بھلا جس ہاتھ کے
اُس پہ میں ایمان لائی اے فتا
اس کا کیا کچھ ہوگا رب العالمین
لو لگائی اس نے بس اللہ سے
عشق یوسفؑ سے ہوا عشق خدا
دل ہٹے فانی سے باقی سے ہٹے
عشق ہو دلیں تو ہو عشق خدا

یوسفؑ کا نیلام

زلیخا کی جان لٹی ہوئی ہے اور روزانہ عزیز مصر کو یوسفؑ کے دیکھنے کیلئے بھیجتی ہے آخر ایک روز یوسفؑ کے نیلام کا بازار لگا اور مصر کے ایک بڑے میدان

میں اُس عجیب غریب چیز کے نیلام کا بازار سجایا گیا جس کے بیچ میں ایک بڑا قالین بچھا کر اس پر ایک منبر بچھایا گیا اور پھر یوسفؑ نقاب پوش کو اُس پہ بٹھایا گیا۔

لکھا ہے کہ مصر کے تمام مرد و عورت اپنی اپنی ہستی کے موافق دام و درہم یا زرد جواہر لیکر آنے شروع ہوئے جنمیں ایک بڑھیا مسکینہ بھی اس شان کی خریدار بنکر آئی جس کے پاس کچے سوت کی اٹگرڈی تھی جسے دیکر وہ یوسفؑ کو خریدنا چاہتی تھی پھر جسوقت یوسفؑ بکنے کیلئے منبر پہ بیٹھے ہیں تو اُسوقت شاہ مصر کا ایک سوار سالارِ قافلہ کے پاس پہنچا کہ شاہی حکم یہ ہوا ہے کہ جب تک ایں جانب کے وزیرِ اعظم یعنی عزیز مصر نیلام گاہ میں تشریف نہ لائیں نیلام شروع نہ ہو۔

اب صورت حال یہ ہے کہ ادھر بولی کی منتظر دل بادل مخلوق انتظارِ مجسم بنی کھڑی ہے اُدھر زلیخا کی یہ کیفیت ہے کہ مچھلی کیطرح تڑپ رہی ہے کہ مبادا میرے محبوب و مطلوب کو کوئی اور چھڑا کر نہ لیجائے۔ گھبرا کر عزیز مصر کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے لِلّٰہ جلدی جائیے اور اُس عجیب و غریب شے کو جلدی چھڑا کر لائیے:۔

ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسرا شخص اُسے لیجائے جس کے جواب میں عزیز مصر نے کہا کہ اے زلیخا گھبراؤ نہیں سالارِ قافلہ کے نام حکم امتناعی جاچکا ہے تاوقتیکہ میں یا خود بادشاہ زماں وہاں پہنچ لینگے بولی نہیں شروع ہوگی مگر اچھا یہ بتاؤ کہاں تک میں اُس غلام کو خریدلوں؟ اگر کسی نے استعدر قیمت لگا دی اتنی یا اس سے زیادہ میرے پاس نہ نکلی تو میں کیا کرونگا۔

زلیخا فوراً اپنی جائے سکونت پہ آئی اور کئی ڈبے بیش قیمت موتیوں کے لیکر عزیز

کے پاس پہنچی اور کہا کہ یہ موتی اتنے اور اس شان کے ہیں کہ انکی قیمت تمام جہان ملکر بھی نہیں دے سکتا۔ جو کچھ تم سے ہو سکے وہ اور موتیوں کے ڈبے یوسفؑ کے پیروں میں ڈالدینا اور یوسفؑ کو لیکر آنا۔ عزیزۂ مصر نے وہ ڈبے لیکر اپنے سرمایہ میں شامل کئے اور پھر یہ تمام سرمایہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا۔ حضور مجھے نیلام میں جانیکی اجازت ہے؟ بادشاہ نے کہا اے عزیزہ! ہم چاہتے ہیں کہ اُس غلام کو ہم خریدیں! عزیز نے عاجزانہ لہجے میں عرض کیا کہ حضور آپکا یہ غلام غلام محض لاولد ہے اور چاہتا ہے کہ یوسفؑ کو خرید کر اپنی فرزندی میں لے اور اپنا دل شاد کرے۔ بادشاہ ریّان نے فرمایا کہ اچھا میں تمہیں اُسکے خریدنے کی بخوشی اجازت دیتا ہوں۔ جہانتک ممکن ہو اُسے اپنے نام چھڑا کر لاؤ۔ دیکھو اُسکی خریداری کیلئے تجاران و مالداران شہر حلب سے زیادہ زور لگائینگے کسی سے پیچھے نہ رہنا اور اُس غلام کو لیکر ہی آنا! عزیزۂ مصر بادشاہ ریان ابن الولید سے وعدہ کرکے نیلام گاہ کیطرف روانہ ہوا۔ پس عزیزۂ مصر کا وہاں پہنچنا تھا کہ پیارے یوسفؑ کی بولی شروع ہوگئی۔ اور منادی نے آواز لگائی مَنْ یَّشْتَرِیْ هٰذَا الْغُلَامَ الْحَسِیْبَ مَنْ یَّشْتَرِیْ هٰذَا الْغُلَامَ اللَّبِیْبَ۔ یعنی کون ہے جو بڑے حسب ونسب والے غلام کو خریدے! اور کون ہے جو اس عقلمند غلام کو خریدے! یہ سُنکر حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اے منادی یوں نہ کہہ بلکہ یوں کہہ! مَنْ یَّشْتَرِیْ هٰذَا الْغُلَامَ الْکَسِیْبَ مَنْ یَّشْتَرِیْ هٰذَا الْغُلَامَ الْغَرِیْبَ یعنی کون ہے جو اس غلام غریب الوطن مسافر کو مول لے۔

صاحب قصص لکھتے ہیں کہ پہلی بولی ایک ہزار اشرفیوں سے شروع ہوئی۔ دوسرے

نے ایک لاکھ اشرفیاں لگائیں. تیسرے نے ایک لاکھ اشرفیاں اور یوسفؑ کے وزن کے برابر مشکِ خالص لگایا. چوتھے نے بارہ لاکھ اشرفیاں اور یوسفؑ کے برابر مشکِ خالص اور یوسفؑ کے وزن کے برابر لعل و جواہرات لگائے. اسکے بعد منادی نے ذرا زور سے آواز لگائی جس کے سُنتے ہی حضرت یوسفؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے جس کی سہار رب العزت کو نہ ہوئی اور اُسی وقت حضرت جبریلِ امین بموجب حکمِ ربی سدرۃ المنتہیٰ سے ایک پلک جھپکتے میں یا اتنی جلدی حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے کہ آپ کے آنسو اپنے ہاتھوں پر لئے اور بہت کچھ دلاسا اور تشفی دیتے ہوئے کہا:- **نظم**

یوسفا! اس وقت کے آنسو تیرے
یوں سمجھنا عرشِ اعلےٰ پر گئے
عرش و کرسی ہل گئے ہیں بس تمام
اور ملائک نے کیا ہے اژدھام
چیخ اُٹھے ہیں ترے نیلام سے
رو رہے ہیں سب کے سب تیرے لئے
اور یہ ہے ارشادِ ربّ العالمین
غم نہ کر یوسفؑ ذرا گھبرا نہیں
مجھ کو اپنی ذاتِ عالی کی قسم
میں نہیں بھولا ہوں تجکو ایک دم
غم نہ کر اندوہگیں دل میں نہ ہو
میں سبھی اس خلقت و مخلوق کو
کرکے چھوڑوں گا ترا عاجز غلام
روز جھک جھک کر کرینگے یہ سلام
دے رہے ہیں آج جو قیمت تری
کل ترے ہاتھوں بکیں گے یہ سبھی
آج چرچا ہے ترے نیلام کا
کل کو ڈنکا ہوگا تیرے نام کا

جبریل علیہ السلام سے یہ کلام مسرت انجام سُنتے ہی حضرت یوسفؑ شاد شاد ہوگئے

کہ اتنے میں منادی نے پھر آواز لگائی مَنْ یَّشْتَرِیْ الْغُلَامَ یعنی کون اس غلام کو خریدتا ہے پیارے یوسفؑ نے اُس منادی کی طرف جھک کر فرمایا کہ اے منادی یہ کہکر آواز لگا۔ مَنْ یَّشْتَرِیْ صِدِّیْقَ اللّٰہِ ابْنَ اِسْرَائِیْلَ اللّٰہِ ابْنِ خَلِیْلُ اللّٰہِ یعنی کون ہے جو اللہ کے صدیق اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پوتے کو خریدے؟

مگر حضرت یوسفؑ کا منادی سے یہ کہنا سالارِ قافلہ نے سُن لیا جسکو سنتے ہی وہ سُن ہو گیا اور اُسکی آنکھوں تلے اندھیرا آگیا اور منادی کو خاموش کر کے دم بخود سکتے کے عالم میں کھڑا رہ گیا جب بڑی دیر کے بعد مالک کے حواس ذرا درست ہوئے تو اسی وقت حضرت یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گیا اور اُنکے قدموں میں گرا اور لرزتے کانپتے یہ کہنا شروع کیا۔

نظم

کیا خلیل اللہ کے تم ہو پسر؟ | حضرت یعقوبؑ کے نورِ نظر؟
حیف پوشیدہ یہ کیوں مجھ سے رکھا | کیوں نہ ظاہر چاہِ کنعاں پر کیا
آپ کو سر پر بٹھاتا اے جناب | آپ کو مالک بناتا اے جناب
پاؤں دھو دھو کر پیا کرتا سدا | پیش آتا کیوں یہ ایسا واقعہ
اے مقدس ذات اب میں کیا کروں | اس گناہِ سخت سے کیونکر بچوں؟
اک نبی کو بیچنے بیٹھا ہوں میں | ہائے کیسے ظلم پر چھایا ہوں میں
کیا بڑی تقصیر یہ مجھ سے ہوئی | آلِ اسرائیل کے نیلام کی

نیز اے جناب یوسفؑ اب اگر میں آپ کو نیلام گاہ سے اٹھا لیتا ہوں تو تمام

ملک مصر میں میری عزت برباد ہو جائیگی اور میری شاندار تجارت پر وہ بدنما دھبہ لگیگا کہ جسکا چھٹنا مشکل ہوگا۔ اور پھر سارے ملک میں مجھے منہ دکھانے کو جگہ نہ رہیگی اور اگر نیلام گاہ میں بٹھا کر آپ کو نیلام کرتا ہوں تو خاندانِ نبوت کی سخت توہین ہوتی ہے جس سے خدا کو منہ دکھانے کیلئے کوئی جگہ باقی نہیں رہیگی سخت پریشان ہوں کیا کروں کیا نہ کروں؟

حضرت یوسفؑ کے سالارِ قافلہ کا یہ ستھرا خیال اور آسکا یہ دلی حزن وملال دیکھ کر نہایت محبت وہمدردی سے فرمایا اے مالک تو اپنے دل میں ذرا غمگین نہ ہو اور بلا خوف وخطر مجھے نیلام کردے۔ مرضی مولا یونہی تھی جسمیں مجھے اور تجھے اور کسی کو دم مارنے کی طاقت نہیں اور ایسے مصائب وتکالیف برداشت کرنے ہم لوگوں کا عام شیوہ ہوتا ہے اور افعال الٰہی پر ہم لوگ جان ودل سے راضی رہا کرتے ہیں، نیز اے سالارِ قافلہ جو کچھ تم کررہے ہو بیشک کرو لیکن اتنا ضرور میرا کہنا مانو کہ وہ بیعنامہ جو کنوئیں سے نکلتے وقت میرے بھائیوں نے تمہیں لکھ کر دیا تھا وہ مجھے دیدو تاکہ میں بوقت ملاقات کبھی نہ کبھی اپنے بھائیونکو دکھا سکوں یہ سنتے ہی سالارِ قافلہ نے وہ بیعنامہ اُسی وقت حضرت یوسفؑ کے حوالے کیا، آپنے وہ بیعنامہ لیکر فرمایا اب تمہارا جو جی چاہے کرو۔ سالارِ قافلہ نہایت نادم تھا آخر اسی ندامت کی حالتمیں حضرت یوسفؑ کو لیجا کر نیلام کی چوکی پر بٹھایا جہاں بے انتہا مخلوق یوسفؑ کے لینے کیلئے ہمہ تن شوق مجسم بنی ہوئی کھڑی ہے اور ہر شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ جہانتک ہو سکے یوسفؑ کو میں ہی اپنے نام چھڑاؤں کہ اتنے میں

بولی شروع ہوئی اور ایک آن بعد میں قیمت بڑھ چڑھ کر عزیز مصر کے نام بولی ختم ہوگئی۔ عزیز مصر نے پیارے یوسفؑ کی کیا قیمت دی۔

لکھا ہے کہ دس لاکھ اشرفیاں چالیس لاکھ درہم۔ سولڑیاں سولہ گوہر آبدار۔ ایک ہزار مشک نافے۔ ایکہزار شمامۂ عنبر۔ ایک ہزار کافور کی ڈھالیں۔ ایکہزار رومی اطلس کے تھان۔ ایکہزار رومی مخمل کے تھان۔ ایکہزار ناقے مع سوار۔ ایک ہزار تازی گھوڑے مع ساز وسامان اور ایک ہزار رومی کنیزیں۔ ایک ہزار فوج وسپاہ اور بہت کچھ زرد جواہر اور بے انتہا مال و دولت دیکر سالار قافلہ سے عزیز مصر نے حضرت یوسفؑ کو لے لیا۔

غرضکہ اللہ تعالےٰ نے پیارے یوسفؑ کی تمنّا کے مطابق بہت سے بہت اور زیادہ سے زیادہ قیمت بھی دلوادی اور اپنے بندے یوسفؑ کو خوش کردیا۔

نظم

کس قدر سنتا ہے وہ پروردگار
کس قدر دیتا ہے دولت بیشمار
تھی جو یوسفؑ کی تمنّائے دلی
آج وہ اللہ نے بس آن کو دی
آپ کی جب یہ بڑی قیمت لگی
یہ ندا عرش معلّےٰ سے ہوئی۔
دیکھ کر آئینہ تم نے جو کہا
آج لیں قیمت وہی لو یوسفاؑ
ہم ہیں وہ سرکار وہ دولت مدار
ہم ہیں بس ہر فعل میں خود اختیار
پوری کرتے ہیں سبھی کی آرزو
دیکھ لے بندے ہمیں پہچان توؑ
تیرے منہ کی بات کو لیتے ہیں ہم
تو جو مانگے بس وہی دیتے ہیں ہم

چاہیے ہو تم سے اچھی آرزو	فال اچھی ہو اور اچھی گفتگو
کیا زباں ہم نے عطا کی اس لئے	اپنے حق میں یہ بُرائی سے چلے

یوسفؑ کی دُعا

جب عزیز مصر نے یوسفؑ کو خرید لیا اور انہیں اپنے ساتھ لیکر چلنے کا ارادہ کیا تو سالار قافلہ عزیز مصر کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اس مبارک فرزند کو اٹھارہ درہم میں خریدا ہے پس میں وہی اٹھارہ درہم اسکے بدلے میں لینا چاہتا ہوں کہ اس بابرکت ذات سے روحانی دولت حاصل کروں یہ کہکر حضرت یوسفؑ کی طرف مخاطب ہوا اور آبدیدہ ہوکر کہا کہ میں آپ کے اوپر سے یہ تمام دولت نثار کرتا ہوں اور سوائے اٹھارہ درہموں کے اور کچھ نہیں لونگا۔ کیونکہ آپ نبی اور ابن نبی ہیں۔ اس لئے آپ کی عظمت میرے دل میں اور میری رگ رگ میں اُتر گئی ہے نیز دوسری بات یہ ہے کہ میں محض لاولد ہوں کوئی اولاد نہیں رکھتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ آپ میری خدمت کے صلہ میں میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاں اولاد عطا فرمائے۔ سالار قافلہ کی یہ باتیں سُنکر حضرت یوسفؑ بہت خوش ہوئے اور اسکے حق میں دُعائے خیر عطا فرمائی جسکی نسبت لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سالار قافلہ کے ہاں دو بیویوں اور بارہ لونڈیوں سے تھوڑے عرصہ میں ۲۴ فرزند عطا فرمائے اور اُسکے گھر میں اولاد کی ایک فوج ہوگئی۔

نظم

کارگر ہوتی ہے نیکوں کی دعا	بارور ہوتی ہے نیکوں کی دعا

غافلوں کا مانگنا اُن کی دُعا
بڑبڑائے جیسے ایک سوتا ہوا
نیک و بد میں جاگتے سوتے کا بل
ہے حقیقت میں یہی سچی مثل
دوستوں کی لاج رکھتے ہیں سبھی
کام آتی ہے یقینی دوستی
دوستی سچی اگر ہوگی کہیں
منہ سے بول اٹھے گی وہ خود بالیقیں
دوستی سچی ہو گر اللہ سے
کیوں مسلمانوں کی پھر حالت گرے

محل میں داخلہ

حضرت یوسفؑ کو نہایت عزت و احترام کیساتھ شاہی محلات کیطرف جب عزیز مصر لیکر چلا تو وہاں پہلے ہی سے شاہی محلوں میں ایک دھوم تھی اور آپکے استقبال کیلئے بے حد تیاریاں ہو رہی تھیں۔ نیز بادشاہ زیان کا یہ حکم تھا کہ آج ہمارے محلات میں وہ صورت آنیوالی ہے جسکے سامنے چاند اور سورج ماند ہیں اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ آج شاہی محلات سجائے جائیں اور جتنا بھی بناؤ کیا جائے پس آج تمام حسینان مصر انتہائی زرق برق لباس اور زیورات سے آراستہ ہو کر موجود رہیں تاکہ یوسفؑ جان لے اور اُسے بھی معلوم ہو کہ حسن میرا ہی حصہ نہیں ہے بلکہ مصر میں بھی بڑے بڑے حسین موجود ہیں غرضنکہ بادشاہ زیان ابن الولید نے اپنی محلسرائے میں وہ سامان مہیا کر لیا جسکے گمان اور خیال میں حسن یوسفؑ ضرور ماند ہو کر رہیگا۔ چنانچہ عزیز مصر یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لئے ہوئے پہلے محل شاہی میں داخل ہوا۔ جہاں سارے حسینان مصر اور بانکی کنیزیں از خود رفتہ اور بیہوش ہو کر گریں اور محل میں

ایک وجد کا سا عالم ہو گیا۔ اور پھر ہوش آنیکے بعد وہ سب کے سب نہایت منفعل اور نادم ہوئے اور کہا فی الحقیقت یہ تصویر مصورِ حقیقی نے خود اپنے ہاتھوں سے بنائی ہے جسکا مقابلہ تمام جہان ملکر بھی نہیں کر سکتا۔ آخر بادشاہِ مصر پکار اٹھتا ہے نظم

اے عزیزِ مصر یہ کیا چیز ہے؟
جس کے آگے ماند ہے ہر ایک شے
یہ محل میں آج کیا لایا ہے تو؟
کسکے لینے کی یہ کی ہے جستجو
آہ کس گھر میں رکھے گا تو اسے
گھر سجایا بھی کوئی اس کے لئے!
جس صدف کا یہ درِ شہوار ہے
فی الحقیقت وہ بڑی سرکار ہے
آج تو وہ چیز لایا اے عزیز
جس سے بس جاتی رہی عقل و تمیز
ہاتھ ملتا تھا وہاں ہر نازنین
ہائے ایسی شئے کبھی دیکھی نہیں
جب وہاں بڑھنے لگی یہ گفتگو
لے گیا انکو عزیزِ نیک خو

القصہ عزیز مصر حضرت یوسفؑ کو اپنی محلسرا کی طرف لیکر چلا جہاں زلیخا پہلے ہی بیحد تیاریوں میں مصروف تھی اور اس نے اپنی محلسرائے کو اس درجہ آراستہ وپیراستہ کر رکھا تھا کہ ایسی تیاری ریان ابن الولید شاہِ مصر کے محل میں بھی نہ ہوئی ہو گی۔ غرضکہ عزیز مصر پیارے یوسفؑ کو لیکر اپنی محلسرائے میں پہنچا جہاں کی ایک ایک شئے نے آپ کا استقبال کیا اور بیحد سرور شادمانی کا جوش وخروش ظاہر ہوا۔ نیز زلیخا کو آج تین سال کے بعد وہ صورت نظر آئی جس کے لئے تین سال تک ماہیِ بے آب اور بیقرار اور بیتاب تھی اس نے یوسفؑ کو دیکھا اور اپنے آپ کو بیہوشی وغشی سے سنبھالنے کی پوری پوری کوشش کی

اور اظہار محبت کے پوشیدہ رکھنے اور شادی مرگ سے بچنے کیلئے اپنی جان پر کھیل کر دم بخود اور ساکت بیٹھی دیکھ رہی تھی کہ اتنے میں عزیز مصر نے کہا جسے اللہ تعالےٰ نقل فرماتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَکْرِمِیْ مَثْوٰهُ عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ

یعنے عزیز مصر جس نے یوسفؑ کو مول لیا تھا اس نے اپنی بیوی زلیخا سے کہا کہ اے زلیخا دیکھو اسے نہایت عزت و احترام سے رکھنا۔ امید ہے کہ یہ ہم کو نفع دیگا اور ہم اسکو اپنی فرزندی میں لے لینگے جسے سنکر زلیخا نے بیحد خدمت و مدارات کا اقرار کیا اور اپنے دل میں کہا اے عزیز! جو کچھ اللہ کو منظور ہے وہ ہوگا۔ چنانچہ منظور ایزدی یوں تھا کہ زلیخا حضرت یوسفؑ کی بیوی ہونگی اور حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے خاوند ہونگے اور پھر ان دونوں نفوس سے انبیاء و صالحین پیدا ہونگے:۔ **نظم**

قضا و قدر کے نقشے عجیب ہوتے ہیں
بشر کے ہوش و حواس و خرد کو کھوتے ہیں

عزیز مصر کا منشا کہ یہ بنے فرزند
زلیخا پارسا بی بی کا یہ بنے دلبند

عزیز مصر کا چاہا کبھی نہیں ہوگا
عزیز! ہوگا وہی جو ہے مرضیٔ مولا

قضا و قدر کی اس کو خبر نہ تھی اصلا
بنے گا اک دن یہی خاوند بس زلیخا کا

یہی ہیں طالب و مطلوب لوح قسمت پر
انہیں کے عشق کی ہونگی شہر میں گھر گھر

انہیں کا قصہ دلکش انہی کا ہجر و وصال
زبان خلق پر چڑھ کر رہیگا ان کا حال

انہیں کے عشق و محبت کی پلٹیاں ہونگی
انہیں کی حشر تلک بس کہانیاں ہونگی

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے یوسفؑ کو مصر میں جگہ دی جس سے ہمارا اصلی مقصود یہ تھا کہ ہم یوسفؑ کو خواب کی باتوں کی تعبیر دینی سکھائیں اور ہم اپنے ارادہ کو پورا کرنے پر ہر طرح قادر ہیں۔ مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے :-

یوسفؑ کی جوانی

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

یعنی جب یوسف علیہ السلام سن بلوغ یا جوانی کو پہنچے تو ہم نے انہیں حکومت اور علم عطا فرمایا کیونکہ ہم نیکوکار اور متقیوں کو انجام کاریوں ہی مالا مال کیا کرتے ہیں۔

القصہ ادھر پیارے یوسفؑ بالغ یا جوان ہوتے ہیں ادھر زلیخا ان کے بنانے اور سنوارنے میں اور خاطر مدارت میں اس درجہ مصروف رہتی ہے جسکی کچھ انتہا نہیں راتدن آٹھوں پہر چونسٹھ گھڑی یوسفؑ کی زینت اور طرح طرح کے بناؤ سے اسے سروکار نہیں بلکہ ایک عشق ہے۔ ہزارہا روپیہ کی تیاری کے لباس اُسے پہناتی ہے لکھو کھا روپیہ کے جواہرات و مرصع کاری کے زیورات سے آراستہ کرتی ہے اور پھر سامنے بیٹھ کر دیوانہ وار انہیں دیکھتی ہے اور پھر انواع اقسام کی نعمتیں اُنکے سامنے لا کر رکھتی ہے اور نہایت محبت و چاہت سے انہیں کھلاتی اور پلاتی ہے اور پھر تھوڑی دیر میں وہ لباس فاخرہ اور

زیور لٹا دیتی ہے۔ نیا لباس اور نیا مرصع کاری کے زیورات پھر زیب تن کراتی۔ غرضکہ تمام روز اسی پیار کے شغل میں گزارتی ہے اور صورت حال یہ ہے کہ جتنا اُن لباس اور زیورات سے جمال یوسفؑ دوبالا ہوتا تھا اتنا ہی زلیخا کے دل میں شعلۂ عشق بھڑکتا تھا اور وہ از خود رفتہ ہوجاتی تھی۔

اُدھر عزیز بار بار یہ تاکید کرتا کہ اے زلیخا! دیکھو خبردار! یوسفؑ کی خاطر و مدارت میں کسی قسم کا فرق نہ آنے پائے کہ یہ فرزند نہایت متقی و پرہیزگار اور بڑا امانتدار ہے اور مجھے سالارِ قافلہ سے اسکی دیانتداری اور نیکوکاری کے عجیب و غریب حالات معلوم ہوئے ہیں۔ یہاں زلیخا کو عزیز مصر کے تقاضۂ مدارات کی مطلق ضرورت نہ تھی بلکہ وہ تو خود ہی سالہا سال سے یوسفؑ پر دیوانی ہوچکی تھی۔ زلیخا دن رات پیارے یوسفؑ کے بناؤ سنگار میں اس لئے اور بھی زیادہ مصروف ہے اور اپنی زینت میں بھی اس لئے لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح یوسفؑ کا دل مجھ پر مائل ہو۔ جیسا میں اسے چاہتی ہوں یہ بھی مجھے چاہنے لگے۔ مگر وہاں دل پر نبوت و آلِ نبوت کی مہر لگی ہوئی ہے۔ زلیخا کو اس نظر سے دیکھنے کا تصور بھی دل میں نہیں آتا۔ اُن کا اپنا شغل ہے تو یہ ہے کہ زلیخا کے سجے سجائے محلوں میں کبھی اس قالین پر نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ اور کبھی اُس فرش دیباج پر نماز پڑھنے لگے۔ دل دینا تو کجا آنکھ اُٹھا کر بھی زلیخا کو نہیں دیکھتے اور زلیخا پیارے یوسفؑ کا دل لے نہیں سکتی۔ کیونکہ دلوں کا مالک جسے خدائے قادر و قیوم کہتے ہیں۔ وہ یوسف علیہ السلام کے دل کو اپنی مٹھی میں لئے ہوئے ہے زلیخا غریب کی ہستی کیا ہے کہ اُس طاقتور مٹھی سے یوسفؑ کا دل چھین سکے

یا اپنی طرف مائل کر سکے۔ توبہ۔ توبہ:۔

نظم

کہیں دل ہے دنیا پہ چھایا ہوا
کہیں ظاہری صورتوں پر مٹے
کہیں حسن فانی پہ مفتوں ہوئے
کہیں پیارے یوسفؑ کی دل میں بسی
کہیں نفس مائل ہوا حسن پر

کہیں دل ہے مولا پہ آیا ہوا
کہیں دل مصور پہ آئے ہوئے
کہیں حسن باقی کے مجنوں ہوئے
کہیں ذات واحد سے بس لو لگی
کہیں دل میں وحدت ہوئی جلوہ گر

والدہ کا غم

ہے دو رنگی زمانہ کی مشہور ہے — کہیں سایہ ہے اور کہیں نور ہے

حضرت یوسفؑ زلیخا کے محل میں بظاہر عیش و عشرت کر رہے ہیں۔ لیکن دل اُن کا فراق پدری میں بےچین ہے اور آپ ہر وقت یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح صحرا میں پہنچیں اور وہاں جاکر بعالم تنہائی اپنے والد بزرگوار کی یاد سے اپنے دل کو گونہ تسلی دیں اور اگر کوئی کنعانی مسافر کہیں راہ میں مل جائے تو اُس سے حضرت یعقوبؑ کا حال دریافت کریں۔ اور اُنکے ہاتھ کوئی پیغام بھیجیں۔ زلیخا دن رات اُنکی مدارات کرتی ہے مگر اُنہیں کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ آخر ایک روز حضرت یوسفؑ سے زلیخا نے خود ہی پوچھا کیا آپ کا دل جنگل کی سیر کیلئے مائل ہو رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بہت روز سے میری تمنا ہے کہ میں جنگل کی سیر کروں:۔

اتنا سنتے ہی زلیخا نے آپ کی سیر و شکار کیلئے . بیحد تیاریاں شروع کیں اور بہت
کچھ پیدل سوار افواج اُن کیساتھ کی جنہیں حکم دیا کہ خبردار الیوسفؑ کی فرمانبرداری و
اطاعت میں ذرا فرق نہ آنے پائے اور تمام کام اُنکے اشاروں پر کیا جائے اور کسی وقت
انکی فرمانبرداری سے غفلت نہ ہو۔ یہ کہکر زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو نہایت تزک و
احتشام سے جنگل کی سیر کیلئے روانہ کیا اور آپ خود ابھی سے انتظار مجسم بنکر بیٹھ گئی
اُدھر حضرت یوسفؑ معہ اپنے جلوس فاخرہ کے جنگل میں پہنچے اور ادھر ادھر جنگل میں
پھر پھرا کر اُس مقام پر جہاں کنعان کی طرف راستہ جاتا تھا جا کھڑے ہوئے جن
کے عین دلیسار وہ تمام فوج دست بستہ ادب کے ساتھ استادہ ہو گئی اور آپ نے تمام
افواج کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

نظم

جان و دل کو کس طرح راحت ملے — کس طرح تسکین اُن کی ہو سکے
کیونکر ہو آرام کیوں کر ہو قرار — قلب پر ہے جبکہ ہر شے کا مدار
کیونکہ اس گلشن میں اسکا جی لگے — جو جدا بچپن میں ہو ماں باپ سے
باپ جس کا ماہیٔ بے آب ہو — کیا بھلا معلوم ہو فرزند کو
عیش و عشرت خار ہے اُس کیلئے — جو فراق والدِ ماجد سہے
آہ اس فرقت میں ہوں میں نیم جاں — ہیچ ہے یہ عیش و یہ محل و مکاں
کیا کہوں اے بندگانِ ایزدی — دل ہے پُر غم، جان ہے بیکل مری
باپ بھائی سے ہوا ہوں میں جدا — شہر کنعاں مجھ سے چھوٹا اے فتا

رات دن آٹھوں پہر شام و سحر | دل مرا روتا ہے اور آنکھیں ہیں تر

پیارے یوسفؑ والد ماجد کے فراق کا صدمۂ دل افواج کے آگے بیان کر رہے تھے اور کسی قدر اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے تھے کہ مدبرین اور افسران فوج آپ کو تسلی و اطمینان دلاتے ہوئے محلسرا میں لے آئے اور خفیہ طور پر زلیخا سے آپ کا حزن وملال ظاہر کیا۔ زلیخا آج سے حضرت یوسف علیہ السلام کی خاطر و مدارات میں اور بھی زیادہ سرگرم ہوئی تاکہ پیارے یوسف علیہ السلام کا رنج والم دور ہو اور آپ کا دل بہلے۔ کچھ روز کے بعد آپ نے صحرا میں جانے کی درخواست کی۔ زلیخا نے اسی پیمانے کی تیاری اور جلوس کے ساتھ آپ کو جنگل کی سیر کو روانہ کیا۔ جہاں پہنچکر آپنے وہی بیان دردآمیز ورقت انگیز شروع کیا جس کو سن کر فوج کے بھی آنسو جاری ہو گئے اور عقلائے افواج اُن کو سمجھا بجھا کر پھر محلسرائے میں لے آئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت یوسفؑ نے پھر اسی طرح صحرا میں جانیکی درخواست کی اور یہ تیسری مرتبہ ہے۔ چنانچہ اس مرتبہ زلیخا نے بیحد تیاری کے ساتھ آپ کو صحرا کی طرف روانہ کیا۔

غرضکہ اس مرتبہ صحرا میں پہنچے تو آپ کی حالت فراق یعقوبؑ میں بہت بیچین تھی اور آپ چاروں طرف دیکھتے تھے اور روتے تھے اور سب طرف سے پھر پھر کر راہ کنعان پر آ کھڑے ہوئے تھے۔ ہرچند آپ کے مصاحبین اور عقلا سمجھاتے ہیں اور تسکین عقلا کے دیتے۔ مگر آپ کا دل ہے بھرا چلا آتا ہے اور آنسو ہیں کہ اُمنڈے چلے آتے ہیں۔ آخرکار آپ سے ضبط نہ ہوسکا۔ اور آپ نے زبان حال سے آسمان کی طرف منہ

اٹھا کر یہ کہنا شروع کیا جس سے سننے والوں کے دل ہلتے تھے اور انکی آنکھیں آنسو بہاتی تھیں :-

نظم

حضرت یعقوبؑ! کہیے آپکا کیا حال ہے؟ — آپکا یوسفؑ تو اس فرقت میں بس پامال ہے
دل بھر آتا ہے اے والد تمہارے واسطے — کس طرح یوسفؑ تمہارا آہ تم سے ملے
کون جاکر آپکو تسکین دے اے والدی — کون جاکر آپ کو میری سنائے یہ خوشی
کون جاکر یہ کہے اے حضرت عالی تبار — آپ کا یوسفؑ ہے بس زندہ سلامت برقرار
مصر میں شاہی محل ہے اسکا بس جائے قیام — کم نہیں ہر قید خانہ سے بس اسکی صبح و شام
مصر کے محل و مکاں اسکو ذرا بھاتے نہیں — یاں کی ہر لذت سے نفرت ہو رہی ہے بالیقیں
آپ کی تصویر ہر لحظہ میری آنکھوں میں ہے — میرا دل آٹھوں پہر ملتی ہے گویا کوئی شے
کون تم سے میری فرقت کی کہانی جا کہے — کون ہے جو میرا احوال دلی دل سے سنے
مصر میں مجھ کو کمی گویا کسی شے کی نہیں — حیف آنسو پونچھنے کو دست یعقوبی نہیں
آہ سب کچھ ہے مگر یعقوبؑ کا سایہ نہیں — اور چھوٹا بھائی بنیامین ماجایا نہیں
کسطرح جی سکے اور کیونکر گزریں راتدن — چین یوسفؑ کو بھلا ہو کسطرح ماں باپ بن
بھیجدے یارب کوئی غیبی فرشتہ بھیجدے — تاکہ وہ کنعان کی کچھ تو خبر مجھ سے کہے
کیا گذرتی ہے وہاں کیا حال ہے یعقوبؑ کا — بھائیوں نے کیا انہیں تکلیف دی ہے اے خدا

بھیجدے یارب کوئی پیغامبر جلدی سے تو
تاکہ اُس سے کچھ تو ہو کنعان کی بس گفتگو

کنعانی شتر سوار

حضرت یوسفؑ فراقِ یعقوبؑ میں بچین ہر طرف آنکھیں دوڑا رہے تھے ایک شتر سوار دور سے آپکو آتا ہوا نظر آیا جو کنعانی رستے سے اپنا اونٹ دوڑائے چلا آتا تھا جسے دیکھکر یوسفؑ انتظارِ مجسم بنکر کھڑے ہوگئے آخر تھوڑی دیر میں وہ مسافر شتر سوار آپکے قریب سے ہوتا ہوا گزرنے لگا۔ آپ نے اُسے آواز دی اور روکا اور فرمایا۔ نظم

حضرت یوسفؑ

کون ہے تو اے مسافر اے سوار ۔۔۔ دل میرا تیرے لئے ہے بے قرار
کس جگہ رہتا ہے تو اے نیک ذات ۔۔۔ راہِ کنعاں کیونکر آئی تیرے ہات
کس جگہ کس شہر سے آتا ہے تو؟ ۔۔۔ کس جگہ کس شہر کو جاتا ہے تو؟

شتر سوار

ہوں میں کنعانی مسافر اے جناب ۔۔۔ مختصر ہے بس احقر کا جواب
ہوں پڑوسی آلِ اسرائیلؑ کا ۔۔۔ جس جگہ وہ ہیں، وہیں گھر ہے مرا
دامنِ یعقوبؑ کے سایہ میں ہوں ۔۔۔ آجکل ہے جنکی بس حالت زبوں
مصر جاتا ہوں تجارت کے لئے ۔۔۔ کھانے پینے کی فراغت کے لئے

حضرت یوسفؑ

سُنتے ہی یعقوبؑ کا نام حبیب ۔۔۔ گر گئے بیہوش ہو کر یہ غریب

پھر گیا آنکھوں میں وہ گھر کا سماں ۔ اپنا مسکن اور وہ اپنا مکاں
سنتے ہی یہ ذکر یوسف سن ہوئے ۔ اور وہیں بیہوش ہو کر گر پڑے

شتر سوار

دیکھا جب بیہوش ہو کر یہ گرے ۔ ہوش پردیسی مسافر کے گئے
اونٹنی پر سے وہیں کودا غریب ۔ اور آیا پیارے یوسف کے قریب
خاک جھاڑی سر کو زانو پر لیا ۔ ہوش میں مشکل سے حضرت کو کیا

جب بڑی دیر میں حضرت یوسف ہوش میں آئے تو آنکھیں کھولکر شتر سوار مسافر کو دیکھا کہ وہ ہوش میں لانیکی کوشش کر رہا ہے۔ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا۔ اے مسافر شتر سوار! کیا تو واقعی حضرت یعقوبؑ کا پڑوسی ہے؟ اور انہیں خوب اچھی طرح جانتا ہے؟ شتر سوار نے کہا کہ حضرت میں انہیں خوب جانتا ہوں اور ذرا ذرا انکے حال سے واقف ہوں۔ آپؑ نے فرمایا۔ کہ جلدی بتا کہ انہیں کس حال میں چھوڑا؟ سوار نے کہا کہ وہ اپنے فرزند یوسفؑ کے فراق میں روتے روتے نابینا ہو گئے ہیں اور کمر اُن کی جھک گئی ہے اور ایک اندھیری کوٹھڑی میں پڑے ہوئے ہر وقت آہ و بکا کرتے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت یوسفؑ کی ہچکی بندھ گئی اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آپ روتے تھے اور بار بار یہ فرماتے تھے۔ یَا لَیْتَنِی لَمْ تَلِدْنِی اُمِّی

یعنے اے کاش میری ماں راحیل مجھے نہ جنتی اور پھر آسمان کی طرف منہ کر کے فرمانے لگے۔ نظم

نظم

آہ والد آپ کا کیا حال ہے
سن کے یوسف بس جسے پامال ہے

اے پدر! میں کیونکہ تم سے آملوں
کیونکہ آنکھیں آپ کی ٹھنڈی کروں

قبلۂ من! کیونکہ دیکھوں آپ کو
جیتے جی ترستا ہوں میں باپ کو

پھر حضرت یوسفؑ نے اپنا دل تھام کر اور اپنے آنسو پونچھ کر شتر سوار سے کہا کہ اے تاجر شتر سوار! جب تو اپنی تجارت سے فارغ ہو کر شہر کنعان میں پہنچے تو للٰہ میرا ایک کام ضرور کیجو! وہ یہ کہ بنی اسرائیل کے محلے میں ایسے وقت جانا کہ ایک پہر سے زیادہ رات آگئی ہو اور مخلوق کا شور وغوغا کم ہو گیا ہو اور حضرت یعقوبؑ بھی عبادت الٰہی سے فارغ ہوگئے ہوں۔ یہ کہکر پیارے یوسفؑ نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھائی اور فرمایا کہ اے شتر سوار! میری شکل وصورت اچھی طرح دیکھ لے تاکہ حضرت یعقوبؑ سے جاکر ہو بہو بیان کرنے میں ذرا شبہ باقی نہ رہے اور ان سے میری تمام حالت بیان کردے۔

نظم

اے مسافر ہم وطن فرزند کے
مجھ غریب بے وطن کو دیکھ لے

دیکھ لے تصویر مجھ مظلوم کی
بھائیوں نے جس پہ ڈالی ہے کڑی

دیکھ لے اک خستہ دل فرزند کو
ثبت کرلے دل پہ اک دلبند کو

جاکے کہنا ہے تجھے یعقوبؑ سے
حال اک محبوب کا اک محبوب سے

حال جو کچھ تو نے دیکھا ہے مرا
جاکے کہہ دینا وہاں بہر خدا

پیام رسانی

مسافر شتر سوار حضرت یوسفؑ سے رخصت ہو کر مصر میں داخل ہوا اور وہاں اپنے امور تجارت سے فارغ ہو کر شہر کنعان کی جانب روانہ ہو گیا اور پھر کنعان میں پہنچکر اُسی روز پیام رسانی کے ارادے سے بنی اسرائیل کے محلے میں شام ہی سے پہنچ گیا اور ایک پہر سے زیادہ رات آجانیکا وہیں ٹہلتے اور پھرتے ہوئے اُس نے انتظار کیا۔ جب زیادہ رات آگئی اور مخلوق کا شور غوغا بھی کم ہو گیا تو یہ تاجر حضرت یعقوبؑ کے مکان پہ پہنچا اور آہستہ سے آپکو آواز دی معاً ایک غم کی کوٹھڑی سے آواز آئی:۔ **نظم**

کون آیا در پہ اس مغموم کے | کس نے دی آواز آکر یہ مجھے

تاجر ایلچی

سرزمین مصر سے آیا ہوں مَیں | مژدہ اک فرزند کا لایا ہوں میں
آپ جس کے واسطے ہیں بے قرار | اُس کی کچھ باتیں ہیں اے عالی تبار
اور وہ باتیں ایسی ہونگی اے جناب | آپ بس مسرور ہونگے بے حساب
آئیے یا اذن مجھکو دیجئے | اور خوش خبری یہ مجھ سے لیجئے

تاجر کی اس صدا پر حضرت یعقوبؑ از خود رفتہ ہو کر کھڑے ہو گئے اور لکڑی پکڑ کر لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ پکارتے ہوئے حُجرے کے دروازے پر آگئے اور آتے ہی اُس تاجر کا سر چوم لیا اور فرمایا کہ اے مبارک قدم! اب سُنا کہ کیا مژدہ جانفزا سناتا ہے۔

شتر سوار تاجر نے وہ مصری میدان کا تمام نقشہ کھینچکر بتایا اور ایک نقاب پوش کی ساری کیفیت آپکو سنائی اور کہا حضور! مصر کے میدان میں مجھے ایک چاند نظر آیا جس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا کر مجھے اپنا جمال دکھایا اور کہا کہ اس صورتکو اچھی طرح ذہن نشین کر اور کنعان میں پہنچکر حضرت یعقوبؑ سے میری کیفیت بیان کر اور بار بار غش آئے اور گھڑی گھڑی بیہوش ہونیکی داستان سنا اور فراق اسرائیلؑ میں جملہ سامان عیش کو مصیبت اور غم کا گھر آشکارا کر۔ الغرضکہ تاجر ایلچی کا بیان یہانتک پہنچا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے اور پیارے یوسفؑ کی داستان محبت و فراق سن نہ سکے۔ تاجر نے جناب کا سر اپنے زانو پر رکھا اور ہوش میں لانیکی کوشش کی۔ اتنے میں فرزندان یعقوبؑ بھی وہاں آپہنچے اور تاجر کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ ادہر حضرت یعقوب علیہ السلام ہوش میں آکر بیٹھے۔ ادہر شتر سوار ایلچی نے اجازت طلب کی۔ اگرچہ آپ کا دل اُس تاجر سے علیحدگی گوارا نہ کرتا تھا۔ مگر بیٹوں کے ڈر سے کہ مبادا یہ اسکے بھی دشمن ہوجائیں گے۔ حسب ذیل دعا دیکر رخصت کیا:۔

اَلْبَسَکَ اللّٰهُ لِبَاسَ عَافِیَۃ ۔ یعنے اے تاجر ایلچی۔ اللہ تعالےٰ تجھے دنیا میں لباس عافیت پہنائے اور جنت میں میرا رفیق اور میرا پڑوسی بنائے :۔

تازہ غم

حضرت یعقوب علیہ السلام تاجر ایلچی سے اپنے پیارے یوسفؑ کے اُتے پتے سُنکر

اس قدر مغموم ہوئے اور اتنا صدمہ کیا کہ آپکا وہ شجرِ فراق کا غم تازہ ہوگیا اور اس وجہ
اُلم ہوا کہ گویا پیارے یوسفؑ آج آپ سے بچھڑے ہیں اور آج آپ سے مفارقت ہوئی ہے
خیر جوں توں کرکے تاجر ایلچی کو آپ نے رخصت کیا اور آپ کی حالت اب اپنے نورعین
کے فراق میں اور زیادہ نازک ہوگئی۔ فرزندانِ یعقوبؑ آپکو باتھوں ہاتھ حجرے تشریف
میں لیگئے، جہاں آپ اپنے یوسفؑ کیلئے کبھی روتے ہیں اور کبھی بیہوش ہوجاتے ہیں
غرضکہ تمام رات آپ کی عجیب حالت رہی، اسی حالت میں آپ نے ارادہ کیا کہ اپنے تمام
فرزندوں کو بُلا کر یہ امر آشکارا کردوں اور اُن سے کہوں کہ دیکھو میرا نورعین یوسفؑ مصر میں
موجود ہے، اور وہاں میرے لئے وہ کتنا بے چین ہے اور میرے فراق میں وہ کیسا تڑپ
رہا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ وہیں حضرت جبریل علیہ السلام نازل
ہوئے اور فرمایا کہ رب العزت آپکے اس ارادے سے مخالفت کرتا ہے اور وہ یہ ارشاد
فرماتا ہے کہ اے یعقوبؑ! خبردار جو اس راز کو ظاہر کیا! اور خبردار جو اب فراقِ یوسفؑ کا
شکوہ زبان پر آیا! یہ سُنکر حضرت یعقوب علیہ السلام فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ کہہ کر حضرت
جبریلؑ سے وعدہ کیا کہ اب میں فراقِ یوسفؑ کا شکوہ زبان پر نہ لاؤں گا، اور مہرِ
سکوت اپنی زبان پر لگا دُونگا۔ اور رضیٔ مولا کی ہرگز مخالفت نہ کرونگا۔ آپ سے یہ وعدہ لیکر
حضرتِ جبریلؑ رخصت ہوگئے۔ اب آپ نے محض خاموشی و سکوت کے ساتھ وہ رات
گذارنی شروع کی۔ کبھی آنسوؤں سے روتے ہیں کبھی بیہوش ہوجاتے ہیں۔ کبھی آنکھ
لگ جاتی ہے تو خواب میں یہ دیکھتے ہیں کہ وہ تسکینِ جان وہ یوسفؑ بے زبان اپنی

گود میں بیٹھا ہے اور بھائیوں کے مظالم کا شکوہ کر رہا ہے اور فراق والدی میں زار و قطار روتا ہے آپ بھی اپنے یوسفؑ کو کلیجے سے چمٹائے ہوئے زار و قطار روتے ہیں اور اُسے بیحد پیار کر رہے ہیں اور دل میں خوشی کا یہ دریا اُمنڈ رہا ہے کہ اب فراق کا زمانہ رخصت ہوا اور وصال کا زمانہ آپہنچا کہ اتنے میں حضرت یعقوبؑ کی آنکھ کھل گئی اور وہ بیقرار اور بے چین ہو کر اُٹھ بیٹھے اب جو آنکھ کھول کر دیکھتے ہیں تو وہاں یوسفؑ کہاں :۔

نظم

حیف واں تھی ہی جبکہ یوسفؑ کہاں
حیف واں کا ہے کو ہے وہ جانِ جاں

چیخ اُٹھے یعقوبؑ یوسفؑ کے لئے
ضبط سینے میں نہ وہ یہ کر سکے

اس قدر روئے کلیجہ تھام کر
دل فرشتوں کے ہوئے زیر و زبر

ہائے ہائے یوسفؑ ہائے یوسفؑ کہہ اُٹھے
اپنے وعدے پر نہ یہ ثابت رہے

آئے جبریل امیں دوڑے ہوئے
اور کہا یعقوبؑ ابس ابس ! کیجئے

رو رہے ہیں سب ملائک زار و زار
آپ کے رونے سے ہیں وہ بے قرار

ہاں ! مگر اب حکم ربی ہے ضرور
اور یہ فرماتا ہے وہ ربِ غفور

ہم سے وعدہ کیا گیا تھا آپ نے
قول ہم کو کیا دیا تھا آپ نے

دیکھ کر یوسفؑ کو کیوں بھولے ہمیں
کیوں نہیں وعدے کا پاس آیا تمہیں

یہ سُنکر حضرت یعقوبؑ دریائے ندامت میں نہا گئے۔ اور اُسی وقت زمین سے خاک کی مٹھی لیکر اپنے منہ میں بھر لی اور کہا کہ خداوندا ! یوسفؑ کو خواب میں دیکھ کر میں از خود رفتہ

ہوگیا اور مجھے شام کا قول و قرار بالکل یاد نہ رہا۔ اب میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور اپنے فعل پر نادم ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی ندامت اور اس فعل پر جو کہ آپ نے مٹھی خاک کی اپنے منہ میں بھری تھی۔ عرش عظیم لرز گیا اور حضور رب العزت کا دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ نیز اسی وقت عرش معلی سے براہ راست حضرت یعقوبؑ کو ندا ہوئی۔

نظم

پھینک اے یعقوبؑ منہ سے خاک تو
صاف کر منہ اپنا بس اے پُر خرد
میں نے بخشا کردیا۔ تجھ کو معاف
دور کر یہ خاک، کر منہ اپنا صاف
مجھ کو اپنی ذات عالی کی قسم
اور مجھے اپنی خدائی کی قسم
تیرا یوسفؑ مرگیا ہوتا اگر
اس کو زندہ آج کرتا سر بسر
ٹھنڈی کرتا اس سے آنکھیں تری
اور ملا کر تجھ سے رہتا میں ابھی
وقت وہ لیکن ابھی آیا نہیں
صبر لازم ہے ابھی اے دل حزیں
اب سے رونے کی اجازت ہے تجھے
آنسوؤں کا گو ترے دریا بہے
ہاں مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے
میرا شکوہ ہو نہ ہرگز غیر سے

یوسفؑ کی حالت

پیارے یوسفؑ شتر سوار ایلچی کو پیغام دیتے اور اسے رخصت کرتے کرتے بیہوش ہوگئے۔ جنکو آپ کی سپاہ نے آکر ہوش میں کیا اور بہت تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا

کیا کہ حضور! یہ شتر سوار کون تھا؟ جس سے آپ نے اس خلوص و محبت سے باتیں کیں یہاں تک کہ آپ اُسکی مفارقت میں بے چین ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شتر سوار میرے پیارے وطن کا آدمی اور والد ماجد حضرت یعقوبؑ کے پڑوس کا ایک رہنے والا تھا۔ جسے دیکھ کر اور جس سے مل کر مجھے اپنا وطن اپنا گھر بار اپنے والد بزرگوار یاد آ گئے اور اُنکی جدائی کا غم تازہ ہو گیا۔ مصاحبین نے پھر دریافت کیا کہ جناب یہ تو بتائیں جبکہ بموجب فرمان آنجناب آپ کے والد پیغمبر ہیں اور اللہ کے برگزیدہ ہیں تو یہ انہیں اور آپ کو رنج و غم اور جدائی کا الم کیوں پیش آیا؟ جس کے جواب میں حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ انہیں اس لئے یہ غم پیش آیا کہ انہوں نے خدا کی محبت میں مجھے شریک کر لیا تھا اور مجھے یہ صدمہ اس لئے پیش آیا کہ میں نے ایک روز آئینہ دیکھ کر اپنے دل میں اپنی بڑائی کی راہ سے یہ کہا تھا کہ ایسا حسین اور خوبصورت اگر فروخت کے بازار میں آئے تو کوئی اس کی قیمت دے نہیں سکتا۔ پس حضور رب العزت میں یہ دونوں باتیں پکڑی گئیں۔ جس سے میں اور میرے والد دونوں امتحانِ الٰہی میں مبتلا ہو گئے۔

القصہ حضرت یوسفؑ اپنی سرگذشت اپنے مصاحبین سے بیان کرتے ہوئے مصر میں پہنچکر اپنی محلسرائے میں داخل ہوئے۔ زلیخا آپ کی صورت دیکھ کر پہچان گئی کہ آج خدا خیر کرے یوسفؑ کی حالت بہت مغموم ہے اور بہت دل شکستہ نظر آتی ہے ہر چند دریافت کرتی ہے مگر آپ کچھ نہیں بتاتے ہیں اور بالکل خاموش ہیں۔ جس سے

زلیخا کا دل نہایت اندوہگین ہوا اور وہ آپ کی خدمت و مدارات میں اور بھی سرگرم ہوئی اور طرح طرح سے اُس نے آپ کا دل ہاتھوں میں لینا شروع کیا اور پھر آخر کار حضرت یوسف آج کے رنج و ملال کی کیفیت زلیخا نے معلوم کی تو اُسے اور بھی زیادہ صدمہ ہوا اور آج سے دوگنی اور چوگنی لونڈی باندیاں آپ کی خدمت کیلئے تعینات کر دیں جن میں ایک ایک لونڈی اپنے حسن و جمال میں خود ہی اپنا جواب تھی۔ مگر آپ کسی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ اکثر یاد الٰہی کرتے رہتے ہیں اور اس سے فاضل وقت میں حضرت یوسف اپنے والد ماجد کے غمِ فراق لے کر بیٹھ جاتے ہیں :-

جب اس حالت میں آپ کو ایک دراز عرصہ گذر گیا۔ جسکو مورخین لکھتے ہیں کہ پورے سات برس ختم ہونے کو آئے۔ مگر اس عرصہ میں حضرت یوسفؑ نے اتنا ضرور کیا کہ پوشیدہ پوشیدہ بہت سی لونڈیوں اور کنیزوں کو کلمہ توحید سکھا کر انہیں مسلمان کر لیا اور ساتھ ہی اسکے اسلامی عبادات سے بھی انہیں پورا ماہر کر دیا اور اب وہ پکی مسلمان ہوگئیں زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ میرے محبوب یوسفؑ نے بہت سی کنیزوں کو مسلمان کر لیا تو صرف محبوب کی خوشی سے وہ بالکل ناخوش نہیں ہوئی۔ حالانکہ خود سخت بت پرست تھی۔ اور بتوں ہی کو پوجتی تھی۔ غرضکہ زلیخا نے اس امر کو بھی گوارا کیا اور ان چند کنیزوں کو اطاعت یوسفؑ پر شاباش دی اور انہیں انعام و اکرام تقسیم کئے یہ سب کچھ اسلئے تھا کہ کسی طرح اپنا مدعا حاصل ہو اور یوسفؑ اپنے کہنے پر آسکے۔ مگر وہاں سوائے عبادتِ الٰہی اور غمِ وطن کے اور شغل ہی نہ تھا۔ نیز دنیا کی کسی زینت و بناوٹ سے کچھ

نظم

علاقہ ہی نہ تھا۔

کنیزوں کدھر اور کیسی زلیخا
وہاں جوش زن تھا تو خوفِ الٰہی
کوئی لاکھ زینت دکھائے تو کیا ہے
مگر وار اپنا کئے جا رہے ہیں
سبھی وار دنیا کے جاتے ہیں خالی
مسلماں بناتے ہیں ایک اک صنم کو
کسی کے سکھائے میں کب آ رہے ہیں

کنیزوں کا یا اور کا حسن کیا
تصور نہ آتا تھا دل میں ذرا بھی
کوئی لاکھ پھندے میں لائے تو کیا ہے
نبوت کا پَر تو دیئے جا رہے ہیں
مگر اپنی سب سے ڈگر ہے نرالی
چراتے ہیں گویا وہ ایک اک صنم کو
مگر حق کی توحید پھیلا رہے ہیں

ایک زبردست پھندا

زلیخا نوجوان یوسفؑ کی بیداری اور ہوشیاری دیکھ دیکھ کر مایوس اور ناامید ہوئی چلی جاتی ہے اور اسے کوئی تدبیر بن نہیں آتی آخر ایک روز اس نے اپنی دایہ سے کہا کہ اے دایہ! تو اس کم عمر اور عدیم المثال و دانشمند کی ہوشیاری دیکھ رہی ہے خدا زیادہ کس قدر سمجھدار اور کیسا ہوشیار ہے آج پورے سات سال ہو گئے مگر اس نے اپنی کوئی آن ہاتھ سے نہیں دی۔ لاکھ حکمتیں اور ہزار تدبیریں یوسفؑ کے آگے سوائے مایوسی کے اور کچھ اثر نہیں رکھتیں۔ جوں جوں میں اس کی طرف رغبت کرتی ہوں وہ وں وہ یہ مجھ سے نفرت کرتا ہے دایہ کچھ تو ہی تدبیر بتا جس سے میرا

مقصود حاصل ہوا! دایہ نے کہا کہ مجھے اجازت ہو تاکہ میں یوسفؑ پر اثر ڈالنے کی کوشش کروں۔ امید ہے کہ گوہر مقصود حاصل ہو سکے۔ زلیخا نے دایہ کو اجازت دی اور اب وہ یوسف کو مائل کرنیکا بیڑا اُٹھا کر چلی۔ چنانچہ اُسی روز موقعہ پاکر حضرت یوسفؑ کے عبادت خانہ میں بلا طلب پہنچی اور زلیخا کی ظاہر اور باطنی خوبیاں اور بیحد تعریفیں بیان کیں اور کہا کہ اس کی جان آپ پر نثار ہے اور ہر وقت آپکے آرام دینے اور آپ کیلئے سامان عیش مہیا کرنے میں کسقدر سرگرم ہے جسکے صلے میں آپکو بھی مناسب ہے کہ اُس سے بے اتفاقی نہ کریں اور ایسی جان نثار اور بیقرار کا کچھ تو دل ٹھنڈا کریں اور یہ تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا ؎

جان اپنے پر جو لیوے قرباں کرے   حیف ہے اُس پر کہ جو رُخ تک نہ دے

نہیں نہیں اے پیارے یوسفؑ! آپ اسکی طرف التفات کیجئے اور اسکی خوشنودی سے ہرگز قدم باہر نہ رکھئے! اور اپنا اعزاز بڑھائیے! غرضکہ دایہ کی بڑی لمبی چوڑی داستان جبوں سنکر نبی ابن نبی جناب یوسف علیہ السلام نے فرمایا :-

نظم

دیکھتا ہے وہ خدائے ذوالجلال   جانتا ہے وہ ہر ایک کے دل کا حال
میرے دلمیں بھی نہیں وہم و گماں   یہ زلیخا سے کہو تم ہو کہاں؟
مجھ سے یہ امید رکھنی ہے فضول   کوششیں جتنی بھی ہیں سب بے حصول
گو زلیخا کا ہے بندہ زر خرید   پھر ذرا مجھ سے نہ رکھئے یہ امید
ہے عزیز مصر جو آقا مرا   اُس نے فرزندی میں بندے کو لیا

اور امانت دار سمجھا ہے مجھے
ہو خیانت مجھ سے، مجھ پر حیف ہے

سب سے بڑھ کر خوف مولا ہے ضرور
پاس ہیں بس جسکے، سب نزدیک و دور

جاؤ اور میری طرف سے یہ کہو
یہ خیال خام دل سے چھوڑ دو

اے زلیخا! یہ تصور دور کر
اپنے مالک اور میرے خالق سے ڈر

دایہ یہ جواب سُنکر زلیخا کے پاس گئی اور بہت کچھ باتیں بناتے ہوئے کہا کہ اے زلیخا! وہ یوں تو قبضے میں آئیگا نہیں بلکہ اُسے دام میں لانے کیلئے میں جو تدبیر بتاؤں وہ کر۔ اس کے بعد وہ اگر تیری طرف التفات نہ کرے تو میرا ذمہ۔ زلیخا نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہے؟ دایہ نے کہا کہ اے زلیخا! ایک ایسا خوبصورت اور دلربا مکان تیار کر جسمیں جگہ جگہ تیری اور یوسفؑ کی تصویریں منقش ہوں پھر وہاں یہ لونڈی جاکر یوسفؑ کو بلا لائے اور پھر یوسفؑ اپنی اور تیری تصویر ایک جگہ دیکھے تو شائد اسکا دل مائل ہو اور اپنی پختہ خیالی سے باز آئے۔ زلیخا کے خیال میں آگیا اور اُسی وقت اُس نے ایک نہایت دلربا مکان تیار کرانے کا حکم دے دیا۔ **نظم**

اک نیا تیار ہوتا ہے مکاں
اِک نیا ہوگا نبی کا امتحاں

اک نیا طوفان اُٹھایا جائے گا
اِک نیا پھندا لگایا جائے گا

اک نیا جادو چلایا جائے گا
اِک انوکھا کس لگایا جائے گا

اک نئی ترکیب کا بچھتا ہے دام
اِک نیا ہوتا ہے لیجئے انتظام

اک نئی بچھتی ہے چوسر ہائے ہائے
کس کو قسمت دیکھئے بازی دلائے

مکانِ دلربا

لیجیئے اب وہ مکانِ دلربا تیار ہوتا ہے اور کتنی عجلت سے مکمل ہو کر یوسفؑ اور زلیخا کے درمیان ایک پردۂ امتحان بنکر حائل ہوتا ہے۔ تاریخ میں جسکے بہت ہی قلیل ایام لکھے ہیں غرضکہ وہ مکانِ دلفریب تیار ہوا اور اس شان سے تیار ہوا جسکی کچھ اور کسی قدر کیفیت بیان کی جاتی ہے:۔

مکانِ دلربا کا تمام فرش سنگِ مرمر کا ہے اور اسکے نہایت نفیس و خوبصورت دروازے موصل اور عاج اور آبنوس کے بنے ہوئے ہیں اور چھتیں خالص سونے کی ہیں اور درجہ بدرجہ پورے سات درجوں پر منقسم ہیں جسکے ہر درجہ میں چالیس چالیس ستون خالص سونے اور جواہرات کی مرصع کاری کے بنے ہوئے ہیں اور وسیع درجے یا کمرے کے چاروں طرف کی دیواروں پر وہ خوبصورت جانوروں کی تصویریں ہیں جو جواہرات سے بنائی گئی ہیں کہیں حسین اور خوبصورت عورتوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں جن میں کسی کے ہاتھ میں صراحی ہے کسی کے ہاتھ میں گلدستہ ہے کسی کے ہاتھ میں پھلوں اور میووں کی قابیں ہیں کوئی ہنس رہی ہے کوئی انگڑائیاں لے رہی ہے کوئی اپنی طرف اشارے سے بلا رہی ہے، نیز ہر کمرے میں نہایت خوش رنگ فرشِ مخملی بچھا ہوا ہے اور اسکے وسط میں ایک تخت یا نہایت پر تکلف مسہری لگی ہوئی ہے۔ جن پر بڑے بڑے نفیس بچھونے ہیں اور ان پر تکیئے لگے ہوئے ہیں۔ جس میں اندر کے کمرے اس شان کے ہیں کہ

جن میں کسی کنیز یا کسی جانور کی تصویر نہیں ہے بلکہ چاروں طرف کی دیواروں پر حضرت یوسفؑ اور زلیخا کی تصویریں اسطرح بنی ہیں جس سے کسی دیکھنے والے کے دل میں خیال فاسد آسکے اور بے ساختہ وہ کچھ کا کچھ سمجھ لے اور پھر سب سے اندر کے کمرے میں تو یہ کیفیت ہے کہ چاروں طرف کی دیواروں پر لائق حجاب یوسفؑ اور زلیخا کی تصویریں بنی ہوئی ہیں اور اُس کی چھت میں منقوش ہیں اور فرش بلوریں پر بھی اُسی شکل سے تصویریں موجود ہیں۔

غرضکہ مکان کیا تھا ایک مجسم امتحان تھا جو ایک معصوم نبی کیلئے تیار ہوا تھا۔

جس روز یہ مکان دلربا تیار ہوا تو زلیخا نے اُس روز نہایت خوشی منائی اور اپنی پُر تکلف تیاری کا کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کرتے ہوئے کسی زینت و بناؤ میں اور کسی تکلف میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور اسقدر تیاری کی کہ آجتک کبھی ایسی پُرجوش تیاری نہیں کی تھی۔ لباس فاخرہ وہ زیب تن کیا جس کا ٹھکانا نہیں۔ گہنا وہ پہنا جسکی چمک دمک سے مکان روشن ہو گیا۔ پھر جب یہ تمام تیاریاں زلیخا کی ہو چکیں تو اُس نے اپنی دایہ کو اپنے سامنے بلایا اور کہا جاؤ اور یوسفؑ کو لے آؤ۔ دایہ اُدھر حضرت یوسفؑ کو بلانے چلی اِدھر زلیخا پیارے یوسفؑ کے استقبال میں ہمہ تن متوجہ ہو کر بیٹھی۔ **نظم**

جب چلی دایہ بُلانے کے لئے	اور وہاں یوسفؑ کو لانے کے لئے
آسمانوں کے ملائک دنگ تھے	اور کہتے تھے کہ بس یوسفؑ چلے
ہاں مگر اُن کو نہیں تھی یہ خبر	ساتھ ہے یوسفؑ کے خلاقِ اکبر

ظاہر انجینے کی صورت کچھ نہیں	سارے ساماں ہو چکے ہیں بالیقیں
لو چلو یوسفؑ کسوٹی پر چڑھو	امتحاں پیغمبری کا آج دو

زلیخا کی خلوت

دایہ حضرت یوسفؑ کو بلانے کیلئے اُدہر گئی اِدہر زلیخا اول کمرے میں بیٹھ کر آپ کا استقار کرنے لگی. القصہ دایہ حضرت یوسفؑ کے عبادت خانے میں پہنچی اور اُن سے جاکر کہا کہ آپکو زلیخا یاد فرماتی ہے تشریف لے چلئے! پیارے نوجوان یوسفؑ نے نظر اُٹھا کر دایہ کی طرف دیکھا اور ایک آہ سرد کھینچکر فوراً آسمان کی طرف نگاہ کی اور زبانِ حال سے مولا کی حضوری میں عرض کیا۔

نظم

آزمائش کب تلک ہوگی حضور	بخش دیجئے اب تو بندے کے قصور
پھر نہ آئینہ کبھی دیکھوں گا میں	حسن اپنا پھر نہیں تو لوں گا میں
رحم کر لو یوسفؑ پیارے رب کریم	امتحان ہے آج اک اس پر عظیم

چنانچہ دایہ نے پھر آپسے چلنے کیلئے کہا۔ آپ بسم اللہ کہکر وہاں سے اُٹھے اور دایہ سے کہا چلو! دایہ نہایت خوشی خوشی پیارے یوسفؑ کو لئے مکان دلربا کے پہلے کمرے میں داخل ہوئی جہاں زلیخا کا دربار آراستہ ہے اور وہ آپ کیلئے چشم انتظار اور بالکل تیار ہوئی بیٹھی ہے۔ چنانچہ وہ آپکے پہنچتے ہی شاد ہوگئی اور اُسی وقت تمام کنیزوں اور لونڈیوں کو رخصت کر دیا اور نہایت وجد و سرور کے عالم میں وہ اپنی جگہ سے

اٹھی اور یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کر مکان دلربا کی بیش قیمت تیاریاں دکھاتی ہوئی اندرون مکان لیکر چلی پھر جب پہلے کمرے سے وہ دوسرے کمرے میں گئی تو اُسے قفل لگا دیا۔ تیسرے میں گئی تو دوسرے پر قفل ڈالدیا اور نہایت اخلاص و محبت کی باتیں کرتی ہوئی اندرون مکان لئے جاتی ہے اور برابر ہر ایک کمرے کو مقفل کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ نوجوان یوسفؑ جنکی عمر اس وقت پورے بیس سال کی ہے ساتویں کمرے میں لے گئی اور حالت یہ ہے کہ زلیخا یوسفؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے مگر یوسفؑ بالکل خاموش نیچی نگاہ کئے چلے جاتے ہیں۔

چونکہ آپ کی نظر ہر طرف سے بچکر زمین ہی کی جانب تھی۔ اس لئے اس ساتویں کمرے میں آپ کو وہ زمینی نقوش دکھائی دیئے جو زلیخا کا پورا ایک دام بچھا ہوا تھا یعنی اپنی اور زلیخا کی تصویر ہم آغوش دیکھی آپ متحیر ہو کر ایک دیوار کیطرف دیکھنے لگے۔ اتفاق سے وہاں بھی ہم آغوشی کا نقشہ موجود تھا۔ فوراً نگاہ دوسری جانب پھیری۔ وہاں بھی وہی عالم نظر آیا۔ چوتھے رُخ پھرے ادھر بھی یہی حال دیکھ کر گھبرا کر چھت کی طرف دیکھنے لگے یہاں بھی آپنے وہی ہم آغوشی دیکھی۔ اب تو آپ کو سوائے آنکھیں بند کر لینے کے اور کچھ چارا نہ ہوا کہ اتنے میں زلیخا نے کہا۔ **نظم**

زلیخا

ایک دفعہ میری طرف بھی دیکھ لو	آج تھوڑا سا کرم مجھ پر کرو
ضبط ہو سکتا نہیں ہے اب ذرا	رحم میرے حال پہ ہو یوسفا!
اب جدائی کی نہیں طاقت مجھے	اب نہیں دم بھر کی بھی مہلت مجھے

کیا بگڑ جائے گا یہ یہ فرمائیے؟ | دیکھتا ہے کون یہ بتلائیے؟
تجھ پہ سب دولت لٹائی یوسفاؑ! | تجھ پہ سب عزت گنوائی یوسفاؑ
آگ کے شعلے ہیں سینے میں نہاں | رات دن اٹھتا ہے بس جن سے دھواں
کس کا ڈر ہے کون یاں موجود ہے | دیکھنے والی نہیں یاں کوئی شے

یوسفؑ

مجکو ڈر ہے اے زلیخا کیا کروں | دیکھتا ہے خالق دنیا و دوں
جلوہ گر ہیں جس سے سب کون و مکاں | جس سے ہیں معمور بس دونوں جہاں
کوئی شے بس اُس سے پوشیدہ نہیں | یاں بھی موجود ہے رب العالمیں
ایک ہے دل میں مرے خوف خدا | دوسرے ڈر ہے عزیز مصر کا!
تم کو بھی دونوں سے ڈرنا چاہیئے | کام دہشت کا نہ کرنا چاہیئے

زلیخا

یہ دفینے اور خزینے بے شمار | راہِ مولا میں کروں گی میں نثار
بخش دے گا جس سے وہ تیری خطا | پھر تجھے کا ہے کا ڈر ہے یوسفاؑ
اور عزیز مصر کی جو تو کہے | زہر دے کر بس سلا دوں گی اُسے
حشر تک پھر وہ نہ اُٹھے گا کبھی | جس کے غم میں تجھ کو ہوگی مخلصی

اب تو بس میری طرف تو دیکھ لے
یوسفاؑ اتنا نہ تو ترسا مجھے

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

یعنی یوسفؑ جب زلیخا کے گھر میں گئے تو زلیخا نے اپنا ارادہ پورا کرنا چاہا اور سب دروازے بند کر کے کہا کہ میں نے اپنا نفس آپکے حوالے کیا جس کے جواب میں یوسفؑ نے کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور عزیز مصر جو تیرا شوہر اور میرا آقا ہے جس نے مجھ کو بہت اچھی طرح رکھا ہے میں اس کی امانت میں ظلم و خیانت ہرگز نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ ظالم لوگ فلاح کو نہیں پہنچتے۔

آہ پھر جب زلیخا نے دیکھا کہ یوسفؑ کسی طرح نہیں مانتے جلدی سے ایک خنجر نکالا اور کہا کہ یوسفؑ! اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو میں ابھی اپنے گلے پر خنجر پھیر کر تمہارے قدموں میں اپنی جان دیدوں گی جس کا صلہ یہ ہوگا کہ عزیز مصر خون کا بدلہ تم سے لیگا ناحق میری تمہاری دونوں کی جانیں جائینگی اور کچھ نہیں ہوگا:۔

جس کے جواب میں حضرت یوسفؑ نے کہا زلیخا! مجھے اپنی اور تیری دونوں کی جان جانیکا کوئی غم نہیں مگر ہاں عصمت ہاتھ سے جاتی رہی تو البتہ نبوت کے دامن پر قیامت تک کیلئے دھبہ لگ جائیگا اور پھر کسی طرح وہ چھٹائے نہ چھٹے گا۔

جب زلیخا نے دیکھا کہ یوسفؑ کا دل ذرا مائل نہیں ہوتا ہے فوراً دست درازی پر اتر آئی۔ چاہا کہ یوسفؑ کو کلیجہ سے لگائے۔ ادھر یوسفؑ نے چاہا کہ اس سے کسی طرح مخلصی ہو۔ جیسے خدا فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ

یعنے البتہ تحقیق زلیخا اپنے دل میں ارادہ کر رہی تھی اور یوسفؑ اگر خدا کی نشانیاں نہ دیکھتے اور نبی نہ ہوتے تو وہ بھی یہ ارادہ کر بیٹھتے :۔

خدا کی نشانیاں

زلیخا نے جب حضرت یوسفؑ کو بہت تنگ کیا اور اپنی جان کھونے تک کا ارادہ کر بیٹھی تو حضرت یوسفؑ خاموش ہو گئے آپ کا خاموش ہونا تھا کہ زلیخا سمجھی اب میرا مقصد حاصل ہوا اور یوسفؑ رضامند ہو گئے جلدی سے اُٹھی اور سامنے طاق ایوان میں ایک سونے کا بت رکھا ہوا تھا۔ اُس پر پردہ ڈالا۔ یوسفؑ زلیخا کی اس نئی حرکت پر متعجب ہوئے اور فرمایا۔ کس شے سے پردہ کیا جا رہا ہے۔

زلیخا نے کہا چونکہ یہ کام شرم کا ہے اسلئے میں نہیں گوارا کر سکتی کہ میرا بت جسے میں پوجتی ہوں وہ ذرا بھی دیکھے! فرمایا کیوں زلیخا! تو نے اپنے بت کا خیال اور لحاظ کیا اور بیحیائی کے کام کو اُس سے چھپانا چاہا۔ میرا معبود جو ہر جگہ میرے ساتھ ہے ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے میں اُسکے سامنے کونسا پردہ ڈالوں۔ یہ سنکر زلیخا نے تبسم کیا اور دونوں ہاتھ یوسفؑ کی طرف دراز کئے۔ یوسفؑ نے گھبرا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ جہاں حضرت یعقوبؑ کی صورت صاف نظر آئی کہ وہ اپنے دانتوں میں اُنگلی دیئے ہوئے ہیں اور زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں۔

نظم

خبردار یوسفؑ! خبردار یوسفؑ! — نہ ہو تجھ سے یہ ظلم زنہار یوسفؑ
خدا تیرا حامی ہو اے میرے بچے — خدا تجھ کو اسوقت محفوظ رکھے
نبوت کا یہ امتحاں ہو رہا ہے — عجب ایک درباریاں ہو رہا ہے
شیاطین بھی سارے چھائے ہوئے ہیں — ملائک بھی سب دیکھ آئے ہوئے ہیں
خداوندِ عالم کی تجھ پر نظر ہے — مرے پیارے یوسفؑ تجھے کچھ خبر ہے؟

قدرت کی یہ عجب نشانی دیکھ کر حضرت یوسفؑ کے آنسو جاری ہوگئے اور حضرت والدِ ماجد کی تنبیہ سے اور بھی آپ کا دل زیادہ مضبوط ہو گیا اور بھاگنے کے ارادہ سے آپ نے چاروں طرف دیکھنا شروع کیا۔ وہاں اظہارِ قدرت یہ ہوتا ہے کہ بجائے ہم آغوشی کی تصویروں کے چاروں طرف کی دیواروں پر ذیل کی چار آیتیں لکھی ہوئی نظر آتی ہیں پہلی دیوار پر لکھا ہے۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً یعنی زنا کے قریب بھی نہ جانا کہ وہ سخت بےحیائی کا کام ہے۔ دوسری دیوار پر یہ لکھا ہوا ہے اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ الخ۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر دو نگہبان مقرر کر دیئے ہیں جن کا نام کراماً کاتبین ہے اور وہ تمہارے افعال کو دیکھتے ہیں۔ تیسری دیوار پر یہ لکھا ہوا ہے وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ یعنی اُس دن سے ڈرو کہ جس دن تمہیں اپنے پروردگار کی حضوری میں کھڑا ہونا ہے چوتھی دیوار پر لکھا ہوا ہے۔ یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ یعنی

اللہ تعالیٰ سے کوئی خائن آنکھ چھپی ہوئی نہیں ہے اور وہ دل کی باتیں جانتا ہے اور نیچے فرش بلوریں پر یہ حرف کندہ نظر آئے اِنَّنِی مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی یعنی مولا کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں تمہارے پاس ہوں سب کچھ سُن رہا ہوں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ بس اب خلوت کا فیصلہ ہوگیا اور حضرت یوسفؑ بال بال بچکر وہاں سے بھاگنے کے ارادہ پر ہمہ تن متوجہ ہوگئے۔ جیسے مولا فرماتا ہے۔ کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ط اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ط

یعنی ہم نے ان نشانیوں سے یوسفؑ کو ثابت قدم رکھا اور کوئی بُرائی و بیحیائی اُن کے پاس تک نہ آنے دی۔ کیونکہ یوسفؑ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ صاف بچکر نکل گئے اور بڑے زبردست امتحان میں وہ ثابت قدم اور پورے اُترے۔

نظم

بڑا شکر لازم ہے تیرا خدایا
نبوّت کے دامن پہ دھبّہ نہ آیا
فرشتوں میں غُل مرحبا کا ہوا ہے
شیاطین پہ سوگ بس چھا گیا ہے
حیا لے گئی آج بازی جہاں میں
مبارک سلامت ہوئی آسماں میں
فرشتوں میں دربار ہو رہا ہے
شیاطین کا خاتمہ ہو رہا ہے

خداوندا یوسفؑ کو تو نے بچایا
حیا کا کیا دہر میں بول بالا

یوسف کا بھاگنا

قدرت خداوندی کی نشانیاں دیکھنے کے بعد اب یوسفؑ کو ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی وہاں ٹھہرنا حرام ہو گیا۔ آخر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بسم اللہ کہکر آپ وہاں سے بھاگے۔ پیچھے پیچھے آپ کے ناکام زلیخا بھی بھاگی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ پہلے مقفل دروازے پر آپ پہنچنے نہ پائے تھے کہ قفل خود بخود کھلکر گرا اور دروازہ چوپٹ کھل گیا جس میں سے صاف نکلے ہوئے آپ دوسرے کمرے میں پہنچ گئے زلیخا کہتی ہے کہ یوسفؑ کہاں جاسکتا ہے ابھی تو ایسے ایسے چھ کمرے اور چھ آہنی قفل اور باقی ہیں۔ کہاں تک بھاگے گا اور میرے ہاتھ سے نکلکر کہاں جائیگا۔ آپ بھی بھاگتے بھاگتے زلیخا سے فرماتے ہیں کہ زلیخا! میں جس کیلئے بھاگ رہا ہوں وہ ضرور مجھے پناہ دیگا اور ضرور مجھے بچائے گا۔ پھر جب آپ دوسرے دروازے پر پہنچے تو پہنچنے سے پہلے دوسرا قفل بھی خود بخود کھل کر گرا اور دروازہ چوپٹ کھل گیا۔ اور آپ ڈرا نکلتے ہوئے صاف باہر چلے گئے۔ تیسرے کمرے میں جب آپ پہنچے تو یہاں کے آرائشی سامان سے زلیخا کو ٹھوکر لگی اور وہ ہائے کرکے گری۔ مگر شوق یا امید نے ابھی ناامید نہیں کیا تھا کہ جلدی سے کھڑے ہو کر یوسفؑ کے پیچھے پھر بھاگنے لگی۔ یہانتک کہ چوتھے کمرے کا قفل بھی خود بخود اسی طرح کھلا اور دروازہ چوپٹ کھل گیا حضرت یوسفؑ اس سے بھی باہر ہو گئے چوتھے کمرے میں زلیخا پھر گری اور گرگرا اٹھی اور اٹھکر آپکے پیچھے بھاگی۔ مگر اب اسکا سانس پھول گیا اور اسکی دوڑ

میں فرق آگیا۔ چاہا کہ آس توڑ کر بیٹھ جائے مگر شیطان لعین جو اسکے سائے سا تھ بھاگ رہا تھا۔ اس نے پھر وسوسہ ڈالا کہ ابھی تو تین کمرے مقفل اور موجود ہیں کہیں نہ کہیں تو یہ ہاتھ آئیگا۔ یہ خیال کر کے زلیخا پھر آپ کے پیچھے لپکی۔ یہانتک کہ سب سے بیرونی یعنی باہر کے ساتویں کمرے میں یوسف پہنچ گئے۔ یہاں اتفاق سے یوسف بھی کسی چیز سے لڑ کھڑائے اور کسی قدر رکے کہ اتنے میں زلیخا نے یوسف کو آن لیا اور اس آخری وقت میں یوسف کا دامن پیچھے سے اس کے ہاتھ آگیا۔ ساتواں دروازہ چونکہ پہلے ہی سے آپکے استقبال میں دونوں پٹ کھولے ہوئے منتظر تھا۔ اس لئے آپ جلدی سے کود کر اور اچک کر آخری دروازے سے نکل کر صاف میدان میں آگئے مگر آپ کا پچھلا دامن پھٹ کر زلیخا کے ہاتھ میں رہ گیا۔ زلیخا چوکھٹ پکڑ کر وہیں کھڑی ہو گئی اور حضرت یوسف صاف باہر پہنچ گئے۔ جہاں جبرئیل امین اور لاکھوں فرشتے یوسف کے استقبال میں کھڑے ہوئے تھے۔ جنھوں نے کہا

نظم

دامن یوسف کو جب پیچھے سے دیکھا پاک صاف
حضرت صدیق کی پائی ہے جب پوشاک صاف
مرحبا اور آفریں کا شور برپا ہو گیا
ہو مبارک تم کو یوسف آج انعام خدا
آج بس ثابت رہی ہے عصمت پیغمبری
اس گروہ پاک کو کیا اس نے دی ہے برتری
آج بچ رہنا زلیخا سے کوئی آساں نہ تھا
یہ شرف بس ہے تمہیں کو اے گروہ انبیاء
کیا مبارک نفس ہیں اللہ نے تم کو دیئے
صاف ستھرے پاک دل خالق نے سینے میں دیکھے

عزیزِ مصر کا آنا

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ط

یعنے دونوں بھاگتے بھاگتے دروازے پر پہنچے اور زلیخا نے یوسفؑ کو پکڑنا چاہا اور پیچھے سے یوسفؑ کا کرتہ پھاڑ دیا اور اتفاق سے دونوں نے عزیز مصر کو دروازہ پہ کھڑا ہوا پایا:۔

پس حضرت یوسفؑ ساتویں چوکھٹ کے باہر پہنچے ہی تھے کہ وہاں اتفاق سے عزیز مصر یہ کمرے اور انکی تیاری دیکھنے کیلئے چلا آرہا تھا اور دروازے پر یوسفؑ کو سراسیمہ اور پریشان نکلتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گیا اور یوسفؑ کو روکا اور تسلی واطمینان دلاتے ہوئے پوچھا خیر تو ہے؟ یہ پریشانی اور گھبراہٹ کیسی ہے؟ حضرت یوسفؑ نے ازروئے عقلمندی اور ازروئے ادب ولحاظ کچھ ایسا مجمل اور گول مول جواب دیا جس میں افشائے راز نہ ہوا اور کسی قسم کا پردہ فاش بھی نہ ہو۔ مگر عزیز مصر کی یوسفؑ کے جواب سے تسلی نہ ہوئی اور یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کے اندر داخل ہوا چنانچہ عزیز مصر نے یوسفؑ کو لئے ہوئے چوکھٹ کے اندر قدم رکھا ہی تھا دیکھتا کیا ہے کہ زلیخا چوکھٹ کا بازو پکڑے کھڑی زار وقطار رو رہی ہے یہ حال دیکھ کر عزیز مصر اور بھی زیادہ پریشان ہوا زلیخا نے جب دیکھا کہ عزیز مصر یوسفؑ کا ہاتھ پکڑے چلا آرہا ہے۔ بے حواس ہوگئی اور اسکے دل میں یقین کامل ہوگیا کہ یوسفؑ نے قطعی سب کیفیت عزیز مصر سے بیان کردی ہے اور اب عزیز مصر مجھے سزا دینے کیلئے آیا ہے۔ خود بخود زلیخا نے یہ کہنا شروع کیا۔ اے عزیز

مصر کے دریافت حال کرنے سے پہلے ہی یہ پکار اٹھی۔ اور پیش بندی کے طور پر یہ کہا جسے اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام اقدس میں نقل فرمایا ہے :-

قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

یعنے زلیخا نے کہا اے عزیز جو شخص تیری بیوی سے بدنیت ہو اُسکی یہ سزا ہے کہ یا تو اُسے قید خانہ میں رکھا جائے یا اور کوئی خوفناک سزا دی جائے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ زلیخا نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ یوسفؑ نے تمام حالت عزیز سے ضرور بیان کر دی ہے جس پر اس نے نہایت مستعدی سے یہ کہنا شروع کیا کہ اے عزیز! یہ غلام جسے تو نے بڑے ناز و نعم سے پالا اور نہایت پیار و محبت سے پرورش کیا مگر اس نے تیرے ساتھ بڑی دغا کی یعنی ابھی ابھی کا واقعہ ہے کہ میں بالکل غافل پڑی سوتی تھی چنانچہ یہ دبے پاؤں میرے سرہانے آیا اور اس نے اپنا ناجائز مطلب مجھ سے نکالنا چاہا۔ پھر جب اس نے مجھ پر اپنا ہاتھ دراز کیا تو میں جاگ اٹھی تو نادم ہو کر یہ وہاں سے بھاگا جس کے پیچھے میں بھی دوڑی کہ اسے پکڑ لوں مگر یہ میرے ہاتھ سے نکل گیا عزیز نے زلیخا سے جب یہ باتیں سنیں آگ بگولا ہو گیا اور نہایت غضبناک ہو کر یوسفؑ سے کہا کہ یہ میری محبت اور شفقت! اور یہ میری ناموس پر دست درازی؟

یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے غیظ و غضب کی مطلق پرواہ نہیں کرتے ہیں اور بے دھڑک اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ زلیخا مجھ پر تہمت اٹھاتی ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میرا ہاتھ پکڑ کر یہ اندرون مکان لے گئی اور مجھ سے اس نے ناجائز فرمائش کی تو میں وہاں سے بھاگا

اور یہ بھی میرے پیچھے دوڑی اور اُس نے پیچھے سے میرا کُرتہ پھاڑ ڈالا قَالَ ھِیَ رَاوَدَتْنِی عَنْ نَّفْسِی۔ یعنے اے عزیز مصر! یہ عورت ہی مجھ سے میری طالب ہوئی تھی۔ یہ سنکر عزیز مصر اور بھی زیادہ پریشان ہوا اور اُس نے اپنے دل میں بہت ہی جز بز ہوکر کہا:۔

نظم

ایک ہیں الفاظ اور دو ہیں مدعی
صدق میں اور کذب میں مشکل بنی

کس کو سچا کہئے اور جھوٹا کسے
اور بُرا کہیئے کسے اچھا کسے

اسکے جو فقرے ہیں وہی اُسکے ہیں
کیونکہ سچ اور جھوٹ پا سکتا ہوں میں

ہاں مگر اتنا سمجھتا ہوں ضرور
میں نے یوسفؑ میں نہیں دیکھا قصور

بچپنے سے دیکھتا ہوں میں اسے
شائبہ تک بھی نہیں ہے کذب کے

اور امانت دار یہ ثابت ہوا
آج تک دیکھی نہیں اس کی خطا

کس طرح مجھ کو یقین ہو اے فتا
یہ ارادہ آج یوسفؑ نے کیا

یوسفؑ کی بریّت

آخرکار عزیز اسی پریشانی وحیرانی کے عالم میں زلیخا کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ زلیخا تیرے سچے ہونے کا کوئی گواہ ہے؟ زلیخا نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ میں اور یہ دونوں تنہا تھے پھر ایسی حالت میں کون گواہ ہو سکتا ہے؟ عزیز مصر پھر یوسفؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یوسفؑ تیرے سچے ہونے کا کوئی گواہ ہے؟ حضرت یوسفؑ نے بے دھڑک

اس جھولے کی طرف جس میں زلیخا کا ایک خالہ زاد فرزند پڑا انگوٹھا چوس رہا تھا اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ بچہ میری گواہی دیگا۔ عزیز نے کہا کہ یہ چار مہینے کا بچہ بھلا یہ تمہارے سچے ہونیکی کیونکر گواہی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا مولا بڑی قدرت والا ہے اور وہ عصمت انبیاء کا خود محافظ ہے ضرور وہ اس سے گواہی دلوائے گا۔ اے عزیز اس سے پوچھو۔ یہ بیشک بولیگا۔ عزیز نے یوسفؑ کے کہنے سے اس بچے کو آواز دی بچہ لبیک کہہ کے اس جھولے ہی میں بیٹھا ہو گیا۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا یعنے نہایت صاف زبان میں زلیخا کے رشتہ دار بچے نے گواہی دینی شروع کی۔

إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝

وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

یعنے یوسفؑ کا کرتہ اگر سامنے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو یوسفؑ سچے ہیں بچے کی گواہی پر سوائے حضرت یوسفؑ کے تمام حاضرین دنگ ہو گئے اور بیساختہ سب کی زبان سے نکلا کہ بیشک یوسفؑ ہی سچے ہیں اب جو یوسفؑ کا کرتہ دیکھا جیسے مولا فرماتا ہے فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ یعنے جب یوسفؑ کا کرتہ دیکھا تو یہ دیکھا کہ وہ پیچھے سے پھٹا ہے۔ تب عزیز مصر نے زلیخا سے کہا کہ یہ تم عورتوں ہی کے چلتر ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ عورتوں کے چلتر بڑے آفت کے ہوتے ہیں:۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ عزیز کو زلیخا پر بہت غصہ آیا اور اس نے چاہا کہ زلیخا

کے بارے میں قتل کا حکم صادر کرے کہ اتنے میں وہی معصوم بچہ سر اُٹھا کر کہتا ہے:۔

نظم

یہ امانت ہے کسی کی اے عزیز	قتل کی نیت نہ رکھ اے باتمیز
درگزر کر بلکہ اے دانائے راز	عفو کر اور اس ارادے سے ہو باز
معذرت کر یوسفؑ کنعان سے	اور معافی مانگ اس انجان سے
دل شکستہ اس مسافر کا نہ ہو	جلد اس مہمان کی دلجوئی کرو
غیظ میں آئے نہ ذاتِ ذوالجلال	ورنہ بیٹھے یوسفؑ آشفتہ حال

چنانچہ عزیز مصر اُسی وقت حضرت یوسفؑ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا۔
یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا یعنے اے یوسفؑ! آپ اس بات کا کچھ خیال نہ کریں اور مجھے معافی دیں۔ فی الحقیقت یہ آپ پر بہت زیادتی کی گئی ہے جسے اپنے دل سے آپ بھلا دیں اور درگزر کریں۔ اس کے بعد عزیز مصر زلیخا کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔
وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ ؕ یعنے اے زلیخا! تو اپنے قصور کی معافی مانگ! کیونکہ یہ سر سے پا تک تیری ہی خطا ہے اور یوسفؑ بالکل بے قصور اور بے گناہ ہیں۔ پھر عزیز مصر نے تمام حاضرین سے عہد لیا اور نہایت تاکید سے سب کو ہدایت کی کہ خبردار جو کسی نے یہ راز فاش کیا اور خبردار جو یہ بات کہیں بھی کسی نے اپنے منہ سے نکالی:۔

نظم

تقدیر میں یہ صدمۂ دلسوز لکھا تھا	یوسفؑ کی خطا ہے نہ زلیخا کی ہے اصلا

انسان پہ سب وقت گزرتے ہیں جہاں میں | شادی بھی ہے اور غم بھی ہر ایک مکاں میں
قسمت کے لکھے کو کبھی بھولے نہیں انساں | دنیا کی کسی چیز پہ پھولے نہیں انساں

افشائے راز

عشق اور مشک چھپائے سے کہیں چھپتا ہے — رنگ گہرا ہو تو آنکھوں میں ہی کھپتا ہے

چونکہ زلیخا کا عشق اور اسکی محبت کو معمولی عشق نہ تھا جو عزیز یا کسی دوسرے کے چھپائے سے چھپ سکتا۔ بلکہ وہ سر چڑھ کر بولنے والا جادو اور طشت از بام ہونیوالا جذبہ تھا جو چند روز میں عالم آشکارا ہو کر رہا چنانچہ اس افشائے راز کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ محلسرا کی آنے جانیوالی چند عورتیں آپس میں منہ جوڑنے لگیں اور اکثر اپنی زبان میں ذکر اذکار لانے لگیں کہ تم نے کچھ اور بھی سنا؟ عزیز مصر کی بیوی زلیخا جس کا نام ہے وہ کیا کرتوت کر رہی ہے اور کیا تماشہ دکھا رہی ہے بڑے شرم کی جگہ ہے اور بڑے افسوس کا مقام ہے کہ وہ اپنے زر خرید غلام سے بدنگاہ ہو کر اُسکے لئے کیسے کیسے جتن کر رہی ہے اور کیسے اسکو دام میں لانیکی کوشش میں مصروف ہے یعنی وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ ۔ یعنے شہر کی عورتوں نے کہا کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام سے اپنی خواہش نفسانی حاصل کرنیکے درپے ہے قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ط یعنی اس غلام کا عشق اسکے دل میں جگہ پکڑ گیا ہے ۔ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ط لہذا ہم تو یہی کہینگے کہ وہ یقینی گمراہی پر اُتر آئی اور اُس نے تمام شرم و حیا کو بالائے طاق رکھدیا

افسوس اُس نے عزیز کا پاس نہ کیا نہ شاہی گھرانے کا لحاظ! نیز ان سب باتوں کو خاک میں ملا کر ایک غلام کی اتنی گرویدہ ہو گئی ہے کہ بس دین ہے تو وہی ایمان ہے تو وہی ہر وقت یوسفؑ ہی یوسفؑ پکارتی ہے اور اُسی کی اُلٹ پلٹ ہر آن لگی رہتی ہے ایسا بھی کیا اندھیر ہے آدمی اپنی عزت کا خیال کرے اپنے ناموس کی شرم کھائے اور اپنے دل کو قابو میں رکھے۔ دل کیا ہو گیا دیوانہ ہو گیا اور ایک غلام پر آیا تو اُس اندھی بھینس کیطرح جس کا اُتارا ہی نہیں!! آخر ہم بھی تو انسان ہیں اور ہمارے ساتھ بھی نفس لگا ہوا ہے مگر ہم تو کبھی ایسا نہ کریں اور کبھی کسی کو دل دیکر اپنی آپ کو اس طرح خاک میں نہ ملائیں جیسا کہ زلیخا نے اپنی آبرو خاک میں ملا رکھی ہے:۔

اتفاق سے کسی خبر پہنچانیوالے نے عورتوں کی یہ چہ میگوئیاں اور یہ تمام باتیں زلیخا سے آکر ہو بہو نقل کر دیں۔ زلیخا نے سُنا اور مُسکرا کر کہا کہ بھلا وہ تنہا میں جاتی کہاں ہیں محل میں اُن کی خود داری اور بھاری بھر کم ہونیکا امتحان کرونگی اور دیکھوں گی کہ وہ کیسی اپنی بات اپنے ہاتھ رکھنے والی ہیں:۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ یعنے جب زلیخا نے اُن عورتوں کو طعنہ زنی کرتے سُنا تو اپنے دل میں فوراً ایک مسودہ تیار کر لیا اور دوسرے دن کیلئے اپنی محلسرائے میں بلانے کا اَرْسَلَتْ اِلَیْھِنَّ ۔ یعنے عورتوں کو بلاوا بھیجدیا۔ اور اب اُن کیلئے زلیخا نے تیاریاں کرنی شروع کیں۔ قسم قسم کے کھانے پک رہے ہیں طرح طرح کے فرش فروش بچھے ہیں رنگ برنگ کے میوے چُنے جا رہے ہیں اور بیحد تیاریاں کی جا رہی ہیں:۔

نظم

اے زلیخا! کیسی تیاری ہے آج! | کیا کسی کا ٹھیک کرتا ہے مزاج!
جس چھری سے خود ہوئی ہے نیم جاں | کیا وہ اب اوروں پہ ہو گی رواں!
جس نظر نے تیرا دل چھلنی کیا | اور بھی اب اس سے گھائل ہونگے کیا؟
اب تلک جو تیرے دل میں تھا نہاں | کیا وہ اب اوروں پہ بھی ہو گا عیاں!
جس لگی نے خاک کر ڈالا تجھے | کیا جلیں گے اور بھی اُس آگ سے

مصر کی عورتیں

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

لیجیئے! وہ عشق جو ابتک ایک ہی دل میں ناسور کر رہا تھا اور ایک ہی گھر میں اپنی چنگاریاں سُلگا رہا تھا آج بہت سے دلوں میں گھاؤ کرتا ہے اور بہت سے گھروں کو جلا کر خاک سیاہ کرنیکو ہے القصہ جُوں تُوں کر کے دوسرا روز ہوا۔ اور زلیخا کی محلسرا میں مصر کی عورتوں کے آنیکا وقت قریب آلگا۔ مگر زلیخا مہمانوں کی تیاری کے ساتھ ساتھ پیارے یوسفؑ کے بناؤ سنگار میں بھی مصروف ہے اگرچہ اُسکا دل اس بات کو گوارا نہیں کرتا تھا کہ کوئی دوسرا یوسفؑ کی جھلک بھی دیکھ سکے۔ مگر مصر کی عورتوں نے اُسے طعنے ہی ایسے دیئے کہ جس سے یہ اُنہیں یوسفؑ کو ایک نظر دکھانے پر مجبور ہوئی اور انہیں انتہا درجہ لباس فاخرہ پہنا کر پس پردہ بٹھا دیا اور خود عورتوں کی مہمانداری کے امور میں آ کر

مصروف ہوگئی اور ان مہمانوں کیلئے بڑے بڑے تکلف کے سامان کئے وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً
یعنے ان کیلئے نہایت پُر تکلف محفل جمائی اتنے میں وہ عورتیں آنی شروع ہوگئیں۔
چنانچہ جسقدر عورتوں کا بلاوا تھا تھوڑی دیر میں وہ سب آگئیں۔ پھر زلیخا کے اشارہ سے انکے
سامنے قسم قسم کے کھانے اور طرح طرح کے میوے چنے جانے لگے اور ان کے دسترخوان پر ہزارہا
نعمتوں کا ایک باغ لگا دیا گیا اور ساتھ ہی اُسکے ایک ایک چھری اُنکے ہاتھوں میں دے دی
گئی جس سے کہ وہ تازے پھل تراش تراش کر کھائیں جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰتَتْ كُلَّ
وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا۔ یعنی سب کے ہاتھوں میں ایک ایک چھری دیدی جس سے وہ
عُمدہ عُمدہ پھل تراشیں اور کھائیں۔ پھر زلیخا نے اُن عورتوں سے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ
کبھی تمہاری مدارات میں کوئی کسر باقی نہ رکھوں اور جو خدا کی دی ہوئی نعمت میرے
پاس ہے سب تمہارے سامنے لاکر حاضر کردوں! پس اے میری مہمانوں! ان تمام نعمتوں کے
علاوہ ایک اور لوٹتی ہوئی نعمت خداداد میرے پاس ہے اُسے بھی لاکر دکھاؤنگی۔ بس
جس وقت وہ تمہارے سامنے آئے تو تم پہلے یہ تازے پھل تراش تراش کر اُس کے سامنے
پیش کرنا اور پھر یہ کھانے نوش جان کرنا۔ یہ کہکر جلدی سے پس پردہ گئی اور یوسفؑ کو
جاکر کہا۔ وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ۔ یعنی ذرا ان مہمانوں کے سامنے تو آیئے چنانچہ حضرت
یوسفؑ زلیخا کے کہنے سے طوعاً وکرہاً بے نقاب ہوکر سامنے آئے۔ **نظم**

عورتوں کی جب پڑی اُن پر نظر	ہوگئے ہوش و خرد زیر و زبر
سب کی آنکھوں میں اندھیرا چھاگیا	چاند اک نکلا ہوا جب آگیا

بے خودی کا ہو گیا عالم وہاں ۔ بندھ گیا اک وجد کا سارا سماں
یہ ہوئی حالت زنانِ مصر کی ۔ حسن پر پڑ کر نظر پتھرا گئی
حسنِ یوسفؑ کی چلی وہ دل پہ سیف ۔ کاٹ ڈالے ہاتھ اپنے حیف حیف
اپنے آپے میں نہ واں کوئی رہا ۔ ساری مجلس ایک کمبلہ بن گیا
کاٹنے کیسے ترنج اور کیسے پھل ۔ قیمہ قیمہ ہاتھ ہیں سب بے دخل
جب زلیخا نے یہ دیکھا اِن کا حال ۔ ساری محفل جب نظر آئی نڈھال
لے گئی جلدی سے پردے میں انہیں ۔ تا کہیں تہ مر نہ جائیں عورتیں

فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ط یعنی جب اُن عورتوں نے یوسفؑ کو دیکھا تو یوسفؑ کے حسن وجمال کی اُن کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اُنہوں نے بجائے پھل اور میوے تراشنے کے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝

یعنے پھر اُن عورتوں نے کہا حاشا وکلا یہ بشر نہیں ہے بلکہ یہ کوئی بڑا عزت مند فرشتہ ہے اور اے زلیخا! ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہم نے آجتک اس حسن وجمال کا کوئی انسان نہیں دیکھا فی الحقیقت یہ کوئی بڑی مبارک دولت ہے اور یہ اسی قابل ہے کہ اسے اس طرح رکھا جائے جیسے آنکھوں میں سرمہ جیسے پہلو میں دل، پھر جب زلیخا نے دیکھا کہ یہ عورتیں یوسفؑ کو دیکھ کر دیوانیاں ہو گئیں اور حیرت زدہ ہو کر انکی تعریف وتوصیف میں بہت باتیں کر رہی ہیں تبسم کیا اور کہا دیوانیو! یہ دوسروں کو نصیحت اور اپنے آپ کو فضیحت ایادہے

نہیں؟ کہ تم نے مجھے یہ کہہ کر دنیا جہان میں بدنام کیا کہ عزیزِ مصر کی عورت اپنے غلام سے بُری خواہش رکھتی ہے اور قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اُسکا دل ایک غلام پر مائل ہو گیا ہے اور اس نے شاہی گھرانے کو بدنام کر رکھا ہے اور وہ ایسی ہے اور وہ ویسی ہے۔

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ۔ یعنی یہ وہی تو ہے جسکے متعلق تم مجھے ملامت کرتی تھیں اب بتاؤ میرا اس غلام پر دل آ جانا سچا تھا یا جھوٹا، اور یہ کہ میں نے اس کیلئے جتنے بھی جتن کئے وہ درست تھے یا غیر درست؟ عورتوں نے نہایت منفعل اور نادم ہوتے ہوئے کہا۔

نظم

اے زلیخا ہم کو یہ ثابت ہوا
واقعی اس میں نہیں تیری خطا

اک نظر ہم دیکھ کر از خود ہوئے
اپنی ہستی اپنے آپے سے گئے

اک جھلک نے ہم کو دیوانہ کیا
حالِ دل کیا کچھ ہوگا ترا!

آفریں تجھ پہ زلیخا، آفریں
صبر تیرا، ضبط تیرا، آفریں

پاس رکھ کر تو اسے ثابت رہی
اُف تلک بھی تو نہ دیوانی ہوئی

آفریں صد آفریں اے پختہ کار
مرحبا اے مالکِ صبر و قرار

اُف رے تیرا دل، ترا سینہ جگر
چھلنی چھلنی ہوگا ہر اک کس قدر

تو ہی ہے جو اپنے آپے میں رہی
تو ہی ہے جس نے کہ اُف تک بھی نہ کی

اے زلیخا بس یہ حصہ ہے ترا
صبر تو نے حد کو بس پہنچا دیا

عورتوں کا جال

زلیخا نے جب دیکھا کہ مصر کی عورتیں صرف نادم اور منفعل ہی نہیں ہوئی ہیں بلکہ ساتھ ہی اسکے وہ زلیخا کے صابر وضابط ہونے کی بھی واقعی بہت کچھ تعریف کرتی ہیں اور بہت کچھ شاباش دے رہی ہیں۔ صاف دل سے زلیخا بھی انکے آگے کھل گئی اور اس نے تمام اپنا احوال دلی بیان کرنا شروع کیا اور کہا کہ اے میری غمخوار ہمجولیو! میں اپنی داستان تم سے کیا کہوں بڑا افسانہ ہے اور لمبی چوڑی کہانی ہے جسکے دہرانے کیلئے ایک عمر نوح چاہیئے۔ مختصر یہ ہے کہ میں نے یوسف کو اپنے دام میں لانے کیلئے جو کچھ جتن نہ کرنے تھے وہ کئے مگر یہ میرے قبضہ میں نہیں آیا۔ اور صاف بچ کر نکل گیا۔

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ

یعنے میں نے اس سے اپنا مطلب نکالنا چاہا مگر وہ صاف بچکر نکل گیا اور میرے قبضہ میں نہیں آیا مگر بچ کر جانا کہاں ہے! میں بھی اپنے نام کی زلیخا ہوں جو اسے مزا ہی نہ چکھایا ہو تو کلام اب بھی کہتی ہوں کہ یہ راستی پہ آجائے اور مجھے زیادہ نہ ستائے اور نہ جلائے۔ ورنہ قیدخانہ ہی میں عمر بھر کو بٹھائیگا۔ اور اسے میرے جلانے کا مزا ہی نہ آجائے گا۔ اور ساری عزت ذلت سے بدل جائیگی۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ؕ

یعنے جس بات کی میں ترغیب دے رہی ہوں اگر اس نے میرا کہنا نہ مانا تو بیشک یہ ضرور

قید کیا جائیگا اور سخت بےعزت ہوگا۔ یہ سنکر زنان مصر بولیں کہ اے زلیخا ہم کو تیرے حال پر بہت ترس آتا ہے اور تیرے لئے دل کڑھتا ہے۔ کاش تو ایک مرتبہ ہمیں اجازت دے اور یوسف سے ہمارا تخلیہ کرادے تو ہم دعوے سے کہتی ہیں کہ یوسف تیرے کہنے پر چلنے لگے اور تیرا فرمانبردار ہو جائے زلیخا صاحب التخرص مضمون کی فوراً سمجھ میں آگیا اور اسی وقت اُس نے تمام عورتوں کو اندرون پردہ یوسف کے پاس بھیجدیا جس سے عورتوں کا مقصود حاصل ہوگیا کیونکہ ان کی غرض وغایت یہی تھی کہ ایک مرتبہ اُس ماہ پیکر کا پھر نظارہ ہوسکے چنانچہ ان کا مدعا حاصل ہوا اور وہ سب کی سب اندرون پردہ یوسف کے پاس پہنچیں اور اپنے دل کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالتے ہوئے اور اپنی خواہش کو انتہا درجہ ضبط کرتے ہوئے کہا کہ اے یوسف اگر آپ یہی روش رکھیں گے اور ایسے نیک پارسا بنے رہیں گے تو یقیناً آپ پچھتائینگے دیکھو زلیخا آپکی جان نثار آپ پر اپنی جان ومال قربان کرتی ہے مگر آپ ہیں کہ اُس سے کھنچے ہی چلے جاتے ہیں اور کسی طرح اُس عاشق زار کی طرف نگاہ بھر کر نہیں دیکھتے اور ذرا اُس کی طرف التفات نہیں کرتے نہیں نہیں بلکہ آپ اسکا کہنا مانیئے اسی میں آپ کیلئے نہایت بہتری ہے اور بہت اچھی بات ہے کہ آپ اور وہ دونوں خوش وخرم رہیں اور دنیا جہان کے مزے لوٹیں اور دیکھو یوسف ہم پھر آپ کو سمجھاتے ہیں کہ آپ زلیخا کا کہا مان جائیں اور اسکو راضی کردیں۔ ورنہ وہ آپ کو قیدخانہ میں بھیجدیگی اور آپ کی تمام عزت برباد ہو جائیگی۔ یہ کہکر وہ اپنے مطلب پر اُتر آئیں اور صاف لفظوں میں کہنا شروع کیا کہ ہاں ایسا بھی ہوتا ہے کہ چاہنے والے سے بعض انسان نفرت کرتا ہے اور ہر شخص اپنے دل سے محبوب ہے اسکا دل چاہنے والے

سے نہیں ملتا۔ تو ہم ہر طرح آپ کا دل خوش کرنیکو موجود ہیں۔ حالانکہ ہم میں بڑی بڑی خوبصورت اور بڑے بڑے حسن و جمال والیاں ہیں اگر ہم میں سے آپ کسی کو پسند فرمائیں تو ہم جان و دل سے حاضر ہیں۔

نظم

عورتوں کا جال جب پھیلا وہاں
دیکھ کر نرغہ زنانِ مصر کا
کانپ اُٹھے یوسفؑ نوحہ کناں
تھرتھرا اُٹھے نبیؑ پارسا

اور دُعا کے ہاتھ پھیلائے وہیں
دیکھتا سُنتا ہے تو سب بالیقیں
اے خدا، اے مالکِ عرشِ بریں
اے مرے اللہ، ربّ العالمیں

ہائے میں کن آفتوں میں پھنس گیا
کیوں کہ اِن آفتِ ارضی سے بچوں
کیونکہ اے معبود! ان سے ہوں رُہا
اے مولا! بتا میں کیا کروں

ناک میں دم عورتوں نے کر دیا
جن سے میں اُکتا گیا گھبرا گیا
قید خانہ اس سے بہتر ہے مجھے
ہے دُعا میری وہاں تو بھیجدے

واں نہ ہوگا عورتوں کا اژدہام
قید خانہ میں نہ یہ بچھے گا دام

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝

یعنے یوسفؑ نے خدا سے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار! جن بُرے افعال کیطرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو میرے لئے قید خانہ زیادہ پسندیدہ ہے اگر تو ان عورتوں کے مکر و فریب سے مجھے دُور نہ کریگا تب مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری عقل زائل نہ ہو جائے۔

قید کا حکم

مصر کی عورتوں نے جب دیکھا کہ یوسفؑ ہمارے سمجھائے نہیں سمجھتے اور ہمارے کسی دام میں نہیں آتے اور کوئی بات نہیں مانتے اور کسی قسم کا اُن کے دل پر اثر نہیں ہوتا بلکہ آسمان کی طرف منہ کر کے رونے لگتے بساری کی ساری الٹے پیروں وہاں سے بھاگیں اور زلیخا سے آکر کہا ہم نے یوسفؑ کو سمجھانے میں کوئی بات باقی نہیں رکھی ہر ایک طرح سمجھایا اور تمہارے لئے رضامند کرنا چاہا وہ کسی طرح رضامند نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے زار و قطار رونا شروع کردیا اور قید خانہ میں جانے کی انہوں نے اپنے خدا سے دعا مانگی جس سے ہم بالکل ناامید ہوگئیں اور ہم نے اپنے خیال میں یہ فیصلہ کر لیا کہ اب یوسفؑ کسی طرح ماننے والے نہیں اور نہ کسی سمجھانے سکھانے کا انہیں اثر ہوگا۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے انہیں چند روز قید خانہ ہی میں بھیجدیا جائے جہاں کی تکالیف مصائب یا جہان کی ذلت سے گھبرا کر شاید وہ اپنی پختہ کاری سے باز آئے اور تیری جانب رجوع کرے۔ زلیخا یہ سنکر اپنی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور اب اسے بالکل مایوسی و ناامیدی ہوگئی مگر ساتھ اسکے زنانِ مصر کے مشورے پر اس نے پھر غور کیا اور قید خانہ میں پیارے یوسفؑ کو بھیجدینے کی رائے پر پھر امید باندھی اور اپنے دل میں کہا کہ ہاں ٹھیک تو ہے قید خانہ کی ذلت سے گھبرا کر وہ ضرور میری طرف التفات کریگا اور یقیناً وہ راستی پر آجائیگا یہ فیصلہ اپنے دل میں کر کے اسی وقت عزیز مصر کو محلسرائے میں بلوایا اور اس سے کہا کہ میں اس غلام سے بیحد بدنام ہوں جس سے میری سخت ذلت و توہین ہو رہی ہے اور اب

اس کے متعلق بری افواہیں سننی میں گوارا نہیں کر سکتی ہوں، پس میری رائے میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے چند روز کیلئے قید خانہ بھیجدیا جائے تاکہ میرے اوپر سے بدنامی ہٹے عزیز مصر کی سمجھ میں آگیا اور اس نے زلیخا کے کہنے کیمطابق پیارے یوسفؑ کو قید خانہ بھیجنے کا حکم صادر کر دیا۔

لکھا ہے کہ عزیز مصر نے حضرت یوسفؑ کو قید خانہ بھیجنے کا حکم پیچھے دیا ہے اس کئی گھنٹے پہلے حضرت یوسفؑ نے اپنے پروردگار کے جناب میں اپنے قید خانہ میں جانیکی خود ہی دعا کی ہے جو اسی وقت درِ اجابت کو پہنچکر حضور رب العزت میں قبول ہوئی جسے وہ فرماتا ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥

یعنے خدا تعالےٰ نے یوسفؑ کی دعا کو سُن لیا اور قبول کیا اور عورتوں کے فریب اُن سے دُور کر دیئے، اس میں شک نہیں کہ وہ سب کی سُنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ یہاں ایک صحیح حدیث کا مضمون پیش نظر ہوتا ہے۔ ہمارے آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخی یوسفؑ اُن عورتوں کے پھندے سے بچنے کیلئے خدا تعالےٰ سے دعا کرتے اور قید خانہ کا نام نہ لیتے تو یقینی وہ اپنے یوسفؑ کو عزت کے ساتھ ان سے رہائی دیتا اور ان کے مکائد سے بچا لیتا۔ مگر خود ہی تو اپنے لئے قید خانہ پسند کیا جس کو خدا نے قبول فرمایا اور قید خانہ ہی کے ذریعہ انہیں عورتوں سے رہائی دی۔ کاش وہ خدا سے محض عافیت طلب کرتے تو بہت اچھا تھا جس سے انہیں قید خانہ دیکھنا نہ پڑتا۔ بلکہ عزت کے ساتھ وہ ان تمام عورتوں کے مکر و فریب سے سبکدوشی حاصل کرتے آگے خدا فرماتا ہے۔ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ط یعنے پھر جب عزیز مصر اور اُسکے مشیروں نے یوسفؑ کی پاکدامنی

کے ثبوت دیکھ لئے۔ اس پر بھی ان کو یہی مناسب معلوم ہوا کہ ایک مدت تک انہیں قید خانہ میں رکھیں۔

نظم

قید کا جب حکم یوسفؑ کو ملا
بچہ بچہ مصر کا تھرا اٹھا

مصر بھر میں آج یہ غل مچ گیا
حکم یوسفؑ کو ہوا ہے قید کا

مرد عورت سب کے سب رونے لگے
آنسوؤں کے مصر میں دریا بہے

ساتھ ہی اسکے یہ شہرت بھی ہوئی
کل سواری قید خانے جائے گی

قید کی وہ گرم بازاری ہوئی
آج ہی سے کل کی تیاری ہوئی

جلوس قیدی وان

دوسرے روز علی الصبح زلیخا اور عزیز مصر کا حکم حضرت یوسفؑ کے نام پہنچا کہ آپ کو وزارت کے دربار سے قید خانہ میں بھیجنے کا حکم ہوا ہے لہذا اٹھئے اور قید خانہ چلئے۔ یہ سنکر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ان حکم سنانے والوں کو مایوس ہو کر دیکھا جس سے ان سب کے بھی آنسو جاری ہوگئے مگر حکم حاکم سے وہ مجبور و لاچار کسی طرح کی عدول حکمی کر نہیں سکتے تھے آخرکار مظلوم و بیگناہ یوسفؑ کھڑے ہوئے اور اپنے آپکو ان سپاہیوں کے قبضے میں دیا۔ اور بسم اللہ کہہ کر ان کیساتھ ہولئے۔

نظم

قید خانے میں چلے مظلوم آہ
ایک مسافر خستہ و محکوم آہ

کیسی کجھولی جن کی صورت ہائے ہائے
قید خانے میں وہ صد افسوس جائے

کیا ستم برپا ہوا ہے مصر میں
ظلم یہ گویا ہوا ہے مصر میں

کس محبت سے لیا پہلے جسے
اور اپنا دل دیا پہلے جسے

آج وہ قیدی بنا افسوس ہے
آج وہ کس گھر چلا افسوس ہے

مظلوم یوسفؑ ایک سواری پر سوار کئے گئے اور پھر بہت سی سپاہ کی حراست میں قید خانہ کی طرف چلے رستے میں دو طرفہ مخلوق کا یہ عالم ہے کہ کھوے سے کھوا چھل رہا ہے صبح ہی سے جلوس قیدواں دیکھنے کیلئے اس رستے پر استادہ ہیں جو قید خانے کو جاتا ہے غرضکہ لکھوکھا مرد و عورت اور بچے آپ کا جلوس دیکھنے کے لئے کھڑے ہیں کہ اتنے میں پیارے مظلوم یوسفؑ کی سواری وہاں سے ہوکر گزری جن کے ہاتھوں میں لوہے کی زنجیریں پڑی ہوئی ہیں اور وہ ایک ایک کو دیکھتے اور مایوسانہ اپنی بھولی بھالی صورت دکھاتے ہوئے قید خانہ جارہے ہیں جب مخلوق نے آپکو اس حال میں دیکھا تو کسی سے ضبط نہ ہوسکا۔ نظم

رو دیئے چھوٹے بڑے پیر و جواں
بندھ گئیں مخلوق بھر کی ہچکیاں

مچ گیا کہرام اُس بازار میں
دیکھا جب یوسفؑ کو اس آزار میں

دست و پا دیکھے ہیں جب اُنکے بندھے
بھاری بھاری لوہے کی زنجیر سے

ضبط کوئی بھی نہ اُن میں کر سکا
سب نے رو رو کر کیا محشر بپا

شور برپا ہوگیا چاروں طرف
گر رہے تھے غش میں آکر صف بصف

کہہ رہے تھے سب زلیخا کو بُرا
ہائے ہائے ظالم یہ تو نے کیا کیا

ہائے اس ماہ لقا پر یہ ستم
وائے ہے اس باحیا پر یہ ستم؟

بے وطن یہ نازنین نوجواں ۔۔۔ مصر کو ظالم کہے گا بے گماں
الغرض آہ و بکا اتنی بڑھی ۔۔۔ جس سے شاہی محل میں ہلچل پڑی
آئی کانوں میں زلیخا کی صدا ۔۔۔ شور ماتم کا ہے اک محشر بپا
بولی یہ کیا غل ہے جو سنتی ہوں میں ۔۔۔ مصر والے آج کیوں بے چین ہیں
کوئی بولی اے زلیخا کچھ نہ پوچھ ۔۔۔ ہے قیامت آج برپا کچھ نہ پوچھ
جا رہا ہے تیرے قیدی کا جلوس ۔۔۔ رو رہا ہے جس پہ بس اک اک نفوس
اک قیامت مصر میں برپا ہے آج ۔۔۔ جان اپنی ہر کوئی کھوتا ہے آج
ہو گئی سُنکر زلیخا بے حواس ۔۔۔ اور پہنا جلد مردانہ لباس
آئی دوڑی اور گھبرائی ہوئی ۔۔۔ پاس یوسفؑ کے وہ شرمائی ہوئی
اور کہا چپکے سے اے جانِ جہاں ۔۔۔ تجھ پہ میں قرباں ہوں اے میرِ جہاں
دل مرا روتا ہے تیرے واسطے ۔۔۔ آنکھ بھر کر اب بھی مجھکو دیکھ لے
اور چل محلوں میں میرے ساتھ تو ۔۔۔ مان لے میری ذرا سی بات تو
پھیر کر منہ آپ نے اُس سے کہا ۔۔۔ اے زلیخا خوف کر اللہ کا!

نیز اُس وقت پیارے یوسفؑ کا جلوس کچھ ایسی شان رکھتا تھا جس سے زلیخا کے دل پر بھی ایک طرح کا خوف طاری ہوا اور جلدی سے وہ اپنی سواری کا گھوڑا موڑ کر محلسرا کی طرف واپس ہو گئی آہ وہ وقت حضرت یوسفؑ کے لئے وہ مبارک وقت تھا یعنی یہ کہ پیارے یوسفؑ کے گھوڑے کی رکاب پکڑے ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے نیز لکھو کھا فرشتے

آپ کے جلوس میں ہمرکاب تھے۔ آسمانوں کے دروازے بالکل کھلے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے مسافر وبے وطن قیدی وان کو نظر رحمت سے دیکھ رہا تھا۔ اسی لئے زلیخا وہاں ایک سانس بھی نہ ٹھیر سکی۔ غرضکہ چلتے چلتے جب قیدخانہ کا دروازہ سامنے آیا تو اسکی خوفناک صورت دیکھ کر مظلوم یوسفؑ زار وقطار رونے لگے اور اپنی بیکسی اور غریب الوطنی پر ان کا دل بھر آیا اور والدِ ماجد کو یاد کر کے آپ کی ہچکی بندھ گئی اور زبانِ حال سے آپ یہ فرماتے تھے اور روتے تھے۔ نظم

ہائے اے یعقوبؑ میری بے کسی ۔۔۔ ہائے بنیامین میری بے کسی
ہائے اے شمعون اے بھائی میرے ۔۔۔ اے یہودا آج یوسفؑ کیا کرے
قیدخانے میں چلا وہ بے خطا ۔۔۔ مصر میں اس پر ہوا محشر بپا
آپ جب بیحد حراسا ہو چلے ۔۔۔ بس وہیں جبریلؑ ظاہر ہو گئے
اور کہا یوسفؑ نہ گھبراؤ ذرا ۔۔۔ میں تمہارے ساتھ آتا ہوں چلا
اور سنو یہ حکم رب عرش کا ۔۔۔ ہے یہ ارشادِ خدائے دوسرے
تم مرے بندے میرے پیارے یوسفا ۔۔۔ قیدخانہ دیکھ کر تو رو دیا
اس میں جانے سے ذرا گھبرا نہیں ۔۔۔ ہاں تو تیرے ساتھ ہوں میں بالیقیں
باپ بھائی سے ہوں بڑھ کر تیرے ساتھ ۔۔۔ میں ترا ساتھی ہوں تو ہے میرے ساتھ

قیدخانے کا سماں

جب حضرت یوسفؑ قیدخانہ میں داخل ہوئے تو وہاں تمام قیدیوں میں ایک عید ہوگئی

اور عجیب سرور و شادمانی کا عالم ہوا۔ تمام قیدی بیحد خوش ہوئے اور کہا کہ چاند مصر سے غروب ہوکر قیدخانہ میں نکل آیا۔ زہے نصیب ہمارے اور زہے قسمت لکھا ہے کہ مظلوم یوسفؑ کے قیدخانہ میں داخل ہوتے ہی عزیز مصر یا زلیخا کا ایک قاصد آیا جس نے آکر قیدخانہ کے داروغہ سے کہا کہ یہ قیدی نہیں ہے بلکہ یہ ہمارا سرتاج ہے کسی خاص مصلحت سے چند روز کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے۔ اسکی خاطر و مدارات اس طرح کرنا جیسے کسی بادشاہ کی خاطر و مدارات کرتے ہیں اور دیکھو اسے کسی نوع کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ قیدخانہ کا داروغہ آپ کے ساتھ بہت خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ ادھر تمام قیدی آپ کی زیارت سے ہر وقت مالامال ہونے شروع ہوئے کچھ دن اس حالت میں گزرے تھے کہ محکمہ وزارت سے ایک اور حکم داروغہ کے نام آیا کہ قیدخانہ میں سب سے بہتر اور سب سے اچھا جو کمرہ یا مکان ہو اسے انتہا درجہ آراستہ و پیراستہ کیا جائے اور اُس کے فرش و سجاوٹ میں کوئی کسر باقی نہ رہے غرضکہ وزارت کی مدد سے تھوڑے ہی عرصہ میں قیدخانہ کا ایک مکان نہایت آراستہ و پیراستہ ہوگیا اور وہ خوشبوؤں سے معطر کیا گیا اور پھر حضرت یوسفؑ کو اس میں رہنے کا حکم دیا گیا۔

چنانچہ آپ اس میں مقیم ہوئے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ آپ کیلئے زلیخا قسم قسم کی نعمتیں اور طرح طرح کے کھانے تیار کر کے دو دو تین تین اور چار چار وقت بھیجتی ہے جس میں آپ قدرے قلیل نوش فرماتے ہیں۔ باقی ہمہ نعمتیں جملہ قیدیوں کو تقسیم فرما دیتے ہیں جنکیں عید ہو رہی ہے اور قیدخانہ ایک گل گلزار بن رہا ہے۔ وہاں بھی حضرت یوسفؑ کا یہی طرز عمل ہے کہ کبھی اس قالین پر نماز پڑھ رہے ہیں اور اُس فرش مخملی پر نیت باندھے کھڑے ہیں

اور اپنے معبودِ حق کی عبادت میں مصروف ہیں جب اس سے فارغ ہوتے ہیں تو وہی فراق والا کا غم اپنے دل میں تازہ کرنے ہو بیٹھتے ہیں اور آنسوؤں کا دریا بہاتے ہیں۔ زلیخا کی سنیئے کہ اس نے پیارے یوسفؑ کو اپنے پاس سے جدا کر کے قید خانہ بھیجنے کو تو بھیجدیا۔ اب دن چین ہے نہ رات چین ہر وقت روتی ہے اور آنسوؤں کے دریا بہا رہی ہے نیز اپنا دل بہلاتی ہے تو یوں بہلاتی ہے کہ قسم قسم کے کھانے خود اپنے ہاتھ سے پکانے بیٹھ جاتی ہے۔ شام ہوتی ہے تو اپنی محلسرائے کی چھت پر چڑھ کر دور سے قید خانہ کی دیواروں کو حسرت سے دیکھتی ہے اور زار و قطار روتی ہے پھر جب رات ہوتی ہے تو مردانہ لباس پہنکر قید خانہ پہنچ جاتی ہے اور اس کے چاروں طرف پھرتی ہے اور کسی روشندان یا کھڑکی میں منہ ڈال کر پیارے یوسفؑ کی جھلک دیکھ کر اپنے دل میں کسی قدر تسلی دیتی ہے اور کبھی رات کے وقت بستر غم پر لیٹ کر تارے گنتی ہے اور یہ کہہ کر روتی ہے

نظم

ہائے میں نے خود ہی اپنی جان کو ضائع کیا
ہائے میں نے اپنے ہاتھوں آپ ہی کاٹا گلا

حیف میری شومیٔ قسمت میری گردش کے دن
پھر مرے سر آ چڑھا ہے کیا وہی فرقت کا جن

پھر وہی پہلی سی راتیں اور وہی دن آ گئے
پھر وہی یوسفؑ پیارے تم مجھے ترسا گئے

پھر وہی دردِ فراقِ یوسفیؑ پیدا ہوا
پھر وہی ہجر و جدائی کا مجھے سودا ہوا

پھر وہی آنکھوں سے دریا آنسوؤں کا ہے رواں
پھر وہی سینہ سے گھٹ گھٹ کے نکلتا ہے دھواں

آبلے دل کو اسی صورت سے پھر تا رہے ہوئے
خود چھری پھیری ہے میں نے ہائے اپنے ہاتھ سے

کیا مری شامت نے یہ دھکا دیا تھا حیف حیف
پاس سے اسکو جدا کیوں کیا تھا حیف حیف

قید خانہ اسکو بھیج خود قفس میں آ گئی | ساتھ ایک قیدی کے گویا قید میں بھی ہوگئی
ہائے قیدی واں ہیں تیرے لئے بیچین ہوں | ہاتھ بس مَل مَل کے روتی ہوں کہ اب میں کیا کروں

قیدیوں کے خواب

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ؕ

یعنی اللہ پاک فرماتا ہے کہ جس روز یوسفؑ قید خانہ میں گئے ہیں تو اُنکے ساتھ دو شاہی قیدی بھی داخل ہوئے جن کی نسبت تفسیر معالم وغیرہ میں لکھا ہے کہ ایک اُن میں بادشاہ مصر کا طباخ یعنی کھانا کھلانے والا تھا اور دوسرا ساقی یعنی پانی پلانے والا۔ جنکی نسبت یہ شبہ کیا گیا تھا کہ اُنہوں نے بادشاہ ریان کے کھانے پینے کی چیزوں میں زہر ملایا ہے۔ غرضکہ اس شبہ میں دونوں قید خانہ بھیجے گئے تھے۔

چنانچہ اور بہت سے قیدیوں کے ساتھ وہ دونوں قیدی بھی اکثر حضرت یوسفؑ کی خدمت میں آ کر بیٹھتے اور آپ سے فیضانِ صحبت لیتے تھے۔ آپکا معمول تھا کہ آپ تمام قیدیوں کی جسمانی و روحانی دونوں خدمتیں کرتے تھے جسمانی خدمت یہ کہ انہیں طرح طرح کی نعمتیں کھلاتے اور روحانی خدمت یہ کہ خدا تعالےٰ کی سچی توحید انہیں سکھاتے اور اُنہیں مسلمان کرتے۔ چنانچہ بہت سے بُت پرست قیدیوں کو آپ نے مسلمان کیا اور شانِ نبوت کا آپ وہاں بھی پورا پورا ثبوت دیتے رہے۔ نیز اُن میں کوئی خواب دیکھتا اور بیان کرتا تو آپ اُس کی نہایت صحیح اُترنے والی تعبیر دیا کرتے تھے۔ غرضکہ اُن دنوں مصر کے قید خانہ میں ایک عجیب شانِ خداوند ظاہر ہو رہی

تھی۔ اتفاق سے ایک روز ساقی نے خواب دیکھا جو حضرت یوسفؑ سے تعبیر لینے کیلئے حاضر ہوا۔ یہاں شاہی کھانا کھلانیوالا طباخ بھی اتفاق سے بیٹھا ہوا تھا جس کے سامنے ساقی نے آکر حضرت یوسفؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میں نے ایک خواب دیکھا ہے وہ یہ کہ ایک نہایت سرسبز باغ ہے جس میں ایک انگور کا درخت ہے اور تین خوشے انگور کے اس میں لگے ہوئے ہیں اور خاص بادشاہ کے پانی پینے کا کٹورہ میرے ہاتھ میں ہے اور میں ان تینوں انگور کے خوشوں کا عرق اس کٹورے میں نچوڑ رہا ہوں اور بس۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ اَحَدُهُمَا اِنِّیْ اَعْصِرُ خَمْرًا۔ یعنے ایک نے ان میں سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں انگوروں کو نچوڑتا ہوں۔ ساقی کا یہ سچا خواب سنکر طباق نے ایک جھوٹا خواب گھڑا اور کہا اور کہا کہ ہاں حضور! میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے کہ وہ یہ کہ

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ۔ یعنی دوسرے شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں شاہی باورچیخانے میں ہوں اور روٹیوں کا ایک دسترخوان میرے سر پر ہے نیز میرے سر پر جانور منڈلا رہے ہیں اور وہ روٹیاں اچک اچک کر اس خوان پر سے لیجاتے ہیں اور خوب کھاتے ہیں یہ کہکر ان دونوں نے حضرت یوسفؑ سے کہا (یعنے) اے یوسفؑ ہمیں ان خوابوں کی تعبیر بتاؤ کہ ہمیں تم بڑے نیکوکار معلوم ہوتے ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا۔ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا (یعنے) جو کھانا عنقریب تم کو ملنے والا ہے وہ پاس آکر نہیں رکھا جائیگا کہ اس سے پہلے میں تمہارے خواب کی تعبیر بتاؤں گا۔ یہ سنکر وہ جھوٹا باورچی کہتا

ہے کہ اس قسم کے ذکر اذکار رمل والوں اور نجوم دیکھنے والوں سے ہم نے بہت سن رکھے ہیں آپ بھی کچھ اسی قسم کی باتیں بتائیں گے جس پر حضرت یوسفؑ کو گونا ملال ہوا اور نبوت کی باتوں کو نجوم سے تشبیہہ دینے پر آپ کو ایک طرح کا جلال آیا اور آپ نے بطور وعظ کے نہایت زور کی تقریر شروع کی جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں نقل فرماتا ہے:۔ **نظم**

ایک نبی کا وعظ سنئے ناظرین — جو نبیؑ ابن نبیؑ ہیں بالیقین
نقل ہے یہ وعظ بس قرآن میں — جو کہ یوسفؑ نے کہا زندان میں
وعظ اور واعظ سے کیوں بد دل ہیں لوگ — اور دونوں سے اُنہیں چڑھتا ہے سوگ
موت کو بھولے ہوئے ہیں ایسے لوگ — ذکرِ حق سے جن کے قلبوں میں ہے روگ
قبر میں مٹی پڑے گی اُن پہ جب — آشکارہ اُن پہ ہو جائے کا سب
وعظ سے نفرت کا آئے گا مزا — جب وہاں دی جائے گی اُنکو سزا
کان بندے کو ملے تھے اس لئے — تاکہ وہ ذکرِ خدا اُن سے سُنے
جن سے بس گانے بجانے ہی سُنے — ذکرِ مولا کے لئے یہ بند تھے
ڈھولکی سُننے میں جاگے رات بھر — وعظ میں بیٹھے تو اونگھے سر بسر
میں بتاتا ہوں تمہیں اس کا سبب — ہیں تو بندے اُس کے لیکن بے ادب
خوفِ حق اُن میں نہیں ہے نام کو — کس قدر بھولے ہیں ہم انجام کو
واسطہ حق سے پڑے گا ایک دن — پردۂ غفلت سے اُٹھے گا ایک دن
ہاتھ سر پہ رکھ کے وہ روئیں گے لوگ — ذکرِ حق سے جن کو یاں چڑھتا ہے سوگ

حضرت یوسفؑ کا وعظ

ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّۃَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّۃَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا کَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ۝ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ؕ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّہٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِہٖ ؕ

ترجمہ:- لوگو! میرے پروردگار نے جو کچھ کہ مجھے علم عطا فرمایا ہے اسمیں ایک یہ پہلی بات ہے کہ میں خواب کی تعبیر بتاؤں اور میں تو پیدائش سے اُن لوگوں اور اُس قوم سے کنارہ کش ہوں جو خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان نہیں رکھتے اور قیامت کے منکر ہیں اور میں اپنے باپ دادا یعنی ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے مذہب پر ہوں، نیز ہم جماعت انبیاء اس بات کے سخت مخالف ہیں کہ خدا کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کریں اور یہ محض ہم پر اور ہم جیسے پختہ اعتقاد والوں پر اللہ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ اس توحید کی نعمت کا شکریہ نہیں کرتے اور اے میرے قفس کے ہم نشینو! بھلا تم یہ بتاؤ کہ بند صنم

کے لئے متفرق اور مختلف خدا بہتر ہیں یا ایک زبردست خدائے وحدہٗ لاشریک بہتر ہے؟ لوگو! اس اکیلے خدا کو چھوڑ کر تم جن کی پرستش کرتے ہو وہ صرف نام ہی کے خدا ہیں جن کو تم نے اور تمہارے بڑوں نے اپنے دل سے یا اپنے ہاتھوں سے بنا کر خدا کہنے لگے ہیں۔ کیونکہ خدائے وحدہٗ لاشریک نے ان بنائے ہوئے معبودوں کی تائید میں آسمان سے کوئی سند نازل نہیں کی ہے۔ پس یاد رکھو کہ ہر دو عالم میں صرف اللہ ہی کی حکومت ہے اور یہی اُس کا حکم ہے کہ خاص اللہ ہی کی عبادت کرو۔ کہ یہی صراطِ مستقیم اور یہی خدا کی مرضی کا سیدھا راستہ ہے لیکن تعجب ہے کہ بہت لوگ خدا کی اتنی کھُلی کھُلی نشانیوں کے بعد بھی اُس سے بے خبر ہیں۔ اور اے قیدخانہ کے دو صاحب! جس نے انگور کا درخت خواب میں دیکھا ہے خبردار ہو کہ تو آج کے تیسرے روز قید سے رہا ہو کر بدستور سابق شاہ ریان کا ساقی بنے گا اور اے وہ شخص جس نے روٹیاں اپنے سر پر خواب میں دیکھی ہیں سن رکھ! کہ تو آج کے تیسرے روز پھانسی پر چڑھا دیا جائے گا۔ اور اڑتے ہوئے جانور تیرے سر کا بھیجا نوچ نوچ کر کھائینگے۔ پس آپ کی تقریر دلپذیر یہانتک پہنچی تھی کہ وہ باورچی یعنی بادشاہ کا کھانا کھلانے والا کھڑا ہو گیا۔ اور اُس نے غل مچا کر کہا۔ نہیں نہیں حضور! میں نے کوئی خواب مواب نہیں دیکھا بلکہ میں نے مسخرے پن سے ساقی کی ریس میں ایک جھوٹا خواب گھڑ کر آپ کے سامنے بیان کر دیا۔ حضرت یوسفؑ نے اُس کے جواب میں فرمایا۔ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ؕ (یعنی) اب کچھ نہیں ہو سکتا جس بات کو تو نے پوچھا تھا اُس کا جواب مل چکا ہے۔ اور اب البیاہی

ہی ہو کر رہے گا۔

نظم

لکھا لوح قسمت کا مِٹتا نہیں
کہیں رُکتی ہے لب پہ آئی ہوئی
اگر تول کر بولنا سیکھ لیں
سُنا تم نے یوسف پیمبر کا وعظ
بیاں کیسا توحیدِ خالق کا تھا
فقط ذکرِ توحید کرتے تھے سب
نبی جتنے آئے اسی واسطے

پلٹ جائیں گو آسمان و زمیں
دہن سے جو نکلی پرائی ہوئی
تو پھر کیوں بری بات منہ سے کہیں
اگرچہ سُنا ہوگا اکثر کا وعظ
یہی عام نبیوں کا شیوہ رہا
زباں پر تھا سب کے فقط ذکرِ رب
کہ انسان واقف ہو توحید سے

تعبیر کا پورا ہونا

حضرت یوسف علیہ السلام نے جو جو تعبیریں اُن خواب دیکھنے والوں کو دیں تھیں وہ اب پوری ہوتی ہیں۔ اور اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ اُس وعظ کے دن سے جب تیسرا دن ہوا تو شاہی حکم سے بادشاہِ مصر کے چند سوار علی الصبح قید خانہ پر پہنچے اور ساقی اور باورچی دونوں قیدیوں کو نکال کر اور اپنی حراست میں لیکر بادشاہ کیلئے دربار میں حاضر ہوئے اور اُن دونوں کو پیش کر دیا۔ جہاں اُن کا مقدمہ پیش ہونیکے تمام گواہ شاہد سب پہلے سے موجود تھے۔ پس جاتے ہی اُنکا مقدمہ شروع ہو گیا۔ اوّل مُدعی یعنی شاہی مُخبر نے اپنا اظہار دیا۔ جس میں اُس نے بیان دیا کہ حضور کے کھانے اور پینے میں زہر

ملایا جس کی تائید میں چند گواہ پیش ہوئے ۔ اور انہوں نے اپنی عینی شہادت دی کہ حضور! جس روز ان دونوں ملزموں پر الزام عائد ہونیوالا تھا تو ہم حضور کے دربار میں حاضر تھے چنانچہ بچشم خود دیکھا کہ یہی مدعی یا مخبر دسترخوان پہ حضور کے سامنے آیا اور دست بستہ اس نے عرض کیا کہ آپکے کھانے اور پانی میں زہر ملایا گیا ہے ۔ یہ سنتے ہی حضور نے اپنے سامنے سے وہ کھانا اٹھوا دیا اور حکم دیا کہ باورچی کو یہ کھانا کھلایا جائے ۔ چنانچہ خدام نے ہرچند وہ کھانا باورچی کو کھلانا چاہا ۔ مگر اس نے نہیں کھایا اور اسکے کھانے سے سخت انکار کیا ۔ پھر حضور نے پانی کا گلاس بھی اٹھوا دیا ۔ اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ پانی اس ساقی کو پلایا جائے ۔ چنانچہ حضور کا یہ حکم سنتے ہی بغیر اس کے کہ کوئی خادم اس سے پینے کیلئے کہے فوراً یہ ساقی وہ پانی کا گلاس سارا کا سارا پی گیا اور اس پر زہر کا کچھ اثر نہیں معلوم ہوا ۔ اسکے بعد ملزموں کے بیان ہوئے ۔ اوّل ساقی پیش ہوا ۔ اور اس نے کہا کہ حضور! میں نے اگر پانی میں زہر ملایا ہوتا تو میں خود کیوں پی لیتا ۔ میری نسبت غلط اتہام ہے چنانچہ بادشاہ ریان نے ساقی کو حکم سنایا کہ ہم نے تجھ کو بری کیا اور ہم حسب دستور سابق اسی طرح اپنے ساقی کی خدمت پر مامور فرماتے ہیں اور اس باورچی کو بغیر اسکے بیان و اظہار کے پھانسی کا حکم سناتے ہیں ۔ القصہ اسی وقت ساقی اپنی خدمت پہ مقرر ہو گیا اور باورچی پھانسی پر لٹکا دیا گیا ۔ اور عرصہ تک اُسکی لاش وہیں لٹکی رہی ۔ جس کو چیل کوّے نوچتے رہے :-

نظم

کیا جزا اور کیا سزا اُن کو ملی	خواب کی تعبیر کیا پوری ہوئی

جو کہا یوسفؑ نے بس وہی ہوا
خواب کا گھڑنا ستم ہے دوستو
اپنے دل سے جو بنا لیتے ہیں خواب
خواب کے بارے میں تم ڈرتے رہو
وحی خالق کا بس اک جزو ہے یہ
الغرض یوسفؑ نے جو تعبیر دی

ہو بہو صادق ہوا اُن کا کہا
دیکھو تم اس سے بہت بچتے رہو
اُن کو بس دنیا ہی میں بس ہوگا عذاب
چپ رہو یا جانچ کر منہ سے کہو
خواب کہتا ہے جسے تو اے اخی
ساقی و طباخ پر صادق ہوئی

ساقی کی سفارش

جب ساقی و طباق قید خانہ سے چلے ہیں تو حضرت یوسفؑ نے ساقی کو اپنے پاس بُلا کر کہا کہ تم بادشاہ زیان کے پاس جاتے ہو اور میرا جہاں تک خیال ہے اپنے قدیمی عہدے پر ہی تم مامور ہوگے۔ پس جب تم اپنے کام پر مقرر ہو جاؤ تو ہمارا ایک کام کرنا وہ یہ کہ بادشاہ سے میری سفارش کرنا۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالَ الَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ط (یعنے) جس شخص کی نسبت یوسفؑ نے یہ سمجھا تھا کہ اسے نجات مِل جائے گی۔ اس سے کہا کہ اپنے بادشاہ سے میرا ذکر کرنا (جس نے آپ سے وعدہ کیا۔ آگے خدا فرماتا ہے ۔

فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ (یعنے) ساقی جب اپنی قدیمی خدمت پر معمور ہو گیا تو اُس نے بادشاہ سے یوسفؑ کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ اور اُسے شیطان نے بھلا دیا اور اب

وہ اپنے بادشاہ کے قرب حضوری میں محو ہو کر یوسفؑ کا ذکر کرنا بھول گیا ادھر قید خانہ کی سُنئے کہ حضرت یوسفؑ روزانہ اس انتظار میں ہیں کہ ساقی نے بادشاہ سے آج ذکر کیا ہوگا اور آج مجھے رہائی ہوگی۔ مگر ہاں کیسا ذکر اور کیسی رہائی۔ عرصہ گذر گیا مگر رہائی کا وہم وگمان تک بھی نہیں اور ساتھ ہی اسکے حضرت یوسفؑ کیلئے یہ اور بھی رنج وغم کا سبب ہوا کہ آپ کے پاس کبھی حضرت جبریلؑ آجاتے تھے وہ بھی آنے موقوف ہو گئے جس سے آپ کیلئے قید خانہ درحقیقت قید خانہ ہو گیا۔ اور آپ رات دن وہاں سے نکلنے کیلئے ہر وقت بے چین ہیں اور روتے ہیں تفسیر معالم میں حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ عرصہ کے بعد ایک روز قید خانہ میں جبریل علیہ السلام تشریف لائے جن کو یوسف غم رسیدہ نے پہچانا اور بے قرار ہو کر کہا:۔ **نظم**

ایک عرصہ سے کہاں تھے اے اخی — قید کی تکلیف مجھ پر بڑھ گئی
دل مرا گھبرا رہا ہے کیا کروں — کیونکہ میں اس سے رہائی پا سکوں
تم نے بھی افسوس آنا کم کیا — غم غلط کچھ جس سے ہوتا تھا مرا

جبریلؑ امین

آپ کو مولا نے بھیجا ہے سلام — اور یہ کہلا کے بھیجا ہے پیام
تم نے ساقی سے رہائی کو کہا — کیا رہا میں تم کو کر سکتا نہ تھا؟
قید تم نے مجھ سے مانگی میں نے دی — پھر رہائی کیوں نہ مجھ سے مانگ لی

اس کے بعد حضرت جبریلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے یوسفؑ مجھے اپنی شانِ جلالی کی قسم جتنے حرف تم نے ساقی سے رہائی طلب کرنے اور آس سے

سے سفارش کرنے کیلئے زبان سے نکلے ہیں۔ یعنی اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ۔ یعنی اپنے بادشاہ سے میرا ذکر کرنا۔ اس کے بارہ حروف ہیں۔ لہذا بارہ برس تک میں تمہیں قید خانہ میں رکھونگا یہ حکم عتاب آمیز سنکر پیارے یوسفؑ تھر تھر کانپنے لگے اور اپنی اس لغزش پر اس قدر روئے کہ آپ کی ہچکی بندھ گئی اور پھر حضرت جبرئیلؑ سے کہا کہ بتائیے کہ مولا مجھ سے ناراض تو نہیں ہوا، جواب ملا کہ نہیں ناراض نہیں ہے بلکہ ہر آن تمہیں دیکھ رہا ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سنکر پیارے یوسفؑ نے فرمایا کہ اگر میرا مولا مجھ سے ناراض نہیں اور ہر وقت وہ میرے ساتھ ہے تو مجھے یہ بارہ برس اور قید خانہ میں گذار دینے مشکل نہیں۔

نظم

جو رضا اُس کی وہی میری رضا	اُس کا میں بندہ ہوں وہ میرا خدا
مجھ کو بس اُس کی رضا مطلوب ہے	جیتے جی مجھ کو یہی محبوب ہے
اور اگر راضی ہے اور خوشنود ہے	نعمت دارین بس موجود ہے
اُس کی ناراضی قیامت ہے ستم	جھیلنا مشکل ہے اُس کا ایک دم
خیر اس میں ہے کہ وہ راضی رہے	چاہیئے بندہ اُسے راضی رکھے

عجیب سوال وجواب

حضرت یوسفؑ:۔ اے اخی جبرئیلؑ! یہ تو بتاؤ کہ مجھے علاوہ غلامی کی ذلت کے قید خانہ کی ذلت اور یہاں کے رنج و ملال میں کیوں مبتلا کیا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جبرئیلؑ امین:۔ اے اخی یوسفؑ! مصر کی عورتوں سے تنگ آکر آپ نے اس معاملے کو خدا پر کیوں نہ چھوڑا اور اُن سے بچنے کے لئے قید خانے میں جانے کی اللہ سے کیوں دعا کی۔ اس کا کیا سبب ہے؟

حضرت یوسفؑ:۔ اپنے دل میں سخت منفعل اور نادم ہو کر فی الحقیقت میں نے رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ یعنی قید خانہ کو میں زیادہ پسند کرتا ہوں۔ کہا جس کا میں خود قائل ہوں اور سخت نادم ہوں۔

جبرئیلؑ امین:۔ اے یوسفؑ! اللہ تعالیٰ تم سے یہ سوال کرتا ہے کہ تم کو یہ حُسن عالم تاب کس نے دیا؟ اور یعقوبؑ سا مہربان اور بے انتہا محبت کرنیوالا باپ کس نے عطا فرمایا؟ اور اندھیرے کنوئیں میں سے کس نے نکالا؟ اور علم تعبیر کس نے دیا؟ اور زلیخا سے بچکر بھاگنے میں سات دروازوں کے قفل کس نے کھولے؟

حضرت یوسفؑ:۔ شانِ کبریائی و فضلِ مولا کے بیحد احسانات پر روتے ہوئے فرمایا۔

نظم

اُسی نے دیا مجھ کو حُسنِ جہاں	اُسی نے کیا باپ بھی مہرباں
اُسی نے نکالا کنوئیں سے مجھے	اُسی نے دیئے علم بس خواب کے
اُسی نے ہی کھولے ہیں وقفل سات	وہی فضل والا ہے عالی صفات

جبرئیلؑ امین

سُنو یوسفا! حکم ربِّ کریم	کہ جس کا نہیں ہے شریک وسہیم

وہ کہتا ہے جب میں ہوں سب سے بڑا
قسم ہے مجھے اپنی یکتائی کی
رہا تم کو کرتا اُس اعزاز سے
مگر تم تو بھولے مجھے اِس قدر

تو پھر تم نے ساقی سے کیوں کچھ کہا
تمہاری دعا کی فقط دیر تھی
کہ تم یاد کرتے مجھے ناز سے
مرا نام تک بھی نہ آیا مگر

اس آخری ارشادِ خداوندی پر حضرت یوسفؑ کی ہچکی بندھ گئی اور وہ روتے روتے بیہوش ہوگئے پھر تھوڑی دیر میں ہوش آیا تو مولا کی جناب میں عرض کیا خداوندا! میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور تیری حضوری میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ ہر اچھے اور بُرے وقت میں کبھی تجھ کو نہ بھولوں گا ۔

کرم ہے تیرا مجھ پہ ربِ کریم
کہ غفار ہے تو غفور الرحیم

حضرت یوسفؑ: ۔ اے اخی جبریلؑ! یہ تو فرمائیے کہ میرے والدِ ماجد کی بھی آپ کو خبر ہے، کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ اور کیا اُن پر گذر رہی ہے؟

جبریلؑ امین: ۔ اے اخی یوسفؑ! تمہارے والد حضرت یعقوبؑ تمہارے فراق میں روتے روتے نابینا ہوگئے ہیں اور ایک غم کی کوٹھڑی میں بیٹھے ہوئے ہر وقت تمہارے لئے روتے ہیں اور مخلوق سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے ۔

حضرت یوسفؑ: ۔ اے اخی جبریلؑ! یہ تو بتایئے کہ اس درجہ فراق کا غم اور الم حضرت یعقوبؑ کو کیوں دیا گیا ہے؟ اور اس نازک حالت کو انہیں کیوں پہنچایا گیا ہے؟

جبریلؑ امین: ۔ اے اخی یوسفؑ! یہ رنج والم اور اس درجہ حزن وملال انہیں اسلئے

دیا گیا ہے کہ اُن کے دل میں سوائے خدا کی محبت کے تمہاری محبت زیادہ ہوگئی تھی اور خدا کو یہ بات بالکل ناپسند ہے کہ بندہ کسی بندے سے اسقدر گہری محبت رکھے۔

حضرت یوسفؑ:۔ اے اخی جبریلؑ! بھلا پھر یہ تکالیف و مصائب جو وہ اٹھا رہے ہیں اسکا کچھ اجر و صلہ بھی انہیں ملیگا؟ یا یہ رنج و اَلم اُن کا بیکار جائیگا۔

جبریلِ امین:۔ اے اخی یوسفؑ! نہیں بیکار نہیں جائیگا۔ بلکہ خدائے رحیم و کریم ہر روز اُن کو ایک شہید کا ثواب دے رہا ہے۔

نیز تفسیر کشاف میں ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ ایک روز ہمارے آقائے نامدار جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ سے دریافت فرمایا کہ اے اخی جبریلؑ یوسفؑ کے فراق میں حضرت یعقوبؑ کی اُلفت کا یہ اندازہ تھا جیسے ستر مائیں اپنے اکلوتے فرزندوں کے گم ہو جانے میں بے چین اور بیقرار ہوں اور اپنی جان کو خاک میں ملائیں۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے جبریلؑ! یعقوب علیہ السلام کو اس حزن و غم اور فراقِ فرزند میں کچھ ثواب بھی ہوگا؟ جبریلؑ نے فرمایا کہ حضرت یعقوبؑ کو ہر روز ستّر شہیدوں کا ثواب ملتا تھا اور یہ ایک دو دن نہیں بلکہ پورے بتیس برس حضرت یعقوبؑ اپنے فرزند یوسفؑ کے فراق میں روئے ہیں جس میں ہر دن اور ہر روز ستّر ستّر شہیدوں کا ثواب ملا ہے۔ "اللہ اکبر"

نظم

آہ اے یعقوبؑ تم کیا چیز تھے	غم الم اتنے برس جھیلا کئے

کیسا سینہ ہوگیا ہوگا کباب
چھلنی چھلنی ہو گیا ہوگا جگر
سُننے والے سُن نہیں سکتے جسے
آہ! اے اسرائیلؑ! بس حد ہوگئی

حالتِ دل کیا ہوئی ہوگی کباب
ہجرِ یوسفؑ کی طوالت اس قدر
آہ تم اتنے برس روتے رہے
اس اَلَم کی بس تمہیں پر بس ہوئی

بادشاہ مصر کا خواب

حضرت یوسف علیہ السلام کو قیدخانہ میں رہتے رہتے جب بارہ برس کی ایک مدت دراز گزر گئی اور بموجب ارشادِ خداوندی۔ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ۔ یعنے سالہا سال کی مدت جب وہ قیدخانے میں گزار چکے تو اب منظورِ ایزدی ہوا کہ یوسفؑ قیدخانہ سے رہا ہوں۔ جس کیلئے بہتر سے بہتر سامان غیب سے شروع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک رات بادشاہ ریان عجیب وغریب خواب دیکھتا ہے جس سے وہ نہایت خوفزدہ ہوکر علی الصبح تمام مدبرین و وزراء اور حکماء کو جمع کرکے انکے سامنے وہ اپنا خواب بیان کرتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں نقل فرماتا ہے۔ وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ط یٰٓاَیُّھَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ کُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ط

یعنے بادشاہ مصر نے کہا کہ اے میرے عقلائے ملک! آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنکو سات دبلی پتلی سوکھی گائیں کھائے چلی جاتی ہیں

اور پھر یہ دیکھا کہ سات ہری بالیں ہیں جن پر سات خشک بالیں چھائی ہوئی ہیں اور ہری بالوں کو انہوں نے دبا لیا ہے۔ پس اے اہل دربار! اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو تو جلدی بتاؤ کیونکہ مجھے اس خواب سے خوف معلوم ہو رہا ہے اور رات سے میں سخت پریشان ہوں یہ سنکر تمام مدبرین و عقلا دم بخود اور ساکت بیٹھے رہے کسی نے ہوں تک نہیں کی اور اس زبردست خواب کی کوئی تعبیر اُن کی سمجھ میں نہ آئی۔ بادشاہ نے پھر کہا کہ میرے خواب کی تعبیر بتاؤ۔ جس پر وہ لوگ مجبوری اور لاچاری کا جواب دینے لگے اور کہا:۔

قَالُوٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ج وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ۝ (یعنی) اے بادشاہ! یہ آپکے محض خیالات پریشان ہیں اور ایسے پریشان خیالات کی تعبیر ہمیں دینی نہیں آتی۔ اُس وقت بادشاہ کی حضوری میں وہ ساقی بھی موجود تھا جس نے بادشاہ کا خواب اور عقلائے دربار کا عاجزانہ جواب سُنا! بس اُسی وقت اسکو حضرت یوسفؑ یاد آگئے اور پیارے یوسفؑ کیلئے اُسکے آنسو نکل آئے اور اپنے دل میں کہا کہ افسوس آج پورے بارہ ۱۲ برس کے بعد وہ مجھے یاد آئے۔ غرضکہ وہ اپنے آنسو پونچھ کر اور بادشاہ مصر کی طرف متوجہ ہو کر دست بستہ عرض کرنے لگا۔ جیسے اللہ پاک نقل فرماتا ہے:۔ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝ یعنے ایک وہ شخص جوان دو قیدیوں میں سے رہائی پاچکا تھا اور اب ایک مدت کے بعد یوسفؑ کا پیغام یاد آیا تو اُس نے کہا کہ ذرا کی ذرا اگر مجھے حضور قیدخانہ تک جانے کی اجازت عطا فرمائیں تو میں وہاں سے واپس آکر حضور کے خواب کی تعبیر ہو بہو بیان کردوں

ساقی کی یہ بات سُنکر بادشاہ اور تمام عقلائے مصر متعجبانہ نظروں سے اُسے دیکھتے ہیں اور حیرت زدہ ہوکر چند مدبرین ساقی سے کہتے ہیں۔ نظم

روک اَے ساقی ذرا اپنی زبان ۔۔ تو کہاں اور یہ اولوالعزمی کہاں
خواب ہے یہ شاہِ والا جاہ کا ۔۔ تجھ سے اور تعبیر سے کیا واسطا
سخت گستاخی ہے اس میں بولنا ۔۔ جرم ہے یاں یوں زباں کو کھولنا

سُن کے ساقی نے دیا اُنکو جواب ۔۔ شاہ کو مطلوب ہے تعبیرِ خواب
میں بتاؤں گا بتاؤں گا ابھی ۔۔ رہنے دیجے آپ اپنی خود سری
اذنِ شاہی پر ابھی بنتا ہے کام ۔۔ اور ابھی تعبیر ملتی ہے تمام

بادشاہ زیاں یہ سوال وجواب سُنکر ہمہ تن ساقی کی طرف متوجہ ہوگیا اور کہا کہ اے ساقی! تیرا اس مضبوطی سے کہنا اگرچہ میرے دلکو گونا اطمینان دلاتا ہے کہ تو ضرور میرے خواب کی تعبیر کہیں سے لائیگا تاہم ظاہر کرنا ہوگا کہ آخر وہ کیا شے ہے جسکے ذریعہ سے تو تعبیر لے آئیگا؟ ساقی دست بستہ بادشاہ کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ حضور یوسفؑ نامی ایک نوجوان مصر کے قیدخانہ میں ہے جس نے مجھے اور طباق کو تعبیر دی تھی اور یہ کہا تھا کہ ساقی آج کے تیسرے روز اپنے قدیمی عہدہ پر مامور ہوگا اور طباق آج کے تیسرے دن پھانسی پا جائیگا۔ چنانچہ ہو بہو ایسا ہی ہوا یعنی تیسرے روز میں اپنے عہدے پر بحال ہوگیا اور طباخ پھانسی پاگیا اس بنا پر میں نہایت وثوق کیساتھ کہتا ہوں کہ وہ نوجوان یوسفؑ جو بڑا عبادت گزار اور بڑا نیک و صالح انسان ہے وہ آپکے خواب کی اتنی سچی تعبیر دیگا جسکا جواب نہیں یہ سنتے ہی بادشاہ نے اُسے اجازت دی اور ساقی وہاں سے

اُسی وقت روانہ ہو گیا اور داروغہ جیل سے اجازت لیکر قید خانہ میں داخل ہوا اور نہایت نادم صورت لیکر حضرت یوسفؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ساقی کو دیکھا اور اُسے خوب اچھی طرح پہچانا اور اپنے دل میں کہا۔ **نظم**

یہ وہی ساقی ہے جس کی بات پر	بڑھ گئی تھی قید میری تا بسر
یہ وہی ساقی ہے جس کے سبب	مدتوں ناخوش رہا ہے مجھ سے رب
یہ وہی ہے جسکے ہاتھوں یہ ہوا	اب تلک میں قید خانہ میں رہا

حضرت یوسفؑ کی تعبیر

القصہ ساقی اپنی شرمندہ صورت لئے ہوئے آپکے سامنے آکر کھڑا ہوا اور بہت کچھ عذر معذرت کرتے ہوئے کہا کہ حضور معاف کیجئے گا۔ میں بالکل بھول گیا اور بادشاہ کی خدمت میں آپکی سفارش کرنی مجھے یاد نہ رہی۔ اب چونکہ خود بادشاہ کو ایک زبردست خواب نظر آیا ہے اور میں نے آپکی سچی تعبیر دیتے کا حال بادشاہ سے بیان کیا ہے مگر حضور اکیا کروں جس خواب کی تعبیر آپ سے لینے آیا تھا وہ میں بھاگا دوڑی میں بھول گیا۔ آپنے فرمایا "گھبرا نہیں تو بھول گیا ہے مگر میرا مولا تو نہیں بھولا ہے وہ سب کچھ بتا دیگا" تھوڑا توقف کرنے کے بعد حضرت یوسفؑ خود ہی فرماتے ہیں کہ سات موٹی گائیں اور سات ہری بالیں اس بات کی علامت ہیں کہ مصر میں سات برس تک نہایت سستا سماں اور بڑی خوشحالی ہوگی اور وہ سات دُبلی گائیں اور سات خشک بالیں اس بات کی دلیل ہیں کہ سات برس انتہا درجہ

کی قحط سالی اور بڑی مصیبت کے دن آئینگے ۔ ساقی یہ سنتے ہی بادشاہ کی خدمتمیں پہنچا اور یہ خوفناک تعبیر بادشاہ کے آگے بیان کی ۔

نظم

حال سُنیئے بادشاہِ مصر کا — سُن کے یہ تعبیر وہ سُن ہو گیا
دیر تک وہ غوطہ زن اس میں رہا — حیف یہ ساقی نے آکر کیا کہا
پھر سنبھل کر یہ کہا ساقی سنبھل — عقل میں تیری نہ آیا ہو خلل
ہوش کی لے دیکھ کیا کہتا ہے تو — میرے آگے اور یہ تیری گفتگو؟
پھر کہا ساقی نے ہاں ہاں اے حضور — اس کا فرمانا یوں ہی ہوگا ضرور

اب تو بادشاہ اپنے دل میں بڑا حیران ہوا اُس نے ساقی سے کہا کہ آخر وہ کون ایسا مبارک شخص ہے جسکی بات ضرور پوری اُترتی ہے اور اسکی تعبیر بالکل سچی ہو کر رہتی ہے، ساقی نے پیارے یوسفؑ کی داستان شروع کی اور کہا کہ وہ ایک جوان ہے جسکے متعلق ایک زمانہ میں تمام مصر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور شاید حضور نے بھی اس مبارک ذات کی زیارت کی تھی اب صورت حال یہ ہے کہ مدت دراز سے وہ قید خانہ میں ہے اور وہ نوجوان غریب الوطن یہ بھی کہتا ہے کہ عزیز مصر اور زلیخا نے مجھے بلا وجہ قید خانہ بھیج رکھا ہے حالانکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا نیز وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میں شہر کنعان کا رہنے والا ہوں اور حضرت یعقوبؑ اسرائیل اللہ کا فرزند ہوں اور میرے بھائیوں نے بوجہ رشک وحسد کے میرے والد سے جدا کرکے ایک مصری قافلہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا۔ الغرض اُس مسافر غریب الوطن کے معصوم وبیگناہ ہونے میں کوئی شک نہیں اور فی الحقیقت وہ بے خطا ہے :-

ملک ریان نے یہ سنتے ہی حکم صادر کیا کہ اچھا عزیز اور زلیخا دونوں کو ہمارے سامنے پیش کیے جائیں چنانچہ عزیز مصر ملک ریان کے دربار میں حاضر ہوا جس سے پہلا سوال ملک ریان نے یہ کیا کہ اے عزیز!

شاہِ مصر

قید میں کیوں ہے وہ بندہ نیک ذات — سن رہے ہیں جس کی ہم اعلےٰ صفات
جرم اس نے کیا کیا تھا اے عزیز — قید خانے کیوں گیا وہ باتمیز؟
ایک مسافر خاندانی اور نجیب — قید ہو وہ تیرے ہاتھوں بدنصیب
حیف تیری عقل پر اے ہوشیار — ایک نبی زادہ ہو ذلت کا شکار
میرے عدل و رحم پر دھبہ لگا — حیف اے قسمت مری وا حسرتا
مصر کو بدنام تو نے کر دیا — اب قیامت تک یہ افسانہ رہا
کر بیاں جلدی سے اے آشفتہ حال — کیونکہ مجکو رنج و صدمہ ہے کمال

عزیزِ مصر

سنئے عرض حال اے عالی جناب! — مجکو بھی اس کا قلق ہے بے حساب
میں بھی ہوں اس کیلئے بیحد ملول — مختصر ہے عرض گو قصہ ہے طول
میں نے بیٹے کی طرح رکھا اسے — اور سب گھر بار تک سونپا اسے
چند مدت بعد پھر ایسا ہوا — یک بیک تہمت اٹھی اک برملا
اور وہ تہمت یہ اٹھی اے باوقار — ہوگیا ہے وہ زلیخا سے دوچار
ہاں مگر مجکو نہیں ثابت ہوا — یہ کہ اس نے کوئی بھی کی ہو خطا
صرف بدنامی سے بچنے کے لئے — قید خانے میں نے بس بھیجا اسے

ملک ریان نے وزیر کی تقریر سنکر کہا کہ جب تمہارے نزدیک وہ جوان صالح فی الحقیقت نیک نہاد اور امانت دار تھا تو اُس کا قید خانہ بھیجنا ہی سرے سے ناروا اور نازیبا ہے۔ یہ کہہ کر اپنے یمین ویسار کو حکم دیا کہ اُس جوان صالح کو نہایت عزت ووقار کیساتھ قید خانہ سے لاؤ اور ہمارے دربار میں پیش کرو۔

یہ سُنکر چند مصاحبینِ شاہی ساقی کو ساتھ لیکر قید خانہ پہنچے اور ساقی کو حضرت یوسفؑ کے سامنے پیش کر کے خواب اور اس کی تعبیر اپنے کانوں سے بھی سننی چاہی چنانچہ ساقی پیش ہوا اور اُس نے کہا۔

يُوسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيقُ اَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝

یعنے ساقی نے کہا اے یوسفؑ اے صدیق! ہمیں اس خواب کی تعبیر بتایئے کہ سات موٹی گائیں کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیں ہیں اور سات خشک بالیں۔ پس آپ تعبیر بتائیں تاکہ میں جاکر تعبیر بیان کروں۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم لوگ سات برس تک کاشتکاری کروگے۔ پس تمہیں چاہیئے کہ جو اناج کاٹو بالوں ہی میں رہنے دو اور کھانے کی ضرورت کے موافق انہیں سے نکالتے رہو کیونکہ پھر اس کے بعد سات

برس قحط سالی کے آئینگے جسمیں وہ غلہ کا ذخیرہ سب کھا جائینگے البتہ تخم ریزی کیلئے کچھ باقی رہ جائے گا۔ پھر اسکے بعد ایسا ایک برس آئیگا جس میں نہایت سماں ہوگا اور خوب بارشیں ہونگی اور لوگ خوب تازے تازے انگور نچوڑیں گے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر ساقی و مصاحبین کے سامنے بیان کی تو ایک اُن میں بادشاہ مصر کے دربار میں حاضر ہوا اور کلمک زبان سے من وعن خواب کی تعبیر بیان کی۔ بادشاہ چونکہ پہلے ہی سے پیارے یوسفؑ کا عاشق زار ہو چکا تھا تعبیر سنکر بہت خوش ہوا اور اسی وقت حکم دیا جسے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهٖ

یعنے بادشاہ مصر نے نہایت مشتاقانہ لہجہ میں کہا کہ یوسف علیہ السلام کو جلدی میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ یہ حکم پاتے ہی ساقی یا وہ مصاحب نہایت شان و شوکت کیساتھ پیارے یوسفؑ کو قیدخانہ سے دربار شاہی میں لانے کیلئے قیدخانہ پہنچا اور حضرت یوسفؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہ مصر آپ کو یاد فرماتے ہیں اور نہایت عزت اور وقار کیساتھ آپ کو بلاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں نقل فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝

یعنے جب شاہی ایلچی یوسفؑ کے پاس یہ شاہی پیغام لیکر پہنچا تو اُس کے جواب میں یوسفؑ نے فرمایا کہ تم اپنے بادشاہ کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ آپ کو کچھ اُن عورتوں

کاحال بھی معلوم ہے جنہوں نے خود بخود اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے؟ اور یہ کہ وہ میری گرویدہ ہوئی تھیں! یا میں اُنکا گرویدہ ہوا تھا؟ اور کہنا کہ اے بادشاہ! میرا پروردگار اُن عورتوں کے مکروفریب کو خوب جانتا ہے۔

ایلچی پیارے یوسفؑ کا یہ پیغام لیکر شاہی دربار میں حاضر ہوا اور حضرت یوسفؑ کا ارشاد ملک ریان کے آگے پیش کیا۔ چنانچہ بادشاہ نے اُسی وقت اُن تمام عورتوں کو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے پیش ہونے کا حکم دیا اور کہا زلیخا اور اُن ہاتھ کاٹنے والی عورتوں کو بہت جلد ہمارے دربار میں حاضر کرو۔ نظم

آج پیشی ہے زلیخا کی وہاں
جس جگہ ہو جائے گا سب کچھ عیاں

آج بس اُٹھ جائینگے سارے حجاب
اور سب دہرائی جائے گی کتاب

کیا زلیخا نے کیا یوسفؑ کیساتھ
کیوں زنانِ مصر نے کاٹے تھے ہاتھ

قید خانے کس لئے یوسفؑ گئے
ظلم ایسے کیوں زلیخا نے کئے

جُرم کس کا اور کس کس کی خطا
جان لے گا بچہ بچہ مصر کا

زلیخا کی پیشی

لکھا ہے کہ دربارِ مصر میں زلیخا اور تمام عورتیں جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے پیش ہوئیں جن سے مخاطب ہوکر بادشاہِ مصر نے دریافت کیا۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ

یعنے اے عورتو! جب تم نے یوسفؑ سے اپنا مطلب حاصل کرنا چاہا تو اسوقت تمہارے سامنے کیا معاملہ پیش آیا۔ چنانچہ بادشاہ مصر کے جواب میں سب عورتوں نے متفق اللفظ اور ایک زبان ہو کر کہا۔

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ ط

یعنے عورتوں نے کہا کہ اے بادشاہ! حاشا وکلا ہم نے یوسفؑ میں کسی طرح کی برائی نہیں دیکھی بلکہ اُس کو نہایت نیک نیت پایا۔ بس یہ عورتوں کا کہنا تھا کہ زلیخا پر ایک حالت طاری ہو گئی اور وہ خود بخود بغیر کسی سوال کے بول اُٹھی اور سچی سچی بات خود اُسنے ظاہر کر دی اور کہا کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ط یعنے عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے اپنے دل میں کہا کہ اب تو جو بات تھی وہ کھل گئی۔ چنانچہ خود بخود یہ پکار اُٹھی :-

نظم

صادق و مصدوق ہے یوسفؑ کی ذات
ایک ہی وہ نیک ہے عالی صفات

اُس کی خوبی ہو نہیں سکتی بیاں
ظلم ہے اُس پہ بُرائی کا گماں

ہم نے ہی اُس سے کیا فاسد خیال
نفس نے میرے ہی ڈالا اس پہ جال

بے خطا بے جرم ہے وہ نیک خو
ٹھیک ہے یہ عورتوں کی گفتگو

فی الحقیقت ہے یہ ظلم ناروا
قید خانے میں گیا وہ بے خطا

بادشاہ مصر نے جب پیارے یوسفؑ کی بیگناہی معلوم کی تو حضرت یوسفؑ کی طرف سے وہ

اپنے دل میں بہت خوش ہوا۔ اور اُسی وقت حکم صادر کیا کہ یوسفؑ ابھی ہمارے دربار میں تشریف فرما ہوں۔

شاہی ایلچی اُسی وقت زندان میں پہنچا اور حضرت یوسفؑ سے تمام ماجرا زلیخا اور زنان مصر کی پیشی کا بیان کیا جسے سُنکر جناب یوسفؑ نہایت مسرور ہوئے اور اپنے دل میں کہا کہ آج اللہ تعالےٰ نے دامن نبوت کے دھبہ کو پاک وصاف فرما دیا اور تمام مصر نے جان لیا کہ یوسفؑ پاک ہے اور وہ اس تہمت سے بری ہے اور پھر یوسفؑ نے فرمایا۔

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ

یعنی لوگو! یہ بات میں نے اسلئے دوبارہ دریافت کرائی تھی کہ عزیز مصر کو اس بات کی تسلی ہو جائے کہ میں نے اُسکی امانت میں خیانت نہیں کی۔ نیز یہ بھی ضرور ہے کہ اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والوں کے فریب چلنے نہیں دیتا۔ پھر حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ یعنی میں اپنی نسبت یہ نہیں کہتا ہوں کہ ملائک کی طرح پاک صاف ہوں کیونکہ انسان کا نفس برائی کی طرف ضرور مائل کرتا ہے مگر میرے مولا نے مجھ پر رحم فرمایا اور فی الحقیقت وہ بڑی بخشش والا مہربان مولا ہے۔

نظم

آج تہمت کا ہوا قصہ تمام
آج واقف ہوگئے سب خاص و عام

پاک ثابت ہوگئے یوسفؑ نبی
کیا عنایت اُن پہ ہے مولا کی

بچہ بچہ مصر کا واقف ہوا
یہ کہ ذرہ بھر نہیں اُن کی خطا

ہو گئی عظمت دلوں میں اس قدر
کرتا ہے یوسفؑ کی شہرت ہر بشر

اور یہ ہے حال شاہِ مصر کا
دل سے وہ یوسفؑ کا گرویدہ ہوا

ہو رہی ہے فرقتِ یوسفؑ گھٹن
ہیچ ہے نظروں میں ساری انجمن

اُن سے ملنے کا ہے یاں تک اشتیاق
لمحہ لمحہ ہو رہا ہے اس پہ شاق

یوسفؑ کی رہائی

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهٖ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ج

یعنے بادشاہِ مصر نے حکم دیا کہ یوسفؑ کو ہمارے دربار میں لے آؤ کیونکہ ہم اسکو عزیز کی ماتحتی سے نکالکر اپنی ملک گیری کے ضروری کاموں کیلئے مخصوص کر دیں گے۔

تفسیر کبیر میں لکھا ہے وہ حکم شاہی یہ تھا کہ آج پورے ستر چوبدار اور ستر گھوڑے سوار نہایت پُر تکلف لباس سے آراستہ و پیراستہ ہو کر حضرت یوسفؑ کو لینے کیلئے قید خانے پر پہنچیں اور وہاں سے یہاں تک تمام راستہ میں دونوں طرف وسپاہ استادہ ہو اور انتہائی اعزاز کیساتھ یوسفؑ کو ہمارے دربار میں لایا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ قید خانے سے دربار شاہی تک سڑکوں اور راستوں پر دو رویہ فوج استادہ ہے اور ستر گھوڑے سوار ایک شاہی گھوڑا اور ایک بیش قیمت خلعت فاخرہ لیکر قید خانے پہنچتے ہیں اور جناب یوسفؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کو شہ والا یاد فرماتے ہیں اور اپنی حضوری میں بلاتے ہیں یہ کہہ کر خلعت فاخرہ پیش کیا جس کو

حضرت یوسفؑ نے نہایت خوشی سے پہنا۔ اور نہایت رضا و رغبت سے اُنکے ساتھ چلنا قبول فرمایا چنانچہ لباس فاخرہ پہن کر آپ شاہی گھوڑے پر سوار ہوئے اور آج آپ نے سترہ سال کے بعد قید خانہ سے باہر اپنا قدم نکالا اور بڑی شان و شوکت سے آپ کا جلوس دربارِ شاہی کی طرف روانہ ہوا۔ رستے میں ہر دو جانب سے افواج برابر سلامی اتار رہی ہے اور ہر طرف سے خوش آمدید کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور ایک عجیب سرور کا عالم ہے۔

نظم

آج ہے پھر مصر میں وہ اژدھام
آج ہیں پھر محوِ حیرت خاص و عام

آج ہے پھر خاص منظر آپ کا
آج پھر چرچا ہے گھر گھر آپ کا

آج ہے پھر مصر میں ایک دھوم دھام
آج پھر بے چین ہے عالم تمام

کیا سواری جا رہی ہے آپ کی
ہے تلاطم میں مسرت اور خوشی

دیکھتے ہیں آپ کو پیر و جواں
بندھ رہی ہیں ہر دو جانب ہچکیاں

آج پھر عالم ہے شادی مرگ کا
آج ہے پھر مصر میں عید الضحےٰ

الغرض پہنچی سواری آپ کی
دھوم اک دربار شاہی میں ہوئی

آگئے یوسفؑ پیارے آ گئے
آگئے آنکھوں کے تارے آ گئے

تخت سے ریان اُٹھتا ہے وہیں
اور اُترآتا ہے بالائے زمیں

مُلاقات شاہی

جب حضرت یوسفؑ کی سواری نہایت کرّو فر اور شان و شوکت کے ساتھ

دربارِ مصر کے قریب پہنچی۔ اور بادشاہ کو پرچہ گزرا کہ یوسفؑ کی سواری آگئی فوراً تخت اُتر کھڑا ہوا اور آپ کے استقبال میں چند قدم چلکر صحنِ ایوان تک آپکا خیر مقدم کیا۔ پیارے یوسفؑ اپنے مُکلف گھوڑے سے اُترے اور نہایت متانت کیساتھ آگے بڑھ کر ملک ریان کو سلام کیا۔ بادشاہ نے اس زبان میں کہ جس میں حضرت یوسفؑ نے سلام کیا تھا جوابدیا۔ کیونکہ عاقل بادشاہ پوری ستر زبانیں جانتا تھا۔ غرضکہ بعد جواب سلام کے ملک ریان حضرت یوسفؑ سے بغلگیر ہوا اور بڑی عزت سے اپنے ساتھ لیجاکر اپنے پہلو میں تختِ شاہی پر بٹھایا اور نہایت متانت اور محبت سے کلام شروع کیا۔

تفسیر بحرالمواج اور معالم میں مرقوم ہے کہ بادشاہ ستر زبانیں جانتا تھا اور حضرت یوسفؑ بہتر زبانوں سے واقف تھے۔ چنانچہ ہر سوال اور اُس کا جواب نئی زبان میں ہوتا تھا جس سے بادشاہ کا دل بیحد مسرور ہوا اور اُس کے دل میں پیارے یوسفؑ کی وقعت و محبت بھر گئی۔ لکھا ہے کہ وہاں سے اُٹھتے وقت حضرت یوسفؑ نے بادشاہ کو عبرانی زبان میں دعا دی۔ جس کو بادشاہ بالکل نہ سمجھا۔ پوچھا یہ کس زبان کے الفاظ ہیں اور کیا الفاظ ہیں؟ آپنے فرمایا کہ یہ میرے باپ دادا کی لسان یعنی عبرانی زبان ہے۔ جس میں یہ ناچیز آپ کی عمر و دولت کو دعا دے رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت یوسفؑ نے عربی زبان میں فی امان اللہ کہا۔ ملک ریان اسے بھی نہ سمجھ سکا۔ دریافت کیا یہ کونسی زبان ہے؟ فرمایا یہ عربی زبان ہے جو حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ میرے جدِ امجد کی زبان تھی اور اکثر میرے خاندان کے پیغمبروں کی یہی زبان تھی۔

حضرت وہب ابن منبہؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ اس وقت جبکہ ایک سن رسیدہ اور ستر زبان جاننے والے بادشاہ سے باتیں کر رہے تھے تو آپ کی عمر تیس سال کی تھی چنانچہ بادشاہ انکی زبان دانی اور علمیت و فراست پر عش عش کر رہا تھا اور ہزار جان سے اُس پر مفتوں ہوا چلا جاتا ہے اور پھر ان تقاریر دلپذیر کے بعد ملک ریان نے اپنا خواب خود اپنی زبان سے حضرت یوسفؑ کے سامنے بیان کیا اور خواب کی تعبیر فصاحت و بلاغت کے ساتھ خود اپنے کانوں سے سُنی جب حضرت یوسفؑ تعبیر خواب بیان کر چکے تو بادشاہ نے کہا اچھا اب مجھے اس عام قحط سالی کے متعلق کیا تدبیر کرنی چاہیئے؟

حضرت یوسفؑ نے فرمایا تمام قلمرو میں منادی کی جائے کہ یہ جو قحط سالی کے سات برس آنیوالے ہیں اُن سے قبل لوگ کھیتی کیاری کا کام وسیع پیمانہ پر کریں اور پھر سالانہ خرچ کے موافق اُسمیں سے نکال نکالکر کھاتے رہیں اس طریقے سے قحط کے ایام میں خلق اللہ کو مصائب کم پیش آئینگے اور آئندہ تخم ریزی کیلئے بھی غلہ موجود نکل آئیگا۔

بادشاہ حضرت یوسفؑ کی فہم و فراست اور تدبیر مملک کا بیحد قائل ہوا اور اُنکی نسبت بہت کچھ تعریفی فقرات زبان پر لایا۔ جسے اللہ تعالےٰ نقل فرماتا ہے۔

فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ یعنے جب بادشاہِ مصر نے حضرت یوسفؑ سے گفتگو کی تو آپ کو نہایت دانا اور فہیم پاکر اُن سے کہا کہ بس آج سے تم ہماری حضوری میں نہایت باوقار اور صاحبِ اعتبار ہو۔

آگے تفسیر معالم میں مرقوم ہے کہ ملک ریان اس درجہ آپ کا گرویدہ و شیدا ہوا

کہ اسی وقت آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوگیا۔ **نظم**

نبوت کے صدقے نبوت کے صدقے
گدا اور شہنشاہ قائل ہیں جس کے

خیالات عالی کمالات عالی
عجب شان ہے وہ میں ہر نبیؑ کی

جو نبیوں پر ایمان لاتے نہیں ہیں
وہ رستے پہ لاریب آتے نہیں ہیں

عجب شان کی یہ جماعت ہے واللہ
خدا کی اور ان کی محبت ہے واللہ

خدا ان سے راضی یہ راضی خدا سے
خدا سے پھرا جو پھرا انبیاء سے

درود و سلام اے گروہ مکرم
تو رحمت ہے مولا کی ہر دم

عجب یہ جماعت ہے ساری کی ساری
مسلمان صدقے مسلمان واری

یوسفؑ اور تاج سلطنت

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ

یعنی یوسفؑ نے کہا کہ اے بادشاہ! مصر کے خزانے اگر میرے سپرد کر دیئے جائیں۔ تو انشاء اللہ بہت بہتر کارنمایاں ہونگے۔ کیونکہ میں بہت سی زبانیں جاننے کے علاوہ حفاظت ملکی سے بھی خوب واقف ہوں۔ ملک ریان نے آپکی درخواست کو بدل منظور کیا اور نہایت خوشی سے آپکی درخواست منظور کرتے ہوئے فوراً آپ کے بادشاہ بنانے کی تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔

چنانچہ کتب تفاسیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ ملک ریان نے نہایت عجلت کیساتھ تمام

ممالک میں شاہِ کنعان یعنی یوسفؑ کو شاہِ مصر بنانے کا اعلان کر دیا اور اُس مبارک وقت کے لئے ایک تختِ زریں تیار کرایا اور یوسفؑ کو بادشاہ بنانیکے دن اور تاریخ سے جملہ اعیانِ ملک کو مطلع کیا۔ آخر وہ یوم مسرت آیا اور نہایت جوش وخروش کا عالم اپنے ساتھ لایا۔ علی الصبح حضرت یوسفؑ شاہی حمام میں غسل فرما کر ملک ریان کے نئے دربار میں تشریف فرما ہوئے جہاں بحکم شاہی مصاحبینِ خاص نے پیارے یوسفؑ کو لباسِ شاہی پہنایا اور پھر ملک ریان نے تاجِ شاہی اپنے سر سے اُتار کر حضرت یوسفؑ کے سر پر رکھا اور شاہی انگشتری اپنے ہاتھ سے نکالکر حضرتِ یوسفؑ کے ہاتھ پہنائی اور بیش قیمت شاہی پیٹی اور پرتلہ اپنی کمر سے کھول کر جناب یوسفؑ کی کمر مبارک سے باندھا اور تمام خزانوں کی کُنجیاں آپکے سپرد کیں اور پھر جواہر نگار تخت پر آپکو بٹھایا اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر اپنی رعایا اپنے ملک اور حضرت یوسفؑ کی درازئ عمر کیلیئے دعا کی۔ جناب یوسفؑ آمین آمین کہتے ہوئے ملک ریان کا شکریہ وتسلیم بجالائے کہ اتنے میں ہر چہار سمت سے۔

نظم

مبارک سلامت کا ایک غل ہوا
بھرا آج دریا بس گونج اُٹھا
مسرت سے دریا امنڈنے لگے
دعاؤں کے تھے ہر طرف چہچہے
خوشی کی پڑی ہے وہ سب پہ کمند
مبارک سلامت ہے ہر سو بلند
کہاں ابن راحیل پہنچے ہو تم
کہاں سے کہاں دیکھو آئے ہو تم
زمانہ وہ بھولے نہیں ہیں ابھی
ابھی یاد ہے چاہِ کنعان کی
ابھی اب ہیں یہ کیا سے کیا ہو گیا
شہنشاہی کا چتر پھرنے لگا

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ يَتَبَوَّءُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ط

یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یوسفؑ کو سرزمین مصر کا بادشاہ بنایا کہ جہاں چاہیں وہ آرام سے رہیں۔ پس اے لوگو! ہم جس پر چاہتے ہیں اپنا فضل و کرم مینہ کیطرح برسا دیتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر و صلے کو ہم ضائع نہیں ہونے دیتے اور جو بندے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے ہیں اُن کیلئے اجر آخرت اس سے بہت زیادہ ملنے والا ہے۔

القصہ ملک ریان نے اس سے قبل عزیز و زلیخا کو اُنکے ممتاز عہدوں سے معزول کیا اور اُن پر عتاب فرمایا جس کے تھوڑے دنوں کے بعد عزیز مصر کا انتقال ہو گیا اور زلیخا غمزدہ سخت حیران و پریشان ہوئی اور اسکی کمر ہمت بالکل ٹوٹ گئی اور جنگل میں ایک جھونپڑی ڈالکر بیٹھ گئی۔

نظم

آدمی اللہ سے ڈرتا رہے
جاہ و عزت کو نہ سمجھے اپنی شے

عزت و ذلت سب اسکے ہاتھ ہے
بس یہیں تک ہے بشر اور مات ہے

قیدیوں کو وہ بنا دے بادشاہ
بادشاہوں کو کرے وہ قید آہ

کوئی اُس کا روکنے والا نہیں
کوئی اُس سے برتر و اعلےٰ نہیں

بھولنا اُس کا ستم ہے قہر ہے
اور یہی انسان کے حق میں زہر ہے

مصر کا اب حال سُنئے ناظرین!
کس قدر شاداب ہوتی ہے زمیں

کیسی خوشحالی برستی ہے وہاں
کس قدر ہوتا ہے بس سُنسان سماں

مصر کی خوش حالی

حضرت یوسف علیہ السلام کی تخت نشینی کے بعد آج نیا دور شروع ہوتا ہے تمام ملک مصر میں نہایت سرور وشادمانی کا عالم ہے ہر ایک متنفس باغ باغ نظر آرہا ہے اور دربار یوسفی سے نئے نئے احکامات راتدن جاری ہورہے ہیں اور اب یہ وہ سات سال شروع ہوئے جن میں غلہ اور کھیتیاں کثرت سے پیدا ہونگی اور ملک میں بیحد خوش حالی اور فارغ البالی رہیگی لکھا ہے کہ جناب یوسف علیہ السلام تخت سلطنت پر رونق افروز ہوئے تو آپنے جملہ امور سلطنت میں وہ اعلیٰ انتظام وبندوبست کیا کہ تمام اقلیم میں شہرہ ہوگیا، انکا ذاتی خیال تھا کہ میرے ملک اور میری رعیت میں کسی متنفس کو کسی نوع کی تکلیف وآزردگی نہ ہو اور ہر شخص نہایت خوشحالی سے گزران کرے۔

اُنہیں ایام میں آپ نے تمام زمینداروں اور کاشتکاروں کے نام احکام صادر فرمائے کہ جملہ سرزمین مصر میں غلہ کا ہونا جوتنا ہمیشہ سے دوگنے پیمانے پر کیا جائے تاکہ تمام ملک میں دوگنا غلہ پیدا ہو اور پورے سات سال تک ایسا کیا جائے اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اندرون ملک سات سال میں چودہ سال کا غلہ فراہم کرنا ہے تاکہ آیندہ آنیوالی ایک قحط سالی سے ملک مصر محفوظ وما مون رہے جس کیلئے آپنے ایک عظیم الشان جنگل صرف اس لئے نامزد کیا کہ یہاں وہ زائد غلہ فراہم رہیگا جو قحط سالی میں خلق اللہ کے کام آئیگا اور لوگوں کو تقسیم ہوا کرے گا۔

غرضکہ ادھر تمام کاشتکار و زمیندار کھیت کیار کے کام میں مصروف ہوئے ادھر آسمان سے بارانِ رحمت نہایت اعتدال کیساتھ برسنا شروع ہوا جسمیں رحمت الٰہی یہانتک پوشیدہ تھی کہ سنگلاخ اور بنجر زمینوں تک میں اناج پیدا ہونے لگا۔ اور سال در سال اناج کے انبار جمع ہونے شروع ہوئے جس میں سے ہر سال آدھا نکال لیا جاتا تھا اور آدھا بطور ذخیرے کے جمع رہتا تھا۔ جب پانچ سال گزر گئے تو جناب یوسفؑ گونا مطمئن ہوئے اور اناج کی کافی پیداوار اور کافی ذخائر سے آئیوالا حزن و ملال کم ہوا تو اب آپ تسکین دلی سے دیگر ملکی کاروبار میں حصہ لینے لگے جگہ جگہ ملاحظہ اور مقامات کی سیر شروع کی۔ **نظم**

یہ دیکھا اہل عالم کی نظر سے ۔۔۔ نکلتی ہے سواری کرّ و فر سے
جناب حضرتِ یوسفؑ پیمبر ۔۔۔ کہ جن کے نام کا ڈنکا ہے گھر گھر
انہیں کی آتی جاتی ہے سواری ۔۔۔ انہیں کی ملک ہے رعیت آج ساری
انہیں کا مصر میں ہے دور دورہ ۔۔۔ انہیں کا کھنچ رہا ہے دل پہ نقشہ
جلوس یوسفیؑ ہوتے ہیں ہر دم ۔۔۔ بہاریں لوٹتا ہے ایک عالم
مگر اک عاشق صادق ہے محروم ۔۔۔ زمانہ خوش ہے اور وہ حیف مغموم
زلیخا نام ہے جس غم زدہ کا ۔۔۔ کہ جس کو ہجر یوسفؑ کا ہے سودا
جو نابینا ہوئی ہے روتے روتے ۔۔۔ ہٹی جو جان اپنی کھوتے کھوتے
ادھر ہے ابتدائی جاہ و ثروت ۔۔۔ اُدھر ہے انتہائی اس کی نوبت
کہیں آغاز ہے جاہ و حشم کا ۔۔۔ کہیں انجام ہے دم اور قدم کا
کہیں عزت کے جھنڈے گڑ رہے ہیں ۔۔۔ کہیں لینے کے دینے پڑ رہے ہیں

زلیخا کی بیکسی

مصر کے جنگل میں سر راہ ایک جھونپڑی پڑی ہے جو نہایت بوسیدہ اور ٹوٹی ہوئی ہے جسکے چاروںطرف سنسان میدان یا ہُو کا مکان ہے جہاں آدمی نہ آدم زاد وہاں زلیخا عزیز مصر کی بیگم رہتی ہے. جس کی حالت یہ ہے کہ آنکھوں سے اندھی کمر سے دوہری نہایت بُرے احوال اسلئے وہاں پڑی ہے کہ جب سیر وشکار کیلئے شاہ مصر یعنی یوسفؑ کی سواری اس جانب سے گذرے گی تو یہ اُس کے ماہی مراتب اور اسکے گھوڑے کے سموں کی آواز سے اپنے دل کو گونہ تسلی دے گی.

حضرات آپ جانتے ہیں کہ یہ ضعیفہ نابینا کون ہے؟ یہ وہ ہے جس نے یوسفؑ کو جواہرات میں تولا ہے اور مصر میں ان کا خیر مقدم یا ان کے استقبال کیلئے اُنکی راہ میں صرف جواہر نہیں بلکہ اپنی پلکیں تک بچھا دی ہیں اور تمام مصر کو دلہن بنا کر اُسکے سامنے اپنی آرزو پیش کی ہے. لکھا ہے کہ جب زلیخا نے یوسفؑ سے اپنی تمنّا پوری کرنے کا ارادہ کیا ہے تو سات شہ نشینیں وہ عالی شان تیار کرائیں. جن کی دیواریں سونے چاندی عقیق اور زمرد والماس اور یاقوت سرخ سے جگمگ جگمگ کر رہی تھیں اور ان شہ نشینوں میں نہایت خوشنما پرند جانوروں کی تصویریں اور گل بوٹے زر وجواہر کے تراشے ہوئے جگہ جگہ استادہ کئے تھے. نیز جابجا اپنی اور یوسفؑ کی تصویریں سونے سے اُبھرے ہوئے نقوش میں اُنکی دیواروں پر آویزاں کی تھیں، جو نقاش سے اس طور بنوائی گئی تھیں

کہ گویا دونوں کے دونوں نہایت الفت و محبت سے گلے میں باہیں ڈالے کھڑے ہیں یا بیٹھے ہیں۔ غرضکہ اُس عالیشان محلسرائے میں ایسی پر تکلف تیاریاں کیں جو بلا تشبیہ جنت کا نمونہ بن رہی تھیں۔ یہ قصہ اپنی جگہ ہے کہ پھر وہاں کیا ہوا اور پیارے یوسفؑ کو خدائے تعالیٰ نے کیسا بال بال بچایا جو اس سے پہلے گذر چکا ہے اور آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ یہ وہی ہے جو آج کن بُرے حالوں خراب و خستہ پڑی ہوئی یوسفؑ یوسفؑ کہکر ٹھنڈے سانس بھرتی ہے اور کوئی اسکا پرسان حال نہیں۔ عاجزہ، نابینا ٹوٹی ہوئی جھونپڑی میں رہتی ہے۔ لیکن کان اُس کے ہر وقت یوسفؑ کے جلوس کی آواز پر لگے ہوئے ہیں اور بالکل دیوانوں کی سی حالت ہے۔ اوّل اوّل اُس کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی اُس کے پاس آ کر پیارے یوسفؑ کا ذکر کرتا تو یہ اُس کا منہ اشرفیوں سے بھرتی تھی جس سے تھوڑے ہی دنوں میں محض مفلس و محتاج ہو گئی اور ایک حبہ تک اسکے پاس باقی نہ رہا اور اب یہ کیفیت ہے کہ جو کوئی راہ چلتا مسافر ادھر سے گذرتا ہے تو وہ زلیخا کی یہ حالت دیکھ کر روتا ہے اور اس پر ترس کھا کر کہتا ہے کہ آہ! یہ وہی زلیخا ہے جس نے کروڑہا روپے صرف کر کے تمام مصر کو یوسفؑ کیلئے دُلہن بنایا تھا! افسوس آج اسکی یہ حالت ہے۔

نیز زلیخا واجب الرحم مُردہ صورت کے پاس پیتل کا ایک بُت ہے جسے کبھی کبھی وہ اپنی جھولی میں سے نکالکر اپنے آگے رکھتی ہے اور اُسے سجدہ کرتی ہے ایک روز خود بخود اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں جس بُت کو اپنا خدا سمجھتی ہوں افسوس اُس نے آج تک میرا کوئی کام نہیں کیا۔ اور خاصکر جب یوسفؑ ہی کو اس نے نہیں ملایا تو بیشک

یہ اس قابل ہے کہ اس کی پوجا چھوڑ دی جائے اور اسے توڑ کر پھینک دیا جائے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور پھر بعد میں یہ سوچنے بیٹھی کہ اس سے یوسفؑ کو کبھی کبھی مانگا کرتی تھی اب کس سے مانگونگی؟ پھر اُسی وقت خیال آیا کہ دیوانی اب یوسفؑ کے معبود سے یوسفؑ کو مانگ اور دیکھ کہ اُس میں یوسفؑ کے ملانے کی قدرت ہے یا نہیں یہ کہکر خدا کی جناب میں سجدہ کیا اور اُس سجدہ میں اُس نے وہی یوسفؑ کا سوال پیش کیا۔

نظم

تجھ کو کچھ مشکل نہیں اے ذوالجلال — اک نظر دکھلادے یوسفؑ کا جمال
ربِ یوسفؑ! تجھ کو سب آسان ہے — عاجزہ جس کے لئے حیران ہے
جس پہ قربان کردیا سب عزّ وجاہ — اُس نے مُڑ کر بھی نہ دیکھا اے اِلٰہ
تھا بتوں کے بس میں کب وہ نازنین — تیرے قبضہ میں تو ہوگا بالیقین
تجھ میں قدرت ہے ملانے کی اگر — دے مجھے مطلوب میرا جلد تر
جب تھی کرکے زلیخا یہ دُعا — آئی کانوں میں وہیں پیاری صدا

اے زلیخا مدعا کیا ہے بتا — میں کھڑا ہوں سامنے یوسفؑ ترا
اے زلیخا آج کس سے کی دُعا — اتنے جلدی مدعا حاصل ہوا
سر نہیں سجدے سے اٹھا تھا ابھی — مدتوں کی آرزو پوری ہوئی
اے زلیخا بیچ میں ڈالا کسے — ہوگیا مقصود جو حاصل تجھے
کس سے کی فریاد اے اندوہگیں — کس نے دی امداد اے اندوہگیں

وصالِ یوسفؑ

خلاصہ یہ کہ زلیخا کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ عرشِ معلیٰ سے یوسفؑ کے نام حکم آیا چنانچہ اس وقت یوسفؑ کا جلوس نہایت کروفر اور بڑی شان و شوکت کیساتھ زلیخا سے بہت دور ایک سڑک سے گزر رہا تھا۔ یوسفؑ کے کانوں میں یہ آواز آئی کہ یوسفؑ ایک عاجزہ بندی کی دعا سے ہمارا دریائے رحمت جوش میں آیا اور ہم نے اسکی فریاد سنی! جاؤ اور ابھی جاؤ اور ہماری نیک بندی کا مزاج پوچھو! چنانچہ یہ ارشادِ خداوندی سنتے ہی پھر حضرت یوسفؑ زلیخا کی خدمت میں کیوں نہ حاضر ہوتے۔ جھونپڑی کے پاس آئے اور فرمایا "اے زلیخا! میں تیرا مطلوب یوسفؑ!" حاضر ہوں۔

زلیخا کے کانوں میں یکایک وہ آواز آئی جس کے فراق میں زندہ درگور اور اس حالت کو پہنچ چکی تھی۔ فوراً اس کشتۂ محبت نے اپنا ہاتھ یوسفؑ کیطرف بڑھایا جس سے یوسفؑ کے کوڑے کا پھندنا اسکے ہاتھ میں آگیا جس کو اس بیتاب زلیخا نے جلدی سے اسے منہ میں لیکر چھوڑ دیا۔ حضرت یوسفؑ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ اس پھندنے میں سے دھواں اٹھنا شروع ہوا اور ساتھ ہی اسکے تمام کوڑے میں آگ لگ گئی۔ جسے بعجلت پیارے یوسفؑ نے اپنے ہاتھ سے پھینکا اور زلیخا کی آتشِ محبت سے آپ بیحد متاثر ہوئے اور نہایت افسوس کرکے آپ نے فرمایا اے زلیخا! کاش تو یہ عشق و محبت کی آگ خدا کی طرف مائل کرتی تو آج تیرا جواب کاہے کو ہوتا۔ افسوس تو نے ایک فانی یوسفؑ کیلئے اپنے آپکو فنا کر دیا۔

یہ کہکر آپ وہاں سے چلنے لگے ایک قدم وہاں سے اٹھایا تھا کہ دوسرے قدم پر حضرت جبریلؑ نے یوسف علیہ السلام کو آن روکا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد کرتا ہے کہ یوسفؑ! ہماری بندی کے پاس سے اب کہاں جاتے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اب وہ ہماری بندی بن گئی ہے اور ہم اسکے معبود اسکے پتے پر ہو گئے ہیں۔ جو اس کی تمنا ہوگی وہ ہم پوری کرینگے۔ اور وہ جو کچھ مانگے گی ہم اُسے دیں گے۔ اسوقت چونکہ ہم سے اُس نے مانگا ہے۔ لہذا اے یوسفؑ! ہم نے تمہیں زلیخا کو دیدیا۔ زلیخا دنیا جہان کی دولت تم پر لُٹا چکی مگر تم اُسکے ہاتھ نہ آئے۔ اسلئے کہ وہ ہم سے پھری ہوئی تھی آج ہم نے اُس سے ملاپ کر لیا تو ہم نے اسکی ایک کوڑی بھی نہیں خرچ کرائی اور مفت میں تمہیں اس کا غلام بنا دیا۔ بس اب تم بلا اجازت اپنی مخدومہ اور محسنہ کے ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکتے ہو۔ یہیں کھڑے کھڑے زلیخا سے دریافت کرو کیا چاہتی ہے چنانچہ آپنے زلیخا سے پوچھا اے میری محسنہ! کیا چاہتی ہو؟ وہ بولی ؎

میری صورت سوال ہے یوسفؑ دیکھ جو میرا حال ہے یوسفؑ

یوسفؑ میں وہ ہوں جس نے تم پر کروڑ ہا روپیہ کے جواہرات اور سونا چاندی قربان کر دیا اور تمہیں ایک سالارِ قافلہ سے خریدا اور جس دن سے تمہیں دیکھا پیٹ بھر کر کھانا اور نیند بھر کر سونا اپنے اوپر حرام کر لیا مگر تم ایسے بیوفا نکلے کہ تم نے ہماری طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا! یوسفؑ! تم ہماری طرف نہ تو کبھی خود آئے اور نہ کبھی بلانے سے آنیکی توفیق ہوئی سچ بتاؤ۔ یہ آج تم خود بخود کیسے آگئے؟

حضرت یوسفؑ نے فرمایا اے زلیخا! اس سے پہلے تم مجھے زر و جواہر سے لینا چاہتی تھیں اور آج تم نے خدا سے لینا چاہا پس اس قدرت والے نے حکماً یہاں بھیجا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ یوسف آج سے تم زلیخا کے ہوگئے۔ اسکا کہا مانو اور اُسکی تابعداری کرو! لہٰذا آج سے میں آپکے کہنے میں ہوں آپ کا فرمانبردار ہوں۔ یہ سُنکر زلیخا کے دل میں محبت خداوندی کی ایک چوٹ لگی اور اسکے سینے میں عشق الٰہی کی ایک دھونی رم گئی اور کہا کہ بڑی تعریف کے قابل وہ ذات ہے۔ جس نے کچھ بھی نہ لیا اور سب کچھ دے دیا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ :۔ کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہوگئی اور کہا " خدایا یہ وہی یوسف ہے جو سونے چاندی اور جواہر نگار محلوں میں نہ آیا۔ ایک روز دھوکے سے میں ہٹ گئی تو پیچھا چھڑا کر بھاگ گیا آج اس سنسان جنگل اور ایک ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں بدست بستہ میرے سامنے کھڑا ہے خداوندا! وہ فراق بُت پرستی کی نحوست تھی۔ یہ وصال خدا پرستی کی برکت نہیں تو اور کیا ہے ؎

ہمارے گھر میں وہ آئیں خدا کی قدرت ہے کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

پھر حضرت یوسفؑ نے دریافت کیا کہ " اے زلیخا یہ بتاؤ کہ اب تمہاری کیا تمنا ہے اور تم کیا چاہتی ہو؟ زلیخا جواب میں کہتی ہے کہ یوسف! پہلے تم یہ بتاؤ کہ وہ کونسی ایسی طاقت ہے جس نے تمہیں ایک پلک جھپکتے میں میری طرف اتنا جھکا دیا۔

حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ وہ اللہ رب العالمین ہے۔ جس کے جواب میں زلیخا نے کہا کہ یوسف میری تمنا وہی ہے جو پہلے تھی۔ حضرت یوسف نے پیٹھ پھیر کر اپنے خدام کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ انہیں بڑی عزت کیساتھ ہماری محلسرا میں پہنچاؤ۔

چنانچہ زلیخا اُسی وقت محلسرائے سلطانی میں داخل ہوئیں۔ پیچھے پیچھے یوسفؑ بھی کسی کے مجبور کئے ہوئے محل میں داخل ہوئے اور زلیخا کو اپنے پاس بلایا اور حسب ذیل سوال وجواب شروع ہوئے جو عبرت سے خالی نہیں :۔

پہلے سوال وجواب

یوسفؑ

پوچھتا ہوں تجھ سے میں بہر خدا | اے زلیخا مدعا کیا ہے بتا!

زلیخا

کیا نہیں تو جانتا ہے میرا حال | یوسفاؑ کب تک رہیگا یہ سوال

یوسفؑ

آخرش کیا ہے وہ تیرا مدعا؟ | اے زلیخا کچھ تو یوسفؑ کو بتا

زلیخا

بوجھ ہی جائیگا مجھ سے مدعا | یوسفاؑ! قربان تیرے یوسفاؑ!

یوسفؑ

کیا سے کیا ہو گیا ہے تیرا حال | اے زلیخا کیا ہوا حسن وجمال

زلیخا

حسن کیسا یوسفاؑ! سینہ ہے شق | یوسفاؑ! تیری جدائی کا قلق

یوسفؑ

اے زلیخا! وہ جوانی کیا ہوئی ؟   دھوم تھی عالم میں تیرے حسن کی

زلیخا

یوسفا! حسن و جوانی وہ مری   تیرے صدقے خاک میں سب مل گئی

یوسفؑ

اے زلیخا وہ قدِ رعنا ترا!   سرو کو شرما رہا تھا کیا ہوا ؟

زلیخا

یوسفا! فرقت میں تیری جھک گیا   میرا قد کیا میرا دم تک رک گیا

یوسفؑ

اے زلیخا! تیری آنکھیں کیا ہوئیں   حیف کب اور کیوں یہ جاتی رہیں ؟

زلیخا

یوسفا! تجھ کو جو پھر دیکھا نہیں   روتے روتے بس میری آنکھیں گئیں

القصہ حضرت یوسفؑ نے پھر فرمایا۔ کہ اے زلیخا اپنی تمنا اور آرزو مبہمے میں نہیں بلکہ لفظوں میں بیان کرو یہ کہ کیا چاہتی ہو؟ زلیخا نے کہا کہ یوسفؑ! تمنائیں تو میرے دل میں بہت جوش مار رہی ہیں۔ لیکن اس وقت صرف تین باتیں اور تین تمنائیں پیش کرتی ہوں: پہلی تمنا:۔ یہ کہ تم اپنے پروردگار کی جناب میں دعا کرو کہ وہ میری آنکھیں روشن فرمائے اور مجھے دوبارہ بینائی بخشے جس سے میں تمہاری صورت دیکھ کر اپنے جلے ہوئے

دل کو ٹھنڈا کروں اور اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھاؤں جسکے فراق میں وہ اندھی ہوگئی ہیں۔

حضرت یوسفؑ نے اُسی وقت دعا کی جس سے زلیخا کی آنکھیں مثل تارے کے روشن ہوگئیں۔ آنکھیں کھلتے ہی زلیخا نے پہلے شکر الٰہی ادا کیا اور پھر یوسفؑ کے جمال کو دیکھ کر اپنے دل کو تسکین دی۔ اسکے بعد زلیخا نے کہا کہ اے یوسفؑ! میری دوسری تمنا یہ ہے کہ تم حضور خداوندی میں دعا کرو کہ وہ میرا حسن و جمال جیسا کہ پہلے تھا اس سے بھی زیادہ عطا فرمائے۔

آپنے دعا کی چنانچہ وہ بھی قبول ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے ویسا ہی حسین خوبصورت نہیں بلکہ اس سے بھی دس حصے زیادہ حسن و جمال عطا فرما دیا۔ جسے دیکھ کر حضرت یوسفؑ نے اپنی نگاہ زلیخا کی طرف سے پھیر لی اور فرمایا کہ تیسری کیا تمنا ہے۔

زلیخا نے کہا کہ تیسری تمنا یہ ہے کہ تم مجھے اپنے نکاح میں لاؤ تاکہ میں دونوں جہان کی عزت حاصل کرسکوں۔ یہ سُن کر حضرت یوسفؑ دم بخود ہوگئے اور نہایت متفکر ہو کر اپنا سر جھکا لیا اور چپ چاپ ہو بیٹھے۔ ادھر یوسفؑ نے سکوت اختیار کیا اُدہر سدرۃ المنتہیٰ سے حضرت جبرئیلؑ آموجود ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپکو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد کرتا ہے کہ اے یوسفؑ فکر نہ کرو بلکہ ہماری بندی کی تیسری تمنا تم پوری کرو اور ہمیں دیکھو کہ ہم اپنی بندی کی کیسی کیسی تمنائیں اور آرزوئیں پوری کر رہے ہیں کیا تم اسکی ایک تمنا بھی پوری نہ کروگے؟ یہ ارشادِ خداوندی سُنکر حضرت یوسفؑ آبدیدہ ہوئے اور حضورِ خداوندی میں عرض کیا۔ حضور میں اسکی تیسری تمنا پوری کرنے

میں صرف اسلئے متفکر ہوں کہ یہ چونکہ میری محسنہ اور میری مخدومہ ہے اور اس نے مجھ پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں اس لئے میں اس سے نکاح کرتے ہوئے شرماتا ہوں۔

حکم ہوا کہ اے یوسفؑ! یہ زلیخا اب وہ زلیخا نہیں ہے بلکہ جو کچھ اسے اب ملا ہے اور ہم نے اسے دیا ہے یہ تمہارے ہی لئے دیا ہے۔ پس ہمارا حکم ہے کہ تم اس سے نکاح کرو! چنانچہ حضرت یوسفؑ نے منظور کیا اور اسی وقت نکاح ہو گیا۔

جب زلیخا کی یہ تمنا بھی پوری ہو گئی تو اب اسکا خیال اِدھر جا لگا۔ جو پس پردہ اس کی ساری تمنائیں پوری کر رہا ہے۔ زلیخا کا دل خدا کی طرف گیا۔ اور یوسفؑ کا دل زلیخا کی طرف آیا ؎

یاں عشقِ مجازی سے ہوا عشقِ حقیقی ۔۔۔ واں عشقِ حقیقی سے ہوا عشقِ مجازی

زلیخا اور خدا کا عشق

زلیخا کا حُسن و جمال دیکھ کر حضرت یوسفؑ کا دل اُن پر آ گیا اور ایک دن میں ساری مرادیں پوری ہوتی دیکھ کر زلیخا کا دل خدا پر آ گیا۔ یوسفؑ چاہتے ہیں کہ زلیخا میرے پاس بیٹھی رہے زلیخا چاہتی ہے کہ میں اپنی ساری مرادیں پوری کرنیوالے کے سامنے جانماز پہ بیٹھوں۔ نہیں بلکہ ہر وقت اُسکی جناب میں سجدے کرتی رہوں۔

حضرت یوسفؑ نے زلیخا کیلئے ایک محلسرائے کو نہایت درجہ آراستہ و پیراستہ کیا۔ جیسا کہ کبھی زلیخا نے ان کیلئے محلسرا میں آراستہ کیں تھیں اور حضرت یوسفؑ

اپنی محبوبہ کے انتظار میں وہاں بیٹھے ہیں۔ جب رات ہوئی تو زلیخا وہاں لائی گئیں۔ یہاں پہنچکر زلیخا نے اس خلوت خانے کی کسی سجاوٹ کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھا جیسا کہ کبھی یوسفؑ نے زلیخا کی شہ نشینیوں کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ غرضکہ اس خلوتخانے میں پہنچتے ہی زلیخا نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گئیں۔ حضرت یوسفؑ انتظار میں بیٹھے ہیں اور زلیخا اپنے حقیقی خاوند کے جمالِ کمال میں محو مستغرق ہو رہی ہیں۔

نظم

آ گیا دل ربِ یوسفؑ پر وہاں ۔۔۔ بس گیا دل میں مکینِ لامکاں
رک گیا یہ گھر مصور آ گیا ۔۔۔ اب کہاں تصویرِ یوسفؑ کا پتا
اے زلیخا اب ہوئی کچھ چیز تو ۔۔۔ اب ملی بس دو جہاں کی آرزو
اے نمازن ! سامنے پروردگار ۔۔۔ اور پیچھے ہے کہ یوسفؑ بیقرار
اب نہ ہٹیو سامنے والے سے تو ۔۔۔ ٹوٹ جائے گی نماز اے باوضو
مڑ کے دیکھے گی تو پچھتائے گی تو ۔۔۔ کچھ نہیں محراب میں پائے گی تو
اور آگے بڑھ کے پلا تھام لے ۔۔۔ ہاتھ آئے گا نہ یہ موقع تجھے
جس نے یوسفؑ کو بنایا ہے یہی ۔۔۔ جس نے سب کچھ کر دکھایا ہے یہی
یہی ہے جس نے تجھے زندہ کیا ۔۔۔ چھوڑیو اس کو نہ تو اے باحیا
کیسا یوسفؑ اور کیا حسن و جمال ۔۔۔ مل گیا تجھ کو خدائے ذوالجلال

خدا کی پیاری بندی زلیخا خدا کے سامنے سجدے میں پڑی ہے اور یوسف علیہ السلام

اس کے پیچھے بحالت انتظار کھڑے ہیں کہ کب یہ مبارک خاتون نماز سے فارغ ہوں اور کب راحت و آرام فرمائیں مگر یوسفؑ کو یہ خبر نہیں کہ زلیخا کو نماز اور سجدے میں دارین کی راحت و آرام مل گیا ہے اور اسے یوسفؑ سے غرض ہے نہ یوسفؑ کے خلوت خانے سے کچھ کام ہے اور نہ دنیا کی زینت سے کوئی دلچسپی ہے ۔ سہ

اب تو دھن کچھ اور ہی دل میں لگی ‏ ‏ کیسے یوسفؑ اور کیا اُن کی خوشی

آخر کار حضرت یوسفؑ انہیں وہاں سے اٹھا کر خواب گاہ میں لے گئے جہاں سے زلیخا اُلٹے پیروں بھاگیں۔ جن کے پیچھے یوسفؑ بھی بھاگے آگے زلیخا ہے اور پیچھے یوسفؑ ان کے پکڑنے کے لیے چلے آتے ہیں۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ نے زلیخا کا کرتہ پکڑ لیا پھر بھی نہیں رُکیں یہاں تک کہ زلیخا کا کرتہ پھٹ گیا۔

حضرات! یہ وہی جگہ ہے جہاں ایک مرتبہ آگے یوسفؑ اور پیچھے پیچھے زلیخا بھاگ رہی تھیں یہ وہی جگہ ہے جہاں مجبور ہو کر زلیخا نے یوسفؑ کا کرتہ پکڑا تھا اور بھاگتے ہیں وہ پھٹ گیا تھا۔ خدا کی قدرت دیکھئے آج وہی زلیخا ہیں جنکے پیچھے یوسفؑ بھاگ رہے ہیں اور زلیخا یوسفؑ سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہیں۔ جب حضرت یوسفؑ کے ہاتھ سے زلیخا کا کرتہ پھٹ گیا تو اسی وقت خلوت خانہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نمودار ہو گئے اور فرمایا یَا یُوْسُفُ قَمِیْصٌ بِقَمِیْصٍ یعنی اے یوسفؑ! لو یہ کرتے کے بدلے کرتہ ہو گیا۔ زلیخا نے تمہارا کرتہ پھاڑا تم نے زلیخا کا کرتہ پھاڑ دیا۔ لو برابر ہو گئے۔ پھر حضرت یوسفؑ نے زلیخا سے نہایت لجاجت سے کہا۔ ‏ ‏ نظم

یوسفؑ

اے زلیخا وہ محبت کیا ہوئی	کیا میں وہ یوسفؑ نہیں کہہ تو سہی

زلیخا

یوسفا بیشک وہی یوسفؑ ہے تو	مدتوں کی جس کی میں نے جستجو

یوسفؑ

اے زلیخا کچھ تو پھر دل کی کہو	اس قدر کیوں مجھ سے تم بیزار ہو

زلیخا

یوسفا! کیا تجھ سے میں دلکی کہوں	آبسا ہے دل میں اک تجھ سے فزوں

یوسف

اے الٰہ العالمیں یہ کیا ہوا!	قلب ماہیت یہ کیسا ہوگیا

ربّ العزت

یوسفا! کیا کی زلیخا نے خطا	اس کا دل تھا جس کو چاہے دے دیا
ہو گئی بندی ہماری ہو گئی	ہو گئی پیاری ہماری ہو گئی
مصر کا اب حال سنئے ناظریں	کس بلا کی خشک ہوتی ہے زمیں
قحط سالی اس قدر ہو گی وہاں	ملک بھر میں ہو گئی فریاد و فغاں
آئے گی فاقوں پہ نوبت اسقدر	چھائے گی لوگوں پہ ذلت اسقدر
سب کے سب بک جائینگے یوسفؑ کے ہاتھ	یہ دکھائی ہے خدا کو ایک بات

مصر کی قحط سالی

اب صورت حال یہ ہے کہ حضرت زلیخا آپ کے نکاح میں آچکی ہیں اور سلسلہ اولاد بھی شروع ہونیوالا ہے کہ اتنے میں اندرون ملک مصر وہ خوشحالی اور فراخ دستی کے سات سال ختم ہوکر قحط سالی و تنگدستی کے ہیبتناک سال شروع ہوگئے، جسکی پہلی علامت یہ ہوئی کہ آسمان سے مینہ برسنا موقوف ہوا اور لوگوں میں پریشانی پیدا ہونے لگی جس کی نسبت تفسیر معالم و مواہب و مدارک میں لکھا ہے کہ جب ملک مصر میں گرانی و خشک سالی کا پہلا سال شروع ہوا تو مخلوق نے اپنی نقدی یا اپنا روپیہ پیسہ لیکر حضرت یوسفؑ کی طرف رجوع کی اور اناج کے شاہی ذخیروں میں سے غلہ خرید اور وہ سال جوں توں کرکے بدقت تمام پورا کیا۔

پھر جب دوسرا سال شروع ہوا تو لوگ اپنا اپنا زر و جواہر اور گہنا پاتا لیکر آئے اور شاہی ذخیروں میں سے سال تمام کا غلہ خریدا اور نہایت جفاکفا کرکے وہ سال پورا کیا پھر جب تیسرا سال شروع ہوا تو لوگ اپنے اپنے لونڈی غلام دربار شاہی میں بدلے فروخت لائے اور انکے بدلے شاہی ذخیروں میں سے غلہ لیا اور بدقت تمام وہ سال پورا کیا اور پھر جب چوتھا سال شروع ہوا تو لوگ اپنے اپنے چوپائے یعنی ہاتھی اونٹ گھوڑے ٹٹو گائے بیل بھیڑ بکریاں لیکر آئے اور انکے معاوضہ میں غلہ خریدا اور بمشکل وہ سال پورا ہوا اور جب پانچواں سال شروع ہوا تو مصر کے لوگ سخت حیران و پریشان ہوئے

اور پھر انہیں یہ تدبیر بن آئی کہ اپنی حویلیاں جائداد اور باغات کے کاغذات دربار شاہی میں لائے اور ساری املاک یوسفؑ کے ہاتھ فروخت کر کے غلہ حاصل کیا اور نہایت دشواری سے وہ سال اختتام کو پہنچایا ۔ اور پھر جب چھٹا سال شروع ہوا تو اب غلہ فراہم کرنے کیلئے اُنکے پاس کوئی شے باقی نہیں رہی ۔ آخر مجبوری ولاچاری اولاد یا فرزندوں کے بیچنے پر نوبت آئی اور جملہ رعایا نے حضرت یوسفؑ کے ہاتھ اپنی اولاد فروخت کی اور سال بھر کا غلہ حاصل کیا اور مر پٹ کر وہ سال بھی گزرا ۔

پھر جب ساتواں سال شروع ہوا تو اب سوائے اپنی جان کے کچھ کسی کے پاس نہ تھا سخت پریشانی وحیرانی لاحق ہوئی اور فاقہ کشی کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ صدہا لوگ مرنے شروع ہو گئے ۔ آخر کار تمام مصر کے لوگوں نے اپنا خطِ غلامی لکھا اور سب کے سب آکر یوسفؑ کے غلام ہو گئے ۔ اُسوقت حضرت یوسفؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا

نظم

ایک ہے تو اے عزیزؐ ذو لنتقام	کس قدر کیتا ہے تو بدلے تمام
مصر کے بازار میں یوسفؑ بکا	تُو نے اُس کا اسقدر بدلہ دیا
مصر سارا بک رہا ہے میرے ہاتھ	واہ تیری شان اے عالی صفات
اس غلامی کا لیا یہ انتقام	مصر کی مخلوق سب کر دی غلام

آپ موتی اور جواہر میں تُلے
مصر سارا حُسن کے دالوں پہ بکے

غزل توحید

جسے چاہے سلطان بنا دے الٰہی
جسے چاہے دَر دَر پھرا دے الٰہی

گدا سے عداوت نہ سلطاں سے اُلفت
جسے چاہے جو کچھ بنا دے الٰہی

فلک پر جسے چاہے مولا بٹھا دے
کنوئیں جسکو چاہے جھکا دے الٰہی

سزاوار اس کا اگر ہے تو ہے
جسے چاہے جیسی سزا دے الٰہی

کسی کو زلیخا کا آقا بنا دے
کسی سر پہ آرے چلا دے الٰہی

کسی کو کلیمی کا دے مرتبہ تو
کہیں آگ میں گُل کھلا دے الٰہی

بگاڑے بنے کو ترا دستِ قدرت
تو بگڑے کو چاہے بنا دے الٰہی

بنا دے شہنشاہ عفریت جن کو
سلیماں کو در در پھرا دے الٰہی

ترے ہاتھ عزت ترے ہاتھ ذلت
نہ دے جسکو تو چاہے یا دے الٰہی

بنی اور بگڑی میں ثابت قدم رکھ
ہمیں ہر روش میں مزا دے الٰہی

مسلماں راضی ہوں تیری رضا پر
انہیں ذائقہ یہ چکھا دے الٰہی

خداوندا اپنی کریمی کا صدقہ
معاصی سے ہم کو بچا دے الٰہی

مقلد یہ اسحاق شاکر اگر ہو
تعجب نہیں جو بنا دے الٰہی

حُسن کی تاثیر

جب ساتواں سال اس قحط سالی کا گزر رہا تھا تو اندرون سال غلّے کے ذخیرے ختم ہوگئے اور لوگ الجوع الجوع پکارنے لگے یہاں تک کہ ہلاکت پر نوبت آگئی یہ حال دیکھ کر جناب یوسفؑ نے عام طور پر منادی کرائی کہ فلاں فلاں وسیع میدان میں ہم اپنا عظیم الشان دربار قائم کرینگے اور لوگوں میں جو عام بھوک کی شکایت ہے اُسے دفع فرمائینگے ۔

چنانچہ یہ اعلان سنکر تاریخ مقررہ پر اس میدان میں اسقدر مخلوق آئی کہ جس سے وہ میدان کا میدان لبریز ہوگیا اور بھوکے پیاسے غلامانِ یوسفؑ صبح ہی سے آموجود ہوئے جہاں اُونچے مقام پر حضرت یوسفؑ کیلئے ایک ممبر بچھا ہوا ہے اور حضرت یوسفؑ کا انتظار ہو رہا ہے چنانچہ بعد انتظار بسیار کے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے حضرت یوسفؑ تشریف لائے اور اپنے ممبر پر رونق افروز ہوئے اور سب کو مخاطب کرکے فرمایا۔

لوگو! میں نے تم سب کو غلامی سے آزاد کیا اور ساتھ ہی اسکے تمام وہ مال و دولت جو تم نے غلہ خریدنے کیلئے شاہی خزانے میں جمع کیا تھا واپس کیا اور تمہاری جائداد املاک تمہیں کو بخشی اور اے لوگو! یہ جو کچھ بھی ہوا یہ سب قدرت خداوندی کا ایک کرشمہ تھا اور اس میں میرا اور تمہارا سب کا امتحان اُسے منظور تھا کیونکہ اُسے اور مجھے تمہاری دولت اور حشمت کی کچھ ضرورت نہیں۔ لوگو! وہ اکیلا وحدہٗ لاشریک ہے اور میں اس کا ایلچی یا نبی ہوں، پس لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یُوسُفُ صِدِّیْقُ اللّٰہِ کہو اور اُس خدائے یکتا پر

سب کے سب ایمان لے آؤ۔ یہ سنکر ادہر تمام میدان میں کلمۂ توحید کی گونج پیدا ہوئی ادہر جناب یوسفؑ نے نقاب اپنے چہرۂ پر انوار سے ہٹا دی اب جو مخلوق کی نظر آپکے چہرۂ پر انوار پر پڑی ششدر اور حیرت زدہ ہو کر سات رات دن تک وہیں کے وہیں بیٹھے رہ گئے اور کسی میں حس و حرکت تک باقی نہ رہی اور اتنے روز تک کسی کو بھوک معلوم ہوئی نہ پیاس :۔

نظم

حسن کی تاثیر دیکھی اور سنی
بھوک تک انسان کی جاتی رہی

محوِ حیرت ہو گئے پیر و جواں
بندھ گئیں ہر ایک کی بس ہچکیاں

یہ تو ایک بندے کو بخشا ہے کمال
آہ کیا کچھ ہوگا تو اے ذوالجلال

حال بس تیری تجلی کا کریم
کر گئے ہیں کچھ بیاں موسیٰؑ کلیم

طورِ سینا سے ملا ہے کچھ پتا
ذرہ ذرہ ہو کے جب وہ گر گیا

یا خدا تیری تجلی ہو نصیب
اور تیرا دیدار ہو ہم سب سے قریب

یا خدا ایمان دے اسلام دے
کفر سے ہم کو بچا اور شرک سے

حضرت یوسفؑ کا زہد

لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام قحط سالی کے ایام میں مہینوں اور برسوں بھوکے رہے کبھی پیٹ بھر کے آپنے کھانا نہیں کھایا۔ یہ حال دیکھ کر ندیم اور مصاحبین کبھی کبھی آپ کی خدمت میں عرض کرتے کہ حضور! تمام ملک مصر اور اسکے لبریز خزانے آپ کے

قبضہ میں ہیں اور آپ جملہ اشیاء کے واحد مالک ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جناب اکثر فاقہ کشی فرماتے ہیں اور شکم سیر ہو کر کھانا کیوں نہیں تناول فرماتے ہیں؟

جواباً حضرت یوسف علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے مصاحبین! میں ڈرتا ہوں اس امر سے کہ میں اگر شکم سیر کھانا کھاؤں گا تو بھوکوں کی قدر نہ کر سکونگا اور انہیں بھول جاؤنگا اور قحط کے دفع کرنے کی تدابیر پھر مجھ سے نہ ہو سکیں گی۔

صاحب قصص ذخیرۃ الملک کے پانچویں باب میں نقل کرتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب جناب یوسفؑ تخت سلطنت پر بیٹھے تو روز بروز نحیف و ناتواں ہونے لگے۔ لوگ آپ سے اکثر اس کا سبب دریافت کرتے مگر آپ کسی کو کچھ جواب نہ دیتے۔

مدت کے بعد ایک روز جب آپ کے وزیر مشیر نے نہایت اور بہت زیادہ اصرار سے پوچھا کہ حضور والا لاغر ہوئے چلے جا رہے ہیں حالانکہ تمام مصر کے مالک ہیں نیز یہ کہ جناب کو اگر کوئی اندرونی مرض لاحق ہے تو ارشاد فرمائیں تاکہ حکیم طبیب آپ کے معالجہ میں مصروف ہوں آپ نے فرمایا مرض جو کچھ ہے وہ مجھے معلوم ہے اور علاج اُسکا جو کچھ ہے وہ بھی مجھے معلوم ہے لوگوں نے عرض کیا وہ کیا مرض ہے اور اُس کا کیا علاج ہے؟ آپ نے فرمایا آج پورے ستر سال سے میرا نفس اس بات کا آرزومند ہے کہ میں اُسے پیٹ بھر کر کھانا دوں مگر میں نہیں دیتا اور نہ دوں گا۔ اور یہ مشقت صرف اسلئے میں نے اپنے نفس پر ڈالی ہے کہ بھوکوں اور محتاجوں کی معیت حاصل ہو۔ جو حال بھوکوں اور مسکینوں کا ہے وہی حال اپنا بھی رہے۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں اور مجھے دہشت معلوم ہوتی ہے:۔

نظم

کل قیامت میں اگر ہو یہ سوال — پوچھ بیٹھا مجھ سے ربِّ ذوالجلال
یوسفا! تو بادشاہِ مصر تھا — پاس کچھ فاقہ زدوں کا بھی کیا
کیا معیّت میرے مسکینوں سے کی — یا فقط ہوتی رہی تن پروری
کیا دیا دُنیا میں محتاجوں کا ساتھ — یا بڑھاتے ہی رہے بس اپنی بات
کچھ غریبوں سے بھی رکھی دوستی — یا فقط ہوتی رہی تن پروری
کچھ نہیں بن آئیگا مجھ کو جواب — مجھ سے لے بیٹھے اگر وہ یہ حساب
اس لئے فاقہ سے الفت ہے مجھے — تاکہ بھوکوں سے نہ ہو نفرت مجھے
فاقہ مستوں کا ہے ہیرو لیں گھر — ہے فقط فاقہ کشی کا یہ اثر
اللہ اللہ زاہدِ یوسفؑ واہ واہ — چاہیئے ہم بھی چلیں بس ایسی راہ

کنعان میں قحط

جب قحط سالی کا خوفناک اثر کنعان میں پہنچا اور وہاں بھی مخلوق بھوکی اور پیاسی مرنے لگی اور سخت بے چینی پیدا ہوئی تو اہلِ یعقوبؑ میں ہلچل پڑ گئی اور قحط سالی کا زیادہ اثر انکو بھی محسوس ہوا تو تمام فرزندانِ یعقوبؑ جمع ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے والدِ بزرگوار! ہم نے سُنا ہے کہ شہر میں ایک بادشاہ ہے جسکی سخاوت اور عدل کا عالم میں ڈنکا بج رہا ہے اور اُسکے لبریز

خزانے مخلوق پر مینہ کیطرح برس رہے ہیں اور اس عالمگیر قحط میں اُسکی رعایا دونوں وقت خوب شکم سیر ہو کر کھاتی اور پیتی ہے اور کوئی شخص راتکو بھوکا نہیں سوتا جناب اسرائیل اللہ حضرت یعقوبؑ نے فرزندوں کی باتیں سنیں اور سُنکر اُنکی تصدیق فرمائی اور کہا فی الحقیقت شاہ مصر کے اوصاف میں بھی کچھ ایسے ہی سُن رہا ہوں اور اسکی جود و سخا کا مجھے بھی اچھی طرح سے علم ہو چکا ہے اور یہ علم آپکو اسطرح ہوا کہ کنعان میں سرِراہ آپ کا عبادت خانہ بنا ہوا ہے جہاں آپ ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور آپ راہ چلتے مسافروں کی زبان سے شاہ مصر کے عجیب و غریب حالات سنتے رہتے ہیں اور بعض مسافروں کو آپ آواز دیکر بلاتے ہیں اور شاہ مصر کے حالات غور سے سنتے ہیں اور اپنے دلمیں تمنا کرتے ہیں کہ کاش مجھ میں چلنے پھرنے کی طاقت ہوتی تو میں اُس بادشاہ سے جو کہ پیغمبروں کے سے اوصاف رکھتا ہے ضرور جاکر ملتا اسکی زیارت کرتا اور اُس عادل بادشاہ سے اپنے گم شدہ یوسفؑ کی تلاش بھی کرتا مگر کیا کروں مجبور ہوں۔

غرضکہ فرزندوں کی آپ نے تصدیق فرمائی اور کہا کہ بیشک بادشاہ مصر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ اچھا پھر کیا چاہتے ہو؟ فرزندوں نے کہا کہ ہم آپ سے اس امر کی اجازت چاہتے ہیں کہ ہم سب ملکر شہر مصر کو روانہ ہوں اور ہم بھی اُس سخی بادشاہ کی سرکار سے کچھ غلہ وغیرہ لیکر آئیں تاکہ ہمارے بال بچوں میں بھی کچھ خوشحالی نظر آئے۔ گو ہم خطاوار اور گنہگار ہیں۔ مگر ہمارے خاندان کے چھوٹے چھوٹے بچے اور تمام گھرانے کی معصوم و بے خطا عورتیں جن پر فاقے گذرتے ہیں ہم سے نہیں دیکھے جاتے حضرت یعقوبؑ اپنے خاندان کی افسوسناک حالت سنکر

سخت مغموم ہوئے یہاں تک کہ جناب کے آنسو نکل آئے اور فرمایا کہ اچھا میں صرف اجازت ہی نہیں دیتا ہوں بلکہ فہمائش کرتا ہوں کہ تم بادشاہ مصر کی خدمت میں جاؤ اور ضرور کچھ تحفے تحائف بھی اپنے ساتھ لیجاؤ۔ یہ سُنکر فرزندانِ اسرائیلؑ عرض کرنے لگے کہ اے والدِ بزرگوار! ہماری حالت نہایت نازک ہوگئی ہے اور ہم رات دن کی فاقہ کشی و تنگدستی سے اس قابل نہیں رہے ہیں کہ شاہ کی خدمتمیں پیش کرنیکے قابل تحفے لے جاسکیں۔ آپنے فرمایا۔

نظم

ہے کریم النفس وہ شاہ زماں ‖ اور سخی ہے اسقدر وہ بیگماں
ہو رہی ہے رات داد و دہشت ‖ مصر گویا بن رہا ہے اک بہشت
کچھ نہیں لیتا کسی سے وہ کریم ‖ مفت دے دیتا ہے وہ دولت عظیم
قدرداں مخلوقِ یزداں کا ہے وہ ‖ شاہ ہوکر خادمِ انساں کا ہے وہ
جاؤ تم بھی اُسکی خدمت میں ضرور ‖ پاؤ گے بیشک مسرت اور سرور

بھائیوں کی روانگی

جملہ فرزندانِ یعقوبؑ شہر مصر جانے کیلئے تیار ہوتے ہیں اور وہاں سے کامیاب ہوکر آنیکے خواب ابھی سے دکھائی دینے شروع ہوگئے ہیں مگر اپنی موجودہ حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ نہایت افلاس اور تنگدستی کی نظر آتی ہے۔ اتنا سامان بھی میسر نہیں کہ کچھ بطور تحفے تحائف کے بادشاہ مصر کی خدمت میں لیجا کر پیش کرسکیں ایک دوسرے کو

مایوسانہ دیکھتا ہے اور کہتا ہے کیا خالی ہاتھ بادشاہ کے دربار میں جا کھڑے ہوں! آخر حضرت یعقوب علیہ السلام نے کچھ بندوبست کیا۔ وہ یہ کہ کچھ تازہ پنیر اور کچھ تھوڑا اسا رنگا ہوا اُون اور روغن چلغوزہ وغیرہ۔ غرضکہ نہایت قلیل اور مختصر تحائف اُنکے ساتھ کئے اور ایک ایک اونٹ سواری کیلئے اور اپنے چھوٹے فرزند بنیامین کو اپنے پاس رکھا۔ باقی جملہ فرزندوں کو بہت کچھ نصیحتیں اور وصیتیں کر کے شہر مصر کی طرف روانہ کر دیا۔

اب یہ دس شتر سواروں کا مختصر سا قافلہ منزل بمنزل رستہ طے کرتا ہوا مصر کی جانب بڑھا چلا جا رہا ہے۔ جن کی شکستہ حالی و مسکنت اُنکے چہروں سے آشکارا ہے اور قحط سالی کے خوفناک حملے سے وہ پسپا ہو چکے ہیں اور قحط سالی کے خوفناک حملے سے وہ پسپا ہو چکے ہیں اور نہایت واجب الرحم ہو گئے ہیں۔

نظم

بڑی سخت مشکل میں یہ آگئے
سزا انتقامی کی یہ پا گئے
تھی شہ زور جن کی جماعت کبھی
عجب اُنکی فاقوں سے نوبت ہوئی
چلے لینے کچھ اس کے دربار سے
کنوئیں میں جسے ہل کے دھکے دیئے
جسے چند درہم کو بیچا تھا کل
دیا تھا جسے کل غلامی کا پھل
چلے آج اُس کی سلامی کو سب
چلے آج اُس کی غلامی کو سب

مصر میں پہنچنا

مصر کی سنئے! کیا کیا تیاریاں ہیں اور کیا کیا ساز و سامان ہیں! یہاں شاہ مصر

حضرت یوسفؑ کی یہ کیفیت ہے کہ والدِ ماجد حضرت یعقوبؑ کیلئے بے چین ہیں اور اُنکے فراق میں کوئی شے آپ کو اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے ہر وقت انہیں کا دھیان ہے۔ اور اُنہیں کا تصور۔ بلکہ وطنِ مالوف کی طرف یہاں تک دل بے چین ہے کہ شہر سے باہر کنعانی رستے پر ایک عظیم الشان مکان آراستہ کیا ہے جس میں آنیوالے قافلے رات دن آکر اُترتے ہیں اور اپنے آنیکی غرض وغایت بادشاہ کی خدمت میں بذریعہ تحریر پیش کرتے ہیں اور نیز اُس محلِ عالیشان کے خدام کو یہ حکم ملا ہُوا ہے کہ جب کوئی نو وارد قافلہ مصر میں داخل ہونے کیلئے آئے تو پہلے اُسے یہاں ٹھیراؤ اور پھر اُنکے یہاں آنے کا مدعا اور جملہ حالات لکھ کر ہمارے سامنے پیش کرو کہ کہاں سے آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ اس سے جناب یوسفؑ کا اصلی مقصود یہی ہے کہ کنعانی قافلہ آئے اور پیارے باپ کا حالِ زار کچھ معلوم ہو سکے۔ القصہ سالہا سال گزرے چلے جاتے ہیں۔ دنیا جہان کے قافلے آتے ہیں۔ ٹھیرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ مگر نہیں آتا ہے تو کنعانی قافلہ جس کے انتظار میں اُس عظیم محل مسافرین پر لکھوکھا روپیہ صرف ہو رہا ہے۔

آخرکار ایک وہ مبارک دن آیا کہ ایک کنعان کا چلا ہوا قافلہ اس محلِ مسافرین پر آکر مقیم ہوا۔ خدامِ مسافرین کیا دیکھتے ہیں کہ دس شتر سوار ہیں جو نہایت وجیہہ صورت اور بزرگ معلوم ہوتے ہیں اور اُن کے چہروں سے رعب و داب برس رہا ہے اسلئے نہایت تعظیم و تکریم سے ان لوگوں کو خدام نے ٹھیرایا اور اپنے قاعدے کے مطابق اُن شتر سواروں سے تمام باتیں دریافت کیں۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنا

حسب ونسب اور اپنا نام ونشان اور اپنے آنیکی غرض وغایت سب بتائی۔ خدام نے تمام باتیں لکھیں اور پھر ان مسافرین کو بڑی تعظیم وتکریم سے محل مسافرین میں ٹھہرایا اور روزنامچہ تیار کیا اور پھر وہ روزنامچہ کا کاغذ دربار شاہی میں روانہ کیا۔

جناب یوسفؑ کا معمول تھا کہ آپ روزانہ مسافرین کی فہرست خود ملاحظہ فرمایا کرتے تھے اور اس سے آپکو صرف کنعانی مسافروں کی تلاش تھی۔ آخر آج شب کے وقت جب وہ روزنامچہ پیش ہوا تو اسکی پیشانی پر کنعانی قافلہ لکھا ہوا تھا۔ جسے دیکھتے ہی آپ بیچین ہوگئے اور فوراً وہ کاغذ ہاتھ میں اٹھا لیا گو اسوقت افراط خوشی میں آپ کا ہاتھ تھر تھر کانپ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے تھے۔ مگر دل تھام تھام کر اس کاغذ کو بغور ملاحظہ فرمانا شروع کیا جس میں سب سے پہلے آپکو یہودا اور شمعون کے نام نظر آئے اور پھر سوائے بن یامین کے اور تمام بھائیوں کے نام لکھے دیکھے آخر آپ کو اس خوشی کی سہار نہ ہوسکی۔

نظم

بھائیوں کے نام لکھے دیکھ کر
ہوگئے بیہوش یوسفؑ سربسر

اسقدر پیدا ہوئی دل میں خوشی
ضبط کی طاقت نہ حضرت میں رہی

آج گزرے ہیں جسے بتیس ۳۲ سال
مدتوں میں سامنے آیا وہ حال

دیر میں پھر ہوش آیا آپ کو
اور وزیروں نے سنبھالا آپ کو

اور پھر دریافت حضرت سے کیا
خیر ہے یہ دشمنوں کو کیا ہوا

کون سے ایسے مسافر آگئے
جنکے ناموں سے حضرت بیخود ہوئے

کیا وطن کا قافلہ ہے یہ کوئی
بولے حضرت کیا کہوں یہ کون ہیں
صورتیں ہیں سب یہ میرے باپ کی
آہ یہ فاقوں کے مارے آئے ہیں
جن کا تھا برسوں سے مجھ کو انتظار
اب خدا چاہے ملے والد سے ہم
مصر اب کنعان سے بل جائے گا

انتہا کی جس سے دلچسپی ہوئی
واسطے جن کے ہوا بے چین ہیں
یہ مرے بھائی ہیں اور میرے اخی
ملک سب قربان کر دوں ان پہ میں
آ گئے صد شکر وہ لیل و نہار
اب ہوا اللہ کا فضل و کرم
مصر کا والی مرادیں پائے گا

دربار میں آنا

حضرت یوسفؑ نے پھر وزیروں اور اُس محل کے خادموں کے نام حکم جاری کیا کہ وہ نیا قافلہ جو کنعان سے آیا ہے اُس کو نہایت آرام و راحت سے ٹھہرایا جائے اور انکی مہمانداری میں انتہائی کوشش کی جائے۔ اور تمام مصری تکلفات اُنکے سامنے پیش کر دیئے جائیں۔ وہاں کیلئے یہ حکم ہے اور یہاں یہ کیفیت ہے کہ دربار آراستہ ہونا شروع ہو گیا اور اس درجہ آراستہ و پیراستہ ہوا کہ آجتک کبھی دربار یوسفیؑ ایسا نہیں تیار ہوا تھا۔ یہ صورت اور تیاریٔ دربار کا جوش و خروش دیکھ کر سوائے چند وزراء کے تمام حالی موالی اور تمام رعیت دریائے تعجب میں غوطہ زن تھی کہ آج ایسے کون لوگ دربار میں آتے ہیں جن کیلئے اسقدر تیاریاں ہیں اور انتہا درجہ کے تکلفات کئے جا

رہے ہیں۔ ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھتا ہے اور شوکت یوسفی سے دم بخود ہے کوئی کسی سے پوچھ نہیں سکتا کہ کون آتا ہے اور دربار میں کیا ہونیوالا ہے صرف دربار ہی نہیں آراستہ ہے بلکہ سارا شہر دُلہن کی طرح سجایا گیا ہے جب تمام تیاریاں ہوگئیں تو حضرت یوسفؑ نے حکم دیا کہ وہ کنعانی مسافر نہایت اعزاز کیساتھ ہمارے دربار میں پیش کئے جائیں۔ چنانچہ یہ حکم پاتے ہی اُدھر حالی موالی کنعانی مسافروں کا جلوس در دربار میں لانے کیلئے چلے اِدھر خود جناب یوسفؑ نے وہ لباس فاخرہ جو آج تک نہیں پہنا تھا زیب تن فرمایا اور نہایت پُر تکلف تخت زریں پہ آکر رونق افروز ہوگئے جن کے دونوں طرف وزارت کی زریں کرسیاں اور اُن کے عقب میں تمام غلامان و حسینان مصر زرق برق لباسوں میں پھولتی ہوئی شفق کے مانند تہ بہ تہ اسطرح استادہ ہوئے جیسے چاند پہ حالہ یا سورج کی کرنیں ہوتی ہیں۔

القصہ تزک و احتشام سے کنعانی مسافروں کا جلوس محل مسافرین سے چلا اور خراماں خراماں تمام مصر کی سیر دیکھتا ہوا دربار شاہی تک آپہنچا جس کو خدائے پاک فرماتا ہے۔ وَجَاءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ہ یعنی یوسفؑ کے بھائی دربار میں داخل ہوئے تو یوسفؑ نے اُنہیں پہچان لیا مگر اُنہوں نے یوسفؑ کو نہیں پہچانا:۔

نظم

کس طرح پہچانتے یوسفؑ کو وہ | اور کیونکر جانتے یوسفؑ کو وہ
دس برس کی جان کو رخصت کیا | قافلے کے ایک مالک کو دیا

آج جس کو ہو گئے بتیس سال
اُن کو یوسفؑ کا تصور بھی نہ تھا
مصر کے دربار میں آئے تھے وہ
کیسے یوسفؑ اور کیا اُن کا خیال
شاہ کو دیکھا کہ ہے وہ باحجاب

ذہن تک میں نہ تھا جس کا خیال
بلکہ تھا مقصود اپنا مدعا
اور اپنی ہی غرض لائے تھے وہ
بلکہ ہے مقصود اپنا عرض حال
اور چہرے پر پڑی ہے اک نقاب

بادشاہ سے ہمکلامی

دربارِ مصر کی شان و شوکت اور شاہ مصر کا رعب وداب دیکھ کر یہ دس کے دس کنعانی مسافر ششدر ہو گئے اور حیرت زدہ ہیں کیونکہ آجتک اُنہوں نے کبھی شاہی دربار دیکھا نہ تھا اور نہ کسی بادشاہ سے ہمکلامی ہوئی تھی۔ تاہم انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور نیچی نگاہ کرکے نہایت ادب کیساتھ بادشاہ کی خدمتمیں سلام عرض کیا۔ بادشاہ مصر نے سلام کا جواب دیا اور نہایت مشفقانہ لہجہ میں ان مسافروں سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ اور یہاں قدم رنجہ فرمانے کا مدعا کیا ہے؟ جب بادشاہ مصر نے باوجود انتہائی جاہ وجلال کے بیحد شفقت اور محبت سے دریافت حال کیا تو ان کنعانی مسافروں کے دل اور بھی زیادہ بڑھ گئے اور انہیں تمام اپنا حال سقیم اور اپنی تمام کیفیت بیان کردینے کا حوصلہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ سب سے بڑے بھائی یہودا اور شمعون شاہی تخت ہی کی جانب متوجہ ہوئے اور عرض حال شروع کیا۔

نظم

کیا کہیں، ہم کون ہیں اے ذی پناہ
عرض کیا اپنا کریں حال تباہ

کیا کہیں شاہا! کہاں سے آئے ہیں
آپ سے کیا عرض حال اپنا کریں

کیا کہیں کیا مدعا لائے ہیں ہم
کیا کہیں اے صاحب جود و کرم

اک کرم ذات کے دلبند ہیں
حضرت یعقوبؑ کے فرزند ہیں

شہر کنعان سے چلے آتے ہیں ہم
آہ اپنا آج کھلتا ہے بھرم

حیف یاری دے نہیں سکتی زباں
حال اپنا کر نہیں سکتے بیاں

اس بھرے دربار میں ہم کیا کہیں
کیا مصیبت کھینچ لائی ہے ہمیں

یہودا اور شمعون یہانتک پہنچکر خاموش ہوگئے، جناب یوسفؑ سمجھ گئے کہ یہ آگے بیان کرتے ہوئے مجمع عام میں شرماتے ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ رمال حضرت یوسفؑ کا آنسوؤں سے تر ہے اور یہودا کے فقرے فقرے پر لڑیاں آنسوؤں کی جاری ہیں تاہم جناب نے ذرا اپنی طبیعت کو روک کر فرمایا کہ اچھا تم لوگ ہمارے تخت کے قریب آجاؤ اور اپنا مفصل حال بیان کرو کہ ہمیں تمہارا حال زار سننے سے بیحد دلچسپی ہے اور بہت شوق ہے۔ ہم تمہاری داستان سن رہے ہیں چنانچہ وہ دونوں بھائی تختِ شاہی کے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور پھر انہوں نے تخت شاہی کو بوسہ دیکر اپنا عرض حال شروع کیا۔ نظم

قحط سالی وہ ہوئی اے بادشاہ
شہرِ کنعاں ہوگیا جس سے تباہ

آلِ اسرائیلؑ فاقے مرتے ہیں … آہ وہ الجوع ہر دم کرتے ہیں
بے خطا اور بے زباں بچے تمام … آہ وہ روتے ہیں بھوکے صبح و شام
کچھ عطا ہو جائے ان کے واسطے … اے سخی! کچھ حکم ہو ان کے لئے
آپ کی دریا دلی مشہور ہے … پرورش بس آپ کو منظور ہے
اور کرتے ہیں سفارش آپ سے … آئے ہیں یعقوبؑ کے بھیجے ہوئے
مدح خواں ہیں آپکے وہ بھی کمال … پوچھتے ہیں ہر کسی سے یاں کا حال
سُن کے یہ یوسفؑ کی ہچکی بندھ گئی … روتے روتے ہو گئی نوبت بری
راز کھل جانے کے ڈر سے پھر جناب … ظاہرا کرنے لگے اُن پر عتاب

عتاب ظاہری

جناب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ میرے ضبط نہ کرنے اور زیادہ رونے سے کہیں یہ لوگ اپنے دل میں شبہ نہ کر بیٹھیں کہ یہ یوسفؑ ہے۔ فوراً پلٹ گئے اور ذرا غصہ نما لہجہ میں فرمایا اے کنعانی مسافرو! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ جاسوس ہو اور کسی بادشاہ کے بھیجے ہوئے آئے ہو تاکہ میرے ملک کا راز اس سے جا کر بیان کرو، سچ بتاؤ کیا بات ہے؟

برادرانِ یوسفؑ بادشاہ کے عتاب اور غصے سے بیحد خائف ہوئے اور ڈرتے ڈرتے سب نے کہا اے بادشاہ! ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہم جاسوس ہوں

کسی بادشاہ کے بھیجے ہوئے آئے ہوں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ خدا ہمیں ایسی باتوں سے بچائے۔ حاشا وکلاّ۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ ہم حضرت یعقوبؑ کے فرزند ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کے پوتے ہیں اور ہم صرف حضور کی سخاوت سُنکر یہاں آئے ہیں۔ تاکہ کچھ کھانے پینے کا سامان اپنے بال بچوں میں لے جائیں۔

پھر آپ نے دریافت کیا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ تم اپنے باپ یعقوبؑ کے کے فرزند ہو؟ عرض کیا کہ حضور! ہمارے والد ماجد کے بارہ فرزند تھے جن میں سے ایک چھوٹے فرزند کو بھیڑیا کھا گیا۔ اور اُس سے چھوٹے بن یامین کو والد کے پاس چھوڑا اور بڑے دس ہم آپ کے سامنے موجود ہیں۔ سوال ہوا۔ کیا تمہارے والد حیات ہیں؟ حضور ہاں حیات ہیں۔ اچھا تم چھوٹے بھائی بن یامین کو اپنے ساتھ کیوں نہیں لائے؟ حضور! اُسے والد ماجد نے نہیں بھیجا کیونکہ انہیں خوف تھا کہ کہیں اُسے بھی بھیڑیا نہ کھا جائے جیسا کہ اس سے پہلے یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا۔ جناب یوسفؑ نے یہ سُنکر نقاب کے اندر تبسم فرمایا اور ہنس کر دریافت کیا۔ کیوں جی تمہارے ملک کے بھیڑیئے ایسے شقی ہیں کہ پیغمبر زادوں کا گوشت کھاتے ہیں؟ یہ سُنکر بھائیوں کی پیشانی شرمندگی کے پسینے سے تر ہو گئی۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ یہ سخت نادم ہوئے۔ جلدی سے گریز کی اور دوسری باتیں پوچھنی شروع کر دیں کہ کہیں راز افشا نہ ہو جائے۔ پھر ادھر اُدھر کی باتیں کر کے فرمایا اے کنعانی مسافرو! تمہارے چھوٹے بھائی یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کھایا تو اسکا کُرتہ دھجیاں دھجیاں ہو گیا یا سالم رہا؟ نہیں حضور! یوسفؑ کا کُرتہ سالم رہا جسے ہم نے اپنے والد ماجد کو

جا کر دیا۔ فرمایا یہ عجیب بات ہے کہ بھیڑیئے نے یوسفؑ کو پھاڑا اور یوسفؑ کا کرتہ بالکل صحیح وسالم اُسکے بدن سے اُتار کر رکھدیا اور فسوس کہ اُس بھیڑیئے نے یوسفؑ کے کرتے کا تو لحاظ کیا اور یوسفؑ ابن یعقوبؑ ابن ابراہیم خلیل کا ذرا لحاظ نہ کیا۔ بھائی پھر شش وپنج میں ہوئے کہ پھر آپ وہاں سے گریز کر گئے اور فرمایا کیوں جی تمہارے چھوٹے بھائی کا نام بن یامین کیوں ہے؟ عرض کیا کہ اس کی والدہ راحیل اُسے دُودھ پیتا چھوڑ کر گزر گئی تھی۔ اور حضرت یعقوبؑ نے دایہ کا دودھ پلا کر پرورش کیا تھا۔ اسلئے اسکا نام بن یامین مشہور ہوا پھر آپ نے فرمایا کہ کیوں جی اگر میں تمہاری کذب بیانی کے صلہ میں قید خانہ بھیجدوں تو کیا ہو! اتنا سُنتے ہی سب کے سب لرز گئے اور تھر تھر کانپتے ہوئے دست بستہ یہ کہنا شروع کیا کہ حضور!

نظم

قید کر دیں گے اگر ہم کو جناب
آلِ اسرائیلؑ بس ہو گی خراب

آپ ہیں گر بادشاہِ بحر و بر
رحم فرمائیں ہمارے باپ پر

جو فراقِ یوسفیؑ میں ہیں تمام
زندگی ہو جائے گی ان پہ حرام

عورتیں معصوم بچے بے گناہ
گھر کا گھر ہو جائے گا بالکل تباہ

رحم فرمائیں ہمارے حال پر
جس کی ہے ہم کو ضرورت سر بسر

اتنے گھبرائے کہ بس سب رو دیئے
شاہ کے بھی جس پہ آنسو گر گئے

کر لیا منظور حضرت نے شتاب
کیونکہ وہ تو ظاہری تھا اک عتاب

رخصت کی تیاری

جب ان مسافرین کنعانی کو شاہی حضوری میں کئی روز بڑے بڑے تکلفات میں گزر گئے تو اب انکو اپنے اہل وعیال یاد آنے شروع ہوئے۔ اور والد ماجد حضرت یعقوبؑ کا تصور بندھا کہ وہ ہمارے لئے بیحد انتظار کرتے ہونگے اور نہ معلوم چھوٹے چھوٹے بچوں کی کیا حالت ہوگی اور فاقہ کشی سے خاندان کی کیا نوبت ہوئی ہوگی۔ یہ خیال کر کے بادشاہ کی جناب میں عرض کیا کہ حضور! اب ہمیں رخصت عطا فرمائیں۔ کیونکہ ہمارے اہل وعیال اور ہمارے والد بزرگوار ہمارے لئے بیحد ملول ہونگے اور ہماری مفارقت میں نہ معلوم اُن کا کیا حال ہوا ہوگا۔ لہذا ہمیں رخصت فرمائیں۔ جس کا جواب بادشاہ نے یہ دیا کہ اچھا ہم تم لوگوں کو جانیکی اجازت دینگے۔ اور بڑی خوشی سے رخصت کریں گے مگر ہم کو تمہاری نسبت بہت سے شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ جس کے متعلق ہمارے خیال میں یہ نہایت انسب معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے سوتیلے بھائی بن یامین کو لا کر ہمارے سامنے پیش کرو۔ اور ہم اُس سے تمہارے بارے میں دریافت کریں کہ آیا تم لوگ کہاں تک سچے ہو! پس اگر تم نے ایسا کیا اور اپنے بھائی بن یامین کو یہاں لے آئے تو ہم بیشک تمہیں مالا مال کر دیں گے اور بہت کچھ تمہاری خدمت بجالائیں گے۔

کنعانی مسافروں نے وعدہ کیا اور نہایت سچے دل سے اقرار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنی سچائی کیلئے اپنے بھائی بن یامین کو ضرور لائینگے اور بہت جلدی لا کر حاضر

دربار کرینگے۔ جواب ملا کہ ہمیں کسطرح یقین ہو کہ تم اپنی تصدیق کیلئے اپنے بھائی بنیامین کو ہمارے پاس لاسکو گے۔ پس ہماری رائے میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم تم میں سے ایک شخص کو بطور ضمانت کے اپنے پاس رکھیں اور نو کو رخصت کر دیں۔ کنعانی لوگ چونکہ پہلے سے تیار ہو گئے تھے اور بن یامین کے لانیکا سچا ارادہ ہو گیا تھا فوراً اس پر بھی رضامند ہو گئے۔ اور عرض کیا کہ حضور شوق سے ایک بھائی ہمارا اپنے پاس رکھیں ہم انشاء اللہ بنیامین کو لائیں گے اور بہت جلدی لائیں گے۔ اسکے بعد آپس میں ان کا مشورہ ہوا کہ کس کو یہاں چھوڑا جائے اور بادشاہ کے پاس رہنے کیلئے کون تیار ہے؟ جن میں قرار پایا کہ قرعہ ڈالا جائے پس قرعہ ڈالا گیا جس میں شمعون کا نام نکلا اور شمعون برضا و رغبت شاہ مصر کی خدمت میں رہنے کیلئے تیار ہو گیا۔

اس کے بعد بادشاہ مصر نے اپنے خدام کے نام حکم صادر کیا۔ چونکہ ان مہمانوں کو ہم عارضی رخصت دیتے ہیں۔ لہذا ان کیلئے عام مہمان نوازی کے مطابق سامان تیار کیا جائے اور انہیں رخصت کر دیا جائے۔ چنانچہ خدام شاہی نے عام مسافروں کے رخصتانہ کی طرح انکا رخصتانہ تیار کیا۔ وہ یہ کہ دسوں بھائیوں کے دس اونٹ غلے اور اناج وغیرہ سے لاد دیئے اور مہمانوں کو اطلاع کی کہ سامان رخصت تیار ہے چنانچہ دسوں اونٹ غلے کے لدے ہوئے دیکھ کر وہ بولے کہ گیارھواں اونٹ جو اپنے بھائی بنیامین کے نام کا ہم اپنے ساتھ لائے تھے کیا اس میں غلہ نہیں بھرا جائیگا؟ اور کیا ہمارا وہ بھائی حضور شاہی کے انعام سے محروم رکھا جائیگا۔ جن کے جواب میں بادشاہ مصر نے فرمایا۔ جس کو

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں نقل فرماتا ہے۔ وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝

یعنے جب اُن دسوں بھائیوں کیلئے سامان تیار ہوگیا تو یوسفؑ نے کہا کہ اپنے سوتیلے بھائی کو میرے پاس لے آؤگے تو اسے بھی دونگا کیونکہ تم نے جبر کے دینے کا حال دیکھ ہی لیا ہے کہ میں کیسا فراخ دل مہمان نواز ہوں۔ اور اے کنعانی مسافرو! اگر تم اس کو میرے پاس نہ لا سکے تو پھر تمہارے دینے کیلئے میرے پاس کچھ نہ ہوگا۔ اور نہ پھر تم میرے ملک میں آنیکا ارادہ کرنا۔ جس کے جواب میں بادشاہ مصر جناب یوسف علیہ السلام سے اُن لوگوں نے عرض کیا کہ بہت جلدی ہم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچکر عرض و معروض کریں گے اور بن یامین کو یہاں لانا ہمارا سب سے پہلا کام ہے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ سچے دل سے بن یامین کے لانے کا اقرار کرتے ہیں اور نہایت باوثوق وعدے کر رہے ہیں نہایت متاثر ہوئے اور اُن کی حالت پر آپ کو اس وقت بہت کچھ ترس بھی آیا یہانتک کہ آپ اس وقت آبدیدہ ہوئے اور خفیہ طور سے خدام کو اشارہ کیا۔ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

یعنے یوسفؑ علیہ السلام نے اپنے خدام سے کہا کہ وہ تمام ہدیئے اور تحفے جو کہ ہمارے لئے یہ کنعان سے لائے ہیں انکے غلے میں چھپا کر رکھدو۔ اور اس طرح رکھو کہ جب یہ غلہ

اپنے گھر لے جاکر کھولیں۔ اسوقت یہ تحائف انہیں واپس ملیں۔ جناب یوسفؑ کی اس سے یہ غرض تھی۔

نظم

آہ ان بھوکوں کو کیا تکلیف دوں ۔۔۔ اور تحفے یا عوض کیا ان سے لوں
ہیں یہ والد کی نشانی اے فتا ۔۔۔ قافلہ ہے آلِ اسرائیلؑ کا
دور سے چل کر یہ آئے تھے یہاں ۔۔۔ اور بڑی اُمید لائے تھے یہاں
نیز یہ اُوق اور یہ اُن کا پنیر ۔۔۔ کام آئے بس انہیں کے اے وزیر
دوسرا اک راز اس میں یہ بھی ہے ۔۔۔ گھر پہنچکر دیکھیں گے جب میری شے
مجھ کو دینے آئیں گے واپس ضرور ۔۔۔ پاس ہوگا انکو کچھ گو ہونگے دور
اور دیانت دار ہوں گے یہ اگر ۔۔۔ بھائی کو لائیں گے اپنے جلد تر
ڈر نہ ہوتا راز کھُلنے کا اگر ۔۔۔ آپ دیتے زر، جواہر اس قدر
بس آلٹ دیتے خزانے مصر کے ۔۔۔ گو وہ ہوں کیسے ہی آخر بھائی تھے
شاق تھی جن کی جدائی شاق تھی ۔۔۔ وقتِ رخصت اور بے چینی بڑھی
قافلہ تیار ہوتا ہے وہاں ۔۔۔ قلبِ یوسفؑ تلملاتا ہے یہاں
کر رہے ہیں قافلہ رخصت جناب ۔۔۔ حیف دل کی ہے مگر حالت خراب
صبر کیسا اور کیا اس کی فضا ۔۔۔ قافلے میں دل پڑا ہے آپ کا

یوسفؑ کا شبہہ

حضرت یوسفؑ اپنے کنعانی مسافروں کی روانگی میں مصروف ہیں اور اُن کیلئے بظاہر کچھ ایسی زیادہ تیاریاں نہیں کر رہے ہیں۔ صرف ایک اُونٹ غلے کا ساتھ کیا ہے مگر بوقت

روانگی جناب کیطرف سے سرگرمی بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے جسے دیکھنے والا یقیناً اپنے دلمیں شبہ کرسکے کہ ضرور کوئی خاص وجہ ہے کہ جو بادشاہ ان مسافرونکی مدارات میں اس درجہ حصہ لے رہا ہے اور ہر وقت انہیں کیلئے احکام صادر ہو رہے ہیں۔ ضرور یہ کوئی نہ کوئی بات ہے۔

چنانچہ جب قافلہ تیار ہو گیا اور کنعانی مسافروں کو رخصت کرنے کیلئے خدام و مصلحین شاہی جمع ہوئے تو کنعانی لوگ دیکھتے ہیں کہ بہ نفس نفیس خود بادشاہ بھی وہاں ٹہل رہے ہیں اور مہمانوں کا قافلہ تیار کرانے میں سرگرم ہیں۔ جن کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی ہے اور وہ قافلہ کے ادہر ادہر پھر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر کنعانی مسافروں کے دلوں پر ایک خاص اثر پڑا اور بادشاہ کی اس گہری مدارات سے وہ آدھے آدھے ہونے لگے کہ اتنے میں یہودا جو سب سے بڑا اور سب سے زیادہ سمجھدار تھا بادشاہ مصر کی طرف سے اسکے دلمیں کچھ شبہ پیدا ہوا اور وہ بغور آپکی چال ڈھال پر نظر ڈالکر سمجھ گیا اور اپنے بھائیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

نظم

یہودا

غور سے دیکھو تو شاہِ مصر کو
ہو بہو رفتار بھی اُس کی سی ہے
کیسی کرتا ہے ہماری خاطریں
غور تم نے اب تلک یہ بھی کیا
پوچھتا ہے کس قدر احوال یہ
کیوں بن یامین کا طالب ہوا

میں سمجھتا ہوں کہ یہ یوسف نہ ہو
اور لب گفتار بھی اُسکی سی ہے
کس قدر اس نے نوازا ہے ہمیں
اس قدر گہری تواضع اور عطا
کیوں ہے ہمدردی میں اسکا حال یہ
ذکر سے یعقوبؑ کے کیوں رو دیا

تیرے دل پر کھنچ رہی ہے اک لکیر — ہو نہ ہو یوسفؑ ہے یہ ماہِ منیر

یہودا کے بھائی

اے یہودا عقل کی باتیں کرو — بھائی سمجھے بادشاہِ مصر کو
سلطنت اور بادشاہت مصر کی — آپ کے یوسفؑ کو کیونکر مل گئی
اور اگر یوسفؑ یہ ہوتا اے اخی — ہم سے ہمدردی نہ کرتا یہ کبھی
بلکہ لیتا ہم سے یہ بدلے ضرور — اور کرتا ہم سے یہ بے حد غرور
دیکھ کر یہ حال یہ جاہ و جلال — آ نہیں سکتا ہے یوسفؑ کا خیال

بادشاہِ مصر

سن کے یہ کنعانیوں کی گفتگو — ظاہراً یوسفؑ نے بدلی اپنی خو
سخت برہم ہو کے یہ اس نے کہا — تم پہ بس الزام ہے جاسوس کا
یا کوئی ضامن یہاں سے اپنا دو — یا بہت جلدی سے لاؤ بھائی کو
تا کہ ہم راضی ہوں تم سے جلد تر — ورنہ تم ہو جاؤ گے زیر و زبر
تم نے کیا سمجھا ہے شاہِ مصر کو — ہوش کی اور عقل کی باتیں کرو

کنعانی لوگ

ڈر گئے وہ شاہ کی تقریر سے — اور کہا وہ شبہ اس تدبیر سے
دست بستہ سب نے حضرت سے کہا — عفو فرمائیں غریبوں کی خطا
واقعی ہم سے ہوا ہے یہ قصور — عقل میں آیا تھا اپنی اک فتور
ہم مسافر بے وطن ہیں بالیقیں — کوئی ضامن یاں سے دے سکتے نہیں
بھائی کو حاضر کریں گے جلد تر — آپ سے انعام لیں گے سر بسر

عارضی رخصت

جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ ان کے دلوں میں جو یوسفؑ کا شبہ ہو گیا تھا وہ دُور ہو گیا اور اب یہ سچے دل سے بہت جلدی واپس آنے اور بنیامین کو لانے کا اقرار کرتے ہیں۔ لہذا نہایت خوشی سے انہیں عارضی رخصت عطا فرمائی اور انہیں شہر کنعان جانیکی اجازت دی۔

چنانچہ یہ دسوں کے دسوں بھائی مصر سے روانہ ہوئے اور اب یہ منزل بمنزل راستہ طے کر رہے ہیں۔ لیکن شاہ مصر کی مدارات اور انتہائی اخلاق سے بیحد خوش ہیں اور بہت کچھ تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے آپس میں کہتے ہیں کہ بادشاہ کی مہربانی اور انتہائی قدردانی سے ہم سخت حیران ہیں کہ ایسا ہمارے ساتھ کیوں کیا گیا۔ جسکے جواب میں کسی بھائی نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے بادشاہ کے اخلاق بہت بڑھے ہوئے ہیں جس سے وہ ہر کس و ناکس سے بہت اچھی طرح پیش آتا ہے اور ہر کسی کی مدارات میں ایسا مصروف ہوتا ہے جیسے کوئی اپنے یگانے کیساتھ مسلوک ہوا کرتا ہے کسی نے کہا کہ یہود اکا شبہ مجھے تو کچھ سچا سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب میں خیال کرتا تھا تو اسکی نقاب میں سے بالکل یوسفؑ کی سی آواز آتی تھی اور چال ڈھال تو بالکل یوسفؑ ہی کی سی تھی۔ جس کے جواب میں کسی نے کہا کہ ہاں بیشک۔ کوئی بولا کہ بھلا یوسفؑ کو یہ جاہ و جلال کہاں سے میسر آسکتا ہے۔ اور وہ کیونکر بادشاہ مصر ہو سکتا ہے بحالیکہ

وہ کہاں معدوم ہوا ہوگا۔ اور نہ معلوم وہ زندہ بھی ہوگا یا نہیں۔ کسی نے کہا فی الحقیقت اگر یہ یوسفؑ ہوتا تو یقیناً ہمیں زندہ در گور کرتا اور ہمارے ظلموں کے خدا جانے کیسے کیسے بدلے لیتا۔ اور ہمیں ہمارے کرتوتوں کا بُری طرح مزہ چکھاتا۔

غرضکہ یہ باتیں کرتے ہوئے شہر کنعان کیطرف چلے جا رہے ہیں۔ وہاں انتظار بسیار کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے شہر مصر کی جانب اپنا ایک ایلچی روانہ کیا اور اُس سے فرمایا کہ دیکھو اور تلاش کرو کہ وہ کہاں رہ گئے مبادا پیارے یوسفؑ کیطرح کہیں وہ بھی بوڑھے باپ کو داغ مفارقت نہ دیں۔ جاؤ اور جلدی میرے فرزندوں کو تلاش کرکے لاؤ:۔

نظم

آہ اے والد یہ بیٹوں کا خیال
آپ کی حالت پہ کڑھتے ہیں سبھی
کس نے یہ رشتہ بنایا اے نبیؑ
کس قدر بے چین ہو ان کے لئے!
دل ہوا تھا جن کے ہاتھوں پاش پاش
ایلچی کنعان سے نکلا ہی تھا
اور سب داخل ہوئے کنعان میں

آہ اے یعقوبؑ! یہ اُلفت کمال
کیا محبت ہے غضب اولاد کی
یہ محبت کس نے دی اولاد کی
وہ جنہوں نے آپ کو صدمے دیئے
اس قدر ان کی ہوئی تم کو تلاش
مل گیا بس قافلہ آتا ہوا!
جانِ اسرائیلؑ آئی جان میں

مصر کی سرگزشت

فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلٰی اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْکَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَکْتَلْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ط

یعنی فرزندانِ یعقوبؑ اپنے والد کی خدمت میں پہنچے تو کہنے لگے والدِ بزرگوار ہم سے مزید انعام روک کیا گیا ہے پس ہمارے بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ ہم خوب اچھی طرح انعام واکرام حاصل کریں اور ہم اس سفر میں بنیامین کی بہت حفاظت کریں گے۔

حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ پہلے تم وہاں کی سرگزشت تو بیان کرو کہ کیا واقعات پیش آئے، چنانچہ صاحبزادوں نے مصر کی تمام کیفیت بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ بادشاہِ مصر بہت مدارات سے پیش آیا۔ یہاں تک کہ اس کے اخلاق ہمارے دل پہ نقش ہو گئے اور اس نے ہمیں مسخر کر لیا اور ہم اسکے اتنے شکر گزار ہیں کہ بیان نہیں کر سکتے اور اے والدِ بزرگوار! بادشاہ مصر نے ہمارے سامنے وہ نعمتوں کے دستر خوان چنے ہیں کہ ہم نے کبھی خواب میں بھی ایسی نعمتیں نہیں دیکھی تھیں اور ایسی ایسی خاطر کی ہے کہ ہم سے آپ کے سامنے دہرائی نہیں جا سکتی اور اے والدِ بزرگوار باوجود بہت سے احسانات کرنے کے اُس نے چلتے ہیں ہم سے یہ بھی کہا ہے کہ اگر تم بنیامین کو میرے پاس نہ لاؤگے تو تم ہرگز نہ آنا! اور میرے ملک میں ہرگز ہرگز قدم نہ رکھنا! کیونکہ اپنے بھائی کو یہاں نہ لانے کے بدلے میں مَیں تم کو ٹھہرنے کیلئے جگہ نہ دونگا اور نہ کسی نوع کا تم سے سلوک کرونگا اور اگر تم اُسے لیکر آئے تو بہت کچھ مالا مال کرونگا۔ یہاں تک کہ تم اور تمہارا خاندان شاد شاد ہو جائیگا اور تم سب کے سب مالا مال ہو جاؤ گے۔

نظم

سُن کے یہ یعقوبؑ کا دل ہل گیا | شبہہ یوسفؑ کا انہیں پیدا ہوا

اور کہا دل میں کہ وہ یوسف نہ ہو — کیوں بلاتا ہے وہ بن یامین کو
شوق ہے کیوں اس سے ملنے کا اسے — کیوں وہ اسکے واسطے بے چین ہے
بھید ہے یہ کچھ نہ کچھ اے کبریا — ورنہ اس سے اور اس سے واسطا
مصر کا والی کہاں اور یہ کہاں — اس طلب میں راز ہے کوئی نہاں

اسکے بعد فرزندان یعقوبؑ نے آپکے سامنے وہ تمام لدے ہوئے اونٹ طلب کئے اور آپکے سامنے ہی ان پر سامان اتارا اور نہایت نفیس غلے کی بوریاں کھولنی شروع کیں جن میں سے وہ تحائف دیکھئے یا وہ پونجی بھی نکل آئی جسے بادشاہ مصر کی نذر گزارنے کیلئے لیے گئے تھے یہ دیکھ کر فرزندان یعقوبؑ متعجب ہوئے کسی نے کہا افسوس یہ پونجی خدام شاہی کے ہاتھوں بھول سے ہمارے اسباب میں رکھی گئی۔ کوئی بولا کہ نہیں بلکہ یہ بادشاہ کی بیحد خلوق پروری کا ثبوت ہے کہ اس نے ہماری پونجی ہمیں کو واپس دیدی۔ ایک نے کہا کہ نہیں نہیں بلکہ ہماری دیانتداری اور بددیانتی کا امتحان ہے۔ پس ہمارے لئے یہ ضروری امر ہے کہ ہم اس پونجی کو بادشاہ کی خدمت میں دوبارہ لیجاکر پیش کر دیں اور صاف کہدیں کہ حضور! یہ بھول سے نہ معلوم کس طرح سے ہمارے سامان میں بندھی ہوئی چلی گئی تھی۔ اگر ایسا نہ کیا جائیگا تو یقیناً ملک مصر میں کنعانی لوگ خائن اور چور مشہور ہو جائیں گے۔

نظم

پھیر دو پونجی یہ چل کر پھیر دو — سرخ رو بس مصر میں ہو کر رہو
اس کو سمجھو تم امانت شاہ کی — ہم پہ بس لازم ہے اسکی واپسی

اور بن یامین کو بھی لے چلو	اس سے جو وعدہ ہے وہ پورا کرو
دست بستہ یہ کہو یعقوبؑ سے	ساتھ بن یامین کو کر دیجئے
ورنہ جھوٹے مصر میں ٹھیرینگے ہم	اور سب کھل جائے گا اپنا بھرم

بن یامین کا سوال

اسکے بعد حضرت یعقوبؑ نے دریافت فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ شمعون کہاں ہے۔ جوابدیا کہ بادشاہ نے اپنے پاس رکھ لیا ہے اس ضمانت میں کہ ہم بن یامین کو اسکے دربار میں حاضر کرسکیں لہذا ہم آپ سے التجا کرتے ہیں کہ آپ ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ کریں تاکہ ہم مصر سے شمعون کو اور بنیامین کو لیکر مع بہت مال ومتاع کے کنعان میں آجائیں اور اپنے تمام خاندان کو مالا مال کرسکتے ہیں پوری کامیابی حاصل کرسکیں

بن یامین کے سوال پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ

یعنے یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں کیونکر تمہیں امانتدار سمجھوں حالانکہ اس سے پہلے اسکے بھائی یوسفؑ کی نسبت بھی تو تمہیں امانت دار سمجھا تھا، یہ سنکر فرزند شرمند ہوئے اور دریائے ندامت میں ڈوب گئے۔ اور حضرت یعقوبؑ کو کچھ جواب نہ دے سکے خاموش ہوکر بیٹھ گئے۔ چونکہ یعقوب علیہ السلام کا ارادہ ایک شبہہ رفع کرنے کے بن یامین کو شہر مصر روانہ کرنیکا ہو ہی چکا تھا۔ تھوڑی دیر میں خود ہی فرمایا کہ اچھا بنیامین کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں اور زبان سے یہ کہتا ہوں کہ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا

وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ؁

یعنے اللہ سب سے بہتر نگہبان ہے اور سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَھُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَھُمْ رُدَّتْ اِلَیْھِمْ قَالُوْا یٰاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ھٰذِہٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا وَنَمِیْرُ اَھْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ کَیْلَ بَعِیْرٍ ط ذٰلِکَ کَیْلٌ یَّسِیْرٌ ط یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یعقوبؑ نے بیٹوں نے اپنا سامان کھولا تو اُس میں اپنی پونجی واپس رکھی ہوئی پائی جسے دیکھ کر اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے والد بزرگوار! یہ پونجی پھری ہوئی ہمارے حوالے کیجیئے ا جسکو پہنچا کر پھر ہم اپنے اہل وعیال کیلیئے غلہ لائیں اور اپنے بن یامین کی اچھی طرح حفاظت کریں اور ایک اونٹ غلے کا بھرا ہوا اور زائد اپنے ساتھ لائیں کہ یہ سخاوت بادشاہ پر بہت آسان ہے اور ہمارے نزدیک بہت بڑی چیز ہے۔ فرزندوں کے بار بار کہنے اور بنیامین کا گھڑی گھڑی سوال کرنے پر حضرت یعقوب علیہ السلام اُنکی طرف سے مشتبہ ہوگئے اور اپنے دلمیں کہا کیا وجہ ہے کہ جو پھر پھر کر بنیامین کا سوال کرتے ہیں یہ کہیں یوسفؑ کیطرح اسکو بھی ضائع تو نہیں کرینگے؟ اور مجھے بنیامین کا داغ مفارقت تو نہیں دینگے۔ یہ کہہ کر فراقِ یوسفؑ میں آج پورے تئیس برس کے بعد آپنے پھر رونا شروع کیا اور زبانِ حال سے فرمایا۔

نظم

آہ میں پہلے ہی دل غمگین ہوں
مدّتیں گذریں زمانہ ہو گیا

تجھ کو اے یوسفؑ کہاں سے دیکھ لوں
خواب کا سا اک فسانہ ہو گیا

صبر لیکن آج تک آیا نہیں | ذکر تیرا آج تک بھولا نہیں

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ یعنی پھر یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ میں اپنے بنیامین کو تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجونگا جبتک کہ تم خدا کو شامل کرکے مجھے نہایت پختہ عہد نہ دو اور اسکو میرے پاس پہنچانیکا پورا پورا اقرار نہ کرو اور اگر تم کہیں گھرے میں آجاؤ تو مجبوری ہے بہرحال میرے بنیامین کو میرے پاس پہنچانیکا پورا اقرار کرو تو میں تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں ورنہ نہیں۔

یہ سنکر تمام برادران بنیامین نے قسم کھائی اور خدا کو شامل کرکے حضرت یعقوبؑ سے انہوں نے پورا پورا عہد کیا۔ اور کہا کہ اے والد بزرگوار! خدا چاہے ہم اپنے بھائی بن یامین کی پوری حفاظت کرینگے اور حتی الامکان جلدی آپکی خدمت میں اسے لیکر حاضر ہونگے۔ آپ ہر طرح اطمینان رکھیں۔ جب فرزندان یعقوبؑ نے نہایت وثوق کیساتھ خدا کو شامل کرکے آپ سے عہد و پیمان کیا جسکو اللہ تعالیٰ نقل فرماتا ہے۔

فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۚ یعنی جب یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں تمہارے عہد و پیمان پر اللہ تعالیٰ کو وکیل ٹھیراتا ہوں چنانچہ خدا کی ذات پر بھروسہ کرکے آپ نے بنیامین کو انکے حوالہ کیا

نظم

دے دیا یعقوب نے فرزند کو | اُس پہ تکیہ کرکے بس جو ہو سو ہو
بھائیوں کے گو حوالہ کر دیا | دل کا مالک آپکے اللہ ہی تھا۔
دل نہیں یہ چاہتا تھا آپ کا | یہ کہ بن یامین ہو دم بھر جدا

بعد یوسفؑ کے یہی تھا شغلِ دل	آج اُس پر رکھی فرقت کی سِل
آن ٹھیری آج اُس کی بھی وداع	بن رہی ہے جان پر کیسی وداع

شجرِ فراق

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے نورِ عین کو غسل کرایا اور اچھے اچھے کپڑے پہنائے۔ اور سر پر اپنا متبرک عمامہ باندھا اور خاص اپنے ہاتھ کا عصا لختِ دل کے ہاتھ میں دیا اور پھر شجرِ فراق تک پہنچ گئے تو وہاں ٹھیرے اور اپنے تمام فرزندوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔

وَقَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

یعنی اے لڑکو! جب تم وہاں پہنچو تو دیکھنا نظرِ بد سے بچنے کیلئے ایک دروازے سے مصر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ مختلف اور الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔ یہ ضرور ہے کہ یہ میری تدبیر خدا تعالےٰ کے حکم کو تم پر سے ذرا بھی نہیں ٹال سکتی کیونکہ اُس کا حکم جو ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور میں نے بھی اُس پر بھروسہ کر لیا ہے نیز تمام بھروسہ کرنیوالوں کو چاہیئے کہ اُسی پر بھروسہ کریں۔ اسکے بعد حضرت یعقوبؑ نے اپنے فرزند بنیامین کو سینے سے لگایا۔ اور اُس وقت اُس شجرِ فراق کے نیچے پیارے یوسفؑ کو وداع کرنے کا سارا سماں آنکھوں میں پھر گیا اور آج بنیامین کے ساتھ یوسفؑ کے فراق کا غم تازہ ہو گیا۔ جس سے آپ زار و قطار رونے لگے۔ اور آپ کی ہچکی بندھ گئی اور

زبانِ حال و مقال سے یہ کہنا شروع کیا۔ **نظم**

آج کیا فرقت ہے بنیامین کی
یاد تازہ ہو گئی یوسف تری

یوسفاؑ دو غم نہ جھیلے جائیں گے
ہاتھ دھو بیٹھوں نہ بنیامین سے

یوسفاؑ کس طرح اب ہو گی سہار
کیونکہ میرے دل کو آئے گا قرار

آہ دو کا ہجر اور دو کا اَلم
کس طرح سے یہ سہا جائیگا غم

دونوں آنکھیں ایک کے غم میں گئیں
دوسرے! تیرے لئے جان حزیں

دونوں مل بیٹھیں گے خوش خرم وہاں
حال کیا یعقوبؑ کا ہوگا یہاں

یوسفا بھائی کو رکھنا پیار سے
یہ جدا ہوتا ہے اک غم خوار سے

تجھ کو سونپا تھا یہودا کو پسر
اس کو سونپا ہے خدا کو سر بسر

دی یہودا نے دغا اے نونہال
غم نہ دیگا مجھ کو ربؐ ذوالجلال

ہجر یوسفؑ اور بنیامین کا
چین کیونکر آئے گا اے کبریا

کیا کروں گا میں جو یہ کھویا گیا
مجھ کو کیوں دی یہ محبت اے خدا

کب تلک مجھ پر رہے گا امتحاں
کب تلک یوں ہی رہونگا نوحہ خواں

آزمائش کب تلک ہو گی میری
عمر میری اب تو آخر ہو گی

اب نہیں دل میں رہی مطلق سہار
کس طرح جھیلے گا وہ فرقت کا بار

مجھ کو ہے امید تیری ذات سے
مجھکو دکھلائے گا بچے پھر سے

ہے بھروسہ مجھ کو تیری ذات کا
پھر نہ یہ غم تو مجھے دکھلائے گا

مصر کی منزل

وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ یعنی جب یہ لوگ یعقوبؑ کے کہنے کے مطابق مصر میں پہنچے تو یعقوبؑ کی یہ احتیاط خدا کے مقابلے میں اُن کے کچھ بھی کام نہیں آسکتی تھی کیونکہ یعقوبؑ کا محض ایک دلی ارمان تھا۔ جس کو بیٹوں سے ظاہر کیا اور اس میں شک نہیں کہ یعقوبؑ کو ہم نے ایک وہ علم عنایت فرمایا تھا۔ جس سے اکثر لوگ ناواقف ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے شجر فراق کے سایہ سے اپنے تمام فرزندوں کو اور خاصکر بن یامین کو رخصت کیا اور وہ لوگ چلے تو آپ دور تک انہیں دیکھتے رہے یا جب تک اُنکے قدموں کی آواز آپ کے کان میں آتی رہی وہیں کھڑے سنتے رہے پھر جب وہ کنعانی حدود سے نکل گئے تو آپ نہایت غم و اندوہ کو سینے میں جگہ دیئے ہوئے بیت الاحزان یا اپنی غم کی کوٹھڑی کی طرف روانہ ہوئے اور پھر اسمیں داخل ہوکر اُس کے دونوں کواڑ بند کرلئے اور اب بجائے یوسفؑ کے ابن یامین دو کا بارِ فراق جھیلنا شروع کیا۔

یہاں یہ صورت ہے اور وہاں یہ دسوں فرزند منزل بہ منزل رستہ طے کرتے ہوئے اور اپنے دلمیں دربارِ شاہی کے عزے لیتے ہوئے شہر مصر کے قریب پہنچے جہاں

پہلے ہی سے انکے آنیکی بیحد تیاریاں ہو رہی تھیں اور کنعانی رستے پر بادشاہ کو بہت جلد خبر پہنچانے کیلئے پیدل اور سوار چھوٹے ہوئے تھے کہ کب کنعانی قافلہ آئے اور اسکی بادشاہ کو خبر دیجائے۔ آخر ایک روز شام کے وقت وہ مبارک قافلہ پہنچا جنکا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا گیا اور بڑے انتظام و اہتمام سے انہیں بیرونِ شہر محل مسافرین میں ٹھیرایا گیا اور اُسی وقت بادشاہ مصر کو اطلاع دی گئی کہ حضور! کنعانی قافلہ آ پہنچا ہے جس میں دس آدمی ہیں۔ نو تو وہ ہیں جو پہلے بھی آ چکے ہیں مگر ایک نوجوان بالکل نیا ہے جسکی شباہت حضور سے بہت ملتی جلتی ہے یہ سنکر حضرت یوسفؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دل میں کہا کہ آہ وہ میرا ماں جایا بھائی بنیامین ہے جسے بچھڑے ہوئے آج پورے تینتیس ۳۳ سال ہو چکے ہیں۔

القصہ حضرت یوسف علیہ السلام یہ مسرت انگیز خبر سن کر بہت مسرور ہوئے اور خدام کو حکم دیا کہ اُن مسافروں کی نہایت جوش و خروش کیساتھ خاطر و مدارات کی جائے اور انہیں ہر قسم کی راحت و آرام پہنچایا جائے۔ دیکھو کسی نوع کی انہیں تکلیف نہ ہو کیونکہ انہیں تکلیف ہوئی تو ہمیں تکلیف ہوگی یہ اسلئے کہ یہ لوگ ہمارے بڑے معزز مہمان ہیں۔ غرضکہ وہ رات کنعانی لوگوں نے محل مسافرین میں گزاری اور وہ تکلفات دیکھے جو آجتک نہیں دیکھے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر بنیامین نے کہا کہ فی الحقیقت تم لوگوں کا یہاں آنا بہت ضروری تھا کیونکہ یہاں کا بادشاہ بہت متواضع اور خاصکر تمہارا قدردان معلوم ہوتا ہے جس کے جواب میں بھائیوں نے کہا ؎

ابھی کیا لطف دیکھا تم نے اور کیا ذائقہ چکھا ابھی تو ناز برداری کی یہ پہلی ہی منزل ہے

مصر کے دروازے

برادران یوسفؑ ابھی مصر میں داخل نہیں ہوئے ہیں بلکہ بیرون شہر ایک میل کے فاصلے اور کنعانی رستے پر رات کی رات اُس عظیم محل مسافرین میں مقیم ہیں جو برسوں سے آج ہی کیلئے بنایا گیا تھا اور لاکھوں کھا روپیہ اُس پر محض اسی لئے دربار مصر سے خرچ ہو رہا تھا کہ پیارے کنعانی لوگ آئینگے چنانچہ رات کی رات وہ لوگ وہاں اُترے ہوئے ہیں اور یہاں مصر اور دربار مصر میں وہ تیاریاں ہو رہی ہیں کہ آج تک نہیں ہوئی تھیں اور ایسی عالیشان تیاریاں کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھی تھیں۔

صبح کو فرمان جاری ہوا کہ کنعانی لوگ دربار مصر میں پیش کئے جائیں چنانچہ خدام شاہی محل مسافرین پر پہنچے اور شاہی بلاوا اُن کے سامنے پیش کیا۔ یہ سنکر وہ لوگ اپنے اونٹوں پہ سوار ہوئے اور خدام شاہی سے کہا کہ آپ لوگ آگے چلیں! ہم آہستہ آہستہ حاضر دربار ہوں گے۔ خدام شاہی نے انکے کہنے پر عمل کیا اور وہ سب کے سب آگے روانہ ہو گئے اور اب یہ دس کے دس بھائی اونٹوں پہ سوار ہیں اور بیرون شہر ایک مقام پر کھڑے ہوئے یہ مشورہ کر رہے ہیں اور آپس میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اے برادران! والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق دو دو بھائی مل ملکر ایک ایک دروازے سے شہر میں داخل ہوں چنانچہ کنعانی لوگ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں شمعون بھی یہاں آپہنچا جسے دیکھ کر بنیامین اور تمام بھائی بیحد مسرور ہوئے اور اُس سے مصر کی مزید تیاریاں معلوم کرکے بہت شاد شاد ہوئے

اور حسب نصیحت جناب یعقوبؑ دو دو بھائی الگ الگ دروازوں سے داخل ہونے کیلئے روانہ ہوگئے، اور دسویں شمعون کے آتے ہی گیارہویں سوتیلے بنیامین کو یہ بالکل بھول گئے اور شہر پناہ کے قریب آکر پانچ دروازوں سے دس بھائی داخل ہوگئے اور گیارہویں بنیامین کا مطلق خیال نہ کیا چنانچہ وہ محض اجنبی مسافر تن تنہا مصر کے ایک دروازے پر آکر کھڑے ہوگئے اور اب حیران ہیں کہ کدھر جائیں اور کس سے پوچھیں ہر چند راہ گیروں سے دریافت کرتے ہیں کہ دربار شاہی کا راستہ کدھر ہے؟ تو کوئی بنیامین کی زبان نہیں سمجھتا اجنبی شہر نئے لوگ غیر زبان کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کس سے پوچھیں اور کسطرح جائیں آخر بیچارے بنیامین نہایت پریشان ہوکر وہیں کھڑے ہوگئے اور آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جس سے حضور رب العزت کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور اُسی وقت حضرت جبرئیل کو حکم ہوا کہ ہمارے بندے بنیامین کی حیرانی یوسفؑ سے جاکر جلدی بیان کرو۔ چنانچہ اُسی وقت حضرت جبرئیلؑ بادشاہ مصر حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے اور کہا۔ **نظم**

جاؤ بنیامین کو رستہ بتاؤ
ساتھ اپنے، اپنے ماں جائے کو لاؤ

وہ تمہارے دیس میں حیران ہے
محض ناواقف ہے اور انجان ہے

پوچھتا ہے ہر کسی سے وہ پتہ
آپ کا اور آپ کے دربار کا

کچھ نہیں ملتا ہے جب اسکو جواب
رو دیتا ہے بس وہ باحجاب

بھائیں ہو تو! اور جلدی جاؤ تم
راستہ بھائی کو خود بتلاؤ تم!

کچھ پتہ ملتا نہیں اُس کو یہاں
کس قدر حیران ہے وہ بے زباں

حکم معبودی ہوا ہے یہ ابھی
خود کرو بھائی جاکر رہبری

بھائی کی رہبری

جناب یوسف علیہ السلام اپنے پیارے بھائی بنیامین کی بیکسی و پریشانی معلوم کر کے رو دیئے اور اُسی وقت اپنا لباس فاخرہ اتار کر غریبانہ اور مسافرانہ لباس پہنا اور چہرے پر نقاب ڈالکر اسی وقت ایک اونٹ پر سوار ہوئے اور سیدھے شامی دروازے کیطرف محض تن تنہا روانہ ہوگئے وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ اپنا ماں جایا بھائی والدہ مرحومہ راحیل کی نشانی پیارا بنیامین شامی دروازے پر اپنا اونٹ روکے کھڑا ہے اور حیران و پریشان ایک ایک کو دیکھتا ہے اور ایک ایک سے دربار شاہی کا پتہ پوچھتا ہے مگر اجنبی زبان ہونیکے سبب کوئی اُسکو کچھ جواب نہیں دیتا جس سے اُسکے آنسو جاری ہیں اور وہ سخت پریشان ہے۔

حضرت یوسفؑ پیارے بھائی کو تئیس سال کے بعد دیکھ کر نقاب کے اندر ہی بہت روئے اور اُسی حالت میں آپ اپنا دل تھام کر جلدی سے بنیامین کے پاس پہنچے اور سواری سے سواری ملا کر کہا السلام علیکم! بنیامین نے بھونچکا ہو کر ایک نقاب پوش شتر سوار مسافر کی طرف دیکھا اور سلام کا جواب دیکر خاموش ہوگئے۔ پھر جناب یوسفؑ نے ان کی مادری عبرانی زبان میں دریافت کیا آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ اور کسے دریافت کرتے ہیں؟ پیارے بنیامین نے غنیمت سمجھا کہ تمام ملک میں ایک شخص اپنی زبان سمجھنے والا ملا تو سہی۔ اور پھر نقاب پوش سے کہا کہ میں حیران ہوں کہ آپ کیسی صاف عبرانی زبان بولتے ہیں! یہ تو فرمایئے کہ آپنے کنعان کی عبرانی

زبان کہاں سے یاد کی؟ جناب یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شخص میں ایک زمانہ میں شہر کنعان میں رہا ہوں اور عبرانی زبان خوب جانتا ہوں۔ خیر اچھا آپ یہ بتلایئے کہ آپ یہاں حیران و پریشان کیوں کھڑے ہیں؟ اور کسکی تلاش ہے؟ بنیامین نے مختصراً اپنی حالت زار کا خاکہ کھینچا اور زار و قطار روتے ہوئے کہا۔

نظم

کیا کہوں کیوں میں پریشان حال ہوں　　کس غم و اندوہ میں پامال ہوں
کیا کہیں ہم تم سے اپنی داستاں　　ہو رہا ہے ہم پہ کیا کچھ امتحاں
مدتیں گزریں زمانہ ہو گیا　　راحت و آرام سب رخصت ہوا
گھر کا گھر برباد اپنا ہو گیا　　ہائے جب سے بھائی اک غائب ہوا
باپ کی حالت ہوئی ہے وہ خراب　　جس کا اندازہ نہ کچھ حد و حساب
روتے روتے جن کی بس آنکھیں گئیں　　شہر کنعاں جس سے ہے اندوہگیں
حال یعقوبؑ اگر کچھ تم سنو　　دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لو
فرقت یوسفؑ میں جب روتے ہیں وہ　　کیا کہوں بس کیا سے کیا ہوتے ہیں وہ
ہوتے ہیں جب آنکھوں سے جب آنسو رواں　　آہ سینے سے نکلتا ہے دھواں
روتے ہیں دیوار و در اُن کے لئے　　جان کھوتے ہیں بشر اُن کے لئے
غم کدہ یعقوبؑ کا گھر بن گیا　　ہر گھڑی جس میں ہے رونے کی صدا

جناب یوسف علیہ السلام پیارے بنیامین سے یہ جگر خراش داستان سُن رہے ہیں اور بیحد رو رہے ہیں یہانتک کہ روتے روتے آپکی ہچکی بندھ گئی ہے مگر چونکہ نقاب پوش ہیں اسلئے بنیامین کو آپ کا رونا زیادہ تر معلوم نہیں ہوا اور یہ راز

پوشیدہ رہا۔ پھر حضرت یوسفؑ نے اپنے آپ کو سنبھالا اور صدمۂ فرقت کو ضبط کر کے بنیامین کی طرف مخاطب ہوئے اور اُنکی گم گشتگی اور حیرانی سے مؤثر ہو کر ہزار ہا روپیہ کی تیاری کا ایک لعل بے بہا اپنے بازو سے کھولا اور بنیامین کو دیا۔

بنیامین نے اُس لعل بے بہا کو اپنے ہاتھ میں لیکر کہا کہ میں اسے کیا کروں؟

یوسفؑ اُن کی ناواقفیت اور بھولے پن سے ہنس دیئے اور فرمایا کہ یہ بہت کام کی چیز ہے اسے اپنے بازو پر باندھ لو مگر دیکھنا اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا اس کے بعد حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اچھا لو اب میرے ساتھ چلو! میں تمہیں تمہارے بھائیوں سے ملا دوں اور دربارِ شاہی کا پتا بتا دوں۔ چنانچہ وہ دونوں کے دونوں نال جائے اور حقیقی بھائی آہستہ آہستہ دربارِ شاہی کی طرف روانہ ہوئے۔

جب محل سُلطانی سامنے سے نظر آیا تو جناب یوسفؑ نے بنیامین سے کہا کہ دیکھو وہ ایوانِ شاہی نظر آتا ہے کہ اتنے میں بنیامین کو دسوں بھائی کھڑے دکھائی دیئے جنہیں دیکھتے ہی اُسی وقت یہ اپنے اونٹ سے کُود گئے اور اپنے شفیق رہبر سے کہا کہ یہ ہیں وہ میرے بھائی جن کی تلاش میں میری حالت خراب ہو رہی تھی اور جن کیلئے میں بے چین تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے پیارے مسافر! چونکہ تمہارا مقصود حاصل ہو گیا اور تم کو دربارِ شاہی بھی نظر آ گیا اور بھائی بھی مل گئے۔ اسلئے اب مجھے اجازت ہے؟

بنیامین نے نہایت دُعائیں دیتے ہوئے اُنہیں رخصت کیا:۔

نظم

کچھ نہیں بھائی کو رہبر کی خبر | اونٹنی پر کون تھا یہ جلوہ گر

کس نے دل سے حال فرقت کا سُنا
کس نے یہ رستہ بتایا اے فتا
کون بنیامین سے جھک کر کہے
یہ ہی ہے وہ یوسفؑ جان پدر
شہر کنعاں میں اندھیرا جس سے ہے
جس سے ہے یعقوبؑ کی حالت زبوں
غمزدہ کنعان ہے جس کے لئے
وہی یہ یوسفؑ تو ہے بانکا سوار

کس نے یہ لعل بدخشانی دیا
بھائیوں سے کس نے یہ ملوا دیا
جس کا تو بھائی ہے وہ یہ ہی تو ہے
ماند جس سے ہوتے ہیں شمس و قمر
اور وہاں دن رات رونا جس سے ہے
کر دیا تھا بھیڑیئے نے جسکا خون
گھر کا گھر بے جان ہے جس کیلئے
جس کی گردن میں ہے آج عزت کا ہار

دربار کا داخلہ

نقاب پوش شتر سوار حضرت یوسفؑ بنیامین سے رخصت ہوکر دوسرے راستہ سے محل سلطانی میں داخل ہو گئے یہاں بموجب فرمان شاہی پہلے ہی سے بجد تیاریاں ہو رہی تھیں اور کنعانی مہمانوں کے استقبال میں آرائش و زیبائش کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا تھا عنقریب مہمانوں کے داخلہ کا حکم ہونیوالا ہے کہ اتنے میں بنیامین اپنے سوتیلے بھائیوں میں پہنچے مگر شاد شاد ہیں جنہیں دیکھ کر بھائی سخت متعجب ہوئے اور بنیامین کے چہرے سے بجد سرور و شادمانی کا عالم محسوس کرکے دریافت کرنے لگے کہ بنیامین اس اجنبی اور پرائے دیس میں آتے ہی تم ایسے خوش و خرم ہو گئے اسکا باعث

کیا ہے؟ سچ بتاؤ کہ کونسی دولتِ عظمیٰ تمہارے ہاتھ آگئی جس نے تمہیں ایسا باغ باغ کردیا۔ بنیامین چونکہ سب میں چھوٹے اور سب کے خورد تھے سب کا ادب اور سب کا لحاظ انکے دل میں تھا فوراً صاف صاف بیان کرنا شروع کیا۔ کہا میں شاہی دروازہ پر گم گشتہ راہ حیران و پریشان کھڑا تھا کہ اتنے میں ایک نقاب پوش شتر سوار میرے پاس آیا اور اُس نے میرے ساتھ بہت سی دلجوئی کرتے ہوئے دربار شاہی تک مجھے پہنچایا اور تم سے لاکر ملا دیا اور اس نے ایک لعل بے بہا مجھے دیا اور میرے ساتھ وہ بڑے اخلاق سے پیش آیا اور یہاں تک مجھے پہنچا کر مجھ سے رخصت ہوا اور سلام کہکے وہ چلا گیا۔ بھائیوں نے وہ لعل بے بہا اپنے ہاتھ میں لیکر دیکھا۔ جس کی چمک دمک سے اُنکی آنکھیں چندھیا گئیں اور دل انکے باغ باغ ہوگئے۔ اور آپس میں کہا کہ یہ تو عجیب دولتِ عظمیٰ ہاتھ آئی اسے بنیامین سے چھین کر اپنے ہی قبضے میں رکھنا چاہیئے چنانچہ پلٹ کر وہ لعل بے بہا پیارے بنیامین کو دکھایا تک نہیں اور اپنے ہی قبضہ میں رکھنا چاہا۔ مگر چونکہ وہ یوسف صدیق اللہ کے ہاتھ کا معجزہ تھا۔ جب دیکھا تو یہ دیکھا کہ وہ لعل بے بہا پیارے بنیامین ہی کے بازو پر بندھا ہوا ہے آخر مجبور و لاچار ہوگئے اور اس خیالِ فاسد کو اپنے دل سے ہٹا دیا۔ ادھر حضورِ سلطانی سے داخلِ دربار ہونیکا حکم صادر ہوگیا۔ شاہی ایلچی آیا اور ارشادِ سلطانی سے انہیں ممتاز فرمایا۔ چنانچہ حکمِ شاہی پہنچتے ہی وہ کنعانی مہمان کھڑے ہوئے اور ہمراہ ایلچی خراماں خراماں دربارِ شاہی میں داخل ہو گئے۔

نظم

آج کا کچھ اور ہی دربار ہے	آج کی کچھ اور ہی سرکار ہے

آج تیاری کی بس وہ شان ہے
آدمی کی عقل تک حیران ہے

دیکھ کر دربار کا وہ جوش و خروش
اچھے اچھوں کے بھی اڑ جاتے ہیں ہوش

الغرض داخل ہوئے دربار میں
آن پہنچے حُسن کی سرکار میں

آج کی حیرت نہ پوچھو دوستو
آج کے دربار کا عالم سُنو!

محل سرا کی رنگت

جب یہ کنعانی مہمان بادشاہ کی حضوری میں پہنچے تو آج کی تیاری اور آج کی آرائش و زیبائش سے حیرت زدہ ہو کر اشاروں سے آپس میں کہا کہ اس دفعہ بادشاہ نے ہمارے لئے پہلے سے بھی زیادہ تیاری کی ہے اور آج کی آرائش و زیبائش انتہائی پیمانہ پر کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ساتھ بہت کچھ سلوک کیا جائیگا اور یقیناً ہم مالا مال ہو جائینگے آج کا دربار عام نہیں ہے بلکہ خاص دربار ہے اور خاص محلات میں داخلہ ہے جنکی نئی قطع ہے اور نئی نئی تصاویر انکی دیواروں پر منقوش ہیں۔

ایک عالی شان محلسرا ہے جسکی سات ڈیوڑھیاں یا دوسری اصطلاح میں بڑی بڑی سات غلام گردشیں بنی ہوئی ہیں اور انکی چوطرفہ دیواروں پر سونے کی ابھری ہوئی تصویریں دلوں پر خاص اثر ڈالنے والی کندہ ہیں۔ پہلی ڈیوڑھی یا پہلی غلام گردش میں جب یہ کنعانی مہمان داخل ہوتے ہیں تو یہیں سے انکے دلوں پر ایک رعب طاری ہو جاتا ہے کیونکہ اسکی چوطرفہ دیواروں پر ایک لشکر جرار حملہ آور ہے جو تمام ہتھیاروں

سے مسلح ہے جنکے خونخوار حملہ تصویری ہی انکے حواس باختہ ہوگئے اور اب ڈرتے ڈرتے یہ گیارہ کے گیارہ
ہمراہی ایلچی دوسری ڈیوڑھی یا دوسری غلام گردش میں داخل ہوئے یہاں کا عالم تصویری کچھ
اور ہی دیکھا۔ یعنی یہ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام شجرِ فراق کے نیچے اپنے تمام فرزندوں
کو لئے کھڑے ہیں اور پیارے یوسفؑ کو رخصت کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس اُتے پتے کے
تصویری منظر نے بھائیوں کے دلوں پر اور بھی زیادہ اثر ڈالا یہاں تک کہ اُن کو لرزہ
پیدا ہوگیا اور اپنے دلوں میں یہ کہنا شروع کیا۔ نظم

رنگ بگڑا آج کے دربار کا
ڈھنگ بدلا آج کچھ سرکار کا
آج عقدے کھُل گئے اپنے تمام
دیکھئے کیا آج ہوگا اژدھام
راز کیا سارے گئیں کے اپنے آج
آج کیا دربار میں جائے گی لاج
اب تلک جو راز بس مخفی رہا
آج آتا ہے نظر کھلتا ہوا
مصر میں کنعان کا پردہ کھلا
دیکھئے ہوتا ہے کیا اب اے فتا
کیسے پردے فاش ہونگے دیکھئے
کس قدر محجوب ہونگے شاہ سے
تھرتھرا اٹھے کہ یہ کیا ہوگیا
شاہ سے یہ بھید کس نے کہہ دیا
سب کے سب حلیے یہاں موجود ہیں
ہوش اور عقل و خرد مفقود ہیں
کون ایسا آگیا بھیدی یہاں
آگہی جس نے کہ ساری داستاں

بادشاہ کی حضوری

کنعانی مہمان یا گیارہ کے گیارہ بھائی غرض کہ شدہ شدہ اور رفتہ رفتہ پوری چھے
غلام گردشیں طے کرتے ہوئے ساتویں نہایت مزین و پُر تکلف مجلس رائے میں داخل ہوگئے

جہاں شاہ کا تخت ہے اور اُس پر بادشاہ جلوہ افروز ہے چنانچہ نقاب پوش بادشاہ مصر کے تخت پر نگاہ پڑتے ہی انکے دلوں میں شدت کا لرزہ پیدا ہوگیا اور معاً سب نے نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنے دلوں کو سنبھال کر نہایت تعظیم کیساتھ سلام عرض کیا حضور سلطانی سے سلام کا جواب مرحمت ہوا اور ساتھ ہی اُس کے دریافت ہوا کہ آپ صاحبان کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ مہمانوں کی طرف سے جواب عرض کیا گیا کہ حضور! ہم لوگ شہر کنعان کے رہنے والے ہیں اور ہم اس سے پہلے بھی حضور سلطانی میں حاضر ہوئے تھے اور قحط سالی کی وجہ سے ہم بھوکے پیاسوں کی امداد بھی عطا فرمائی تھی نیز اس دفعہ ہم کو یہ حکم ہوا کہ ہم اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو لیکر آئیں لہذا ہم اُسے لائے ہیں اسکے بعد دریافت ہوا کہ تمہارے والد کیسے ہیں؟ عرض کیا حضور! وہ نہایت نازک حالت میں ہیں بعرصہ ہوا کہ پہلے انکے ایک فرزند یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا تھا جسکی مفارقت میں وہ روتے روتے نابینا ہوگئے۔ دوسرے اب اُنکو سب سے چھوٹے فرزند بنیامین کی مفارقت ہوئی جس سے اب ہم نے اور بھی زیادہ اُنہیں روتے ہوئے چھوڑا ہے۔ نیز ہمارے والد بزرگوار اپنے فرزند بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیجتے نہیں تھے کیونکہ فراقِ یوسفؑ میں اسکے سر پر ہاتھ پھیر کر گونا اپنے دل کو تسکین دیتے تھے۔ مگر افسوس کہ اب یہ بھی اُن سے جدا ہوگیا۔ خدا جانے کہ اب اسکی جدائی میں ان کا کیا حال ہوا ہوگا۔ پھر حضور سلطانی سے اشارہ ہوا کہ آپ صاحبان بیٹھ جائیں! چنانچہ اُسی وقت سلام کرکے گیارہ کے گیارہ بھائی ایک گوشۂ فرش پر بیٹھ گئے۔

پھر خطاب ہوا کہ اور کچھ کہنا ہے، یہودا نے فوراً کھڑے ہوکر دست بستہ عرض کیا حضور! جب ہم پہلی مرتبہ یہاں حاضر ہوئے تھے اور قدرے قلیل درہم حضور سلطانی میں نذر کرنے کیلئے لائے تھے۔ وہ خادمان والا کے یا ہمارے سہو سے ہمارے ہی سامان میں بندھے ہوئے چلے گئے تھے جس کو ہم دربار نذر سلطانی کیلئے لائے ہیں امید کہ قبول فرمائے جائیں ارشاد ہوا کہ اچھا ہمیں منظور ہے لیکن ہم یہ درہم تمہیں کو بخشتے ہیں۔ اور ہم تمہاری دیانت سے بہت خوش ہیں۔ نیز اس بات سے اور بھی زیادہ راضی ہیں کہ تم حسب وعدہ اپنے بھائی بنیامین کو یہاں لے آئے اور اپنے قول و قرار کو پورا کیا۔ اسکے بعد بادشاہ مصر نے بنیامین کی طرف روئے سخن فرمایا۔ دریافت ہو تمہارا کیا نام ہے؟ چنانچہ بنیامین نے اسی وقت کھڑے ہوکر عرض کیا کہ حضور! اس خاکسار کا نام بنیامین ہے۔ پھر والد ماجد کی کیفیت دریافت فرمائی گئی جس سے بنیامین کے آنسو بھر آئے اور کہا۔ نظم

کیا کہوں میں والد ماجد کا حال
دل بھر آتا ہے جن کے نام سے
اس کا بس کیونکر نہ ہوگا غیر حال
آج تک ہے ہجر یوسفؑ کا قلق
آج تک دل سے نکلتا ہے دھواں
آج تک یوسفؑ کا ہے وہی اَلَم
ایک حجرے میں پڑے رہتے ہیں وہ

نقل سے ہے جس کے اک صدمہ کمال
آدمی کیا اُن کی کیفیت کہے
رہے روتے جس کو ہوں بتیس سال
آجتک اس غم سے بس سینہ ہے شق
آجتک آنکھوں سے ہیں آنسو رواں
اجتک فرقت کا ہے بس وہی غم
غم سا ایک غم ہے جسے سہتے ہیں ہم

جس سے ملتے ہیں اُسی کا ذکر ہے ہر گھڑی اُن کو اُسی کا فکر ہے
روتے ہیں جب وہ کلیجہ تھام کر چیخ اُٹھے یوسفؑ خستہ جگر
سُن کے ماں جائے سے یہ حالِ پدر تخت شاہی جس سے بس تھرا گیا
دست و پا میں اُن کے رعشہ آگیا دل کی حالت ہوگئی زیر و زبر
آنسوؤں سے ہوگیا رومال تر ختم کر جلدی یہ ذکرِ دل حزیں
بھائی بنیامین کے بولے وہیں ہے محبت خاص اُسکی اپنی شے
بادشہ بے حد رفیقِ قلب ہے ہچکیاں لے لے کے وہ رونے لگا
سُن کے بنیامین چپکا ہوگیا جھک گئے دونوں کلیجہ تھام کے
ایک بھائی تخت پر اِک سامنے تاب بنیامین و یوسفؑ کو نہیں
درد سے روتے ہیں دونوں دلحزیں تاب بنیامین و یوسفؑ کو نہیں
دونوں غش کھا کر گرے افسوس ہے ساتھ اُن کے روتے ہیں دیوار و در
ڈر گئے سوتیلے بھائی ڈر گئے شاہ کے رونے سے وہ مرمر گئے

خاصے کا حکم

جب دونوں ماں جائے اور حقیقی بھائی بہت کچھ رو چکے تو پہلے حضرت یوسفؑ نے اپنے دل کو سنبھالا اور آنسو پونچھ کر بنیامینؑ کو ہوشیار کرایا اور جملہ مہمانوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ہمیں غم و الم کے ذکر و اذکار سے خاص دلچسپی ہے اور جب

کہیں کی داستانِ الم بیان کرتا ہے تو ہمارا دل بیچین ہو جاتا ہے اور ہمیں رونا آتا ہے۔ اچھا اب ہم تمہارے اور اپنے لئے خاصے کا حکم دیتے ہیں چنانچہ اسی وقت ایک خادمے کا خادم آیا اور گیارہ کے گیارہ مہمانوں کو کھانے کے شاہی کمرے میں لے گیا جہاں پہلے ہی سے گوناگون نعمتوں کا دسترخوان چنا ہوا ہے مگر اس میں بھی شاہی اشارے سے ایک خاص نوعیت ہے وہ یہ کہ ایک وہی خوان دو بھائیوں کے لئے جدا جدا رکھا ہوتا ہے اور دو دو بھائیوں کو ایک خوان پر بیٹھنے کا حکم ہوتا ہے چنانچہ پہلے خوان پر یہودا اور شمعون بیٹھے اور دوسرے پر روبیل اور لاوی تیسرے پر زبان اور ربلون چوتھے دامن اور نفشانی اور پانچویں پر لگاد اور اشر چھٹے پر صرف تنہا اور اکیلے بن یامین۔

لکھا ہے کہ اس دسترخوان پر بنیامین بیٹھنے کو تو بیٹھ گئے مگر اب انہیں اپنی تنہائی اور بے کسی پہ رونا آگیا جنہیں دیکھ کر حضور شاہی سے خطاب ہوا کہ کیوں؟ اب کیوں روتے ہو؟ بنیامین زار و قطار روتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ جناب نے دو دو بھائیوں کو کھانا کھانے کیلئے ایک ایک خوان پر بیٹھنے کا حکم دیا یہ سن کر ہر ایک خوان پر دو دو حقیقی بھائی بیٹھ گئے مگر افسوس میں بالکل تنہا رہ گیا لہذا میں اسوقت اپنے بھائی یوسفؑ کو یاد کرتا ہوں اور روتا ہوں۔

نظم

آہ یوسفؑ تو کہاں ہے اے اخی! | آج بس تیری ضرورت ہے بڑی
بھائی بھائی مل گئے دو دو تمام | بن تیرے کھانا ہوا مجھ پر حرام
آہ کہ میں بھی ساتھ تیرے کھا سکوں | اپنی آنکھیں اور دل ٹھنڈا کروں

یوسفا! تجھ کو کہاں سے پاؤں میں
خوانِ نعمت پہ کہاں سے لاؤں میں

کاش ہوتا آج میرے پاس تو
پوری ہوتی میرے دل کی آرزو

آج سوتیلوں میں میں تنہا رہا
دل بھر آتا ہے تجھ پر یوسفاؑ

جان بیکل ہے مری تیرے لئے
کس طرح تو آج مجھ سے آملے

یہاں تک کہ اُس خوانِ نعمت پر پیارے بن یامین روتے روتے بیہوش ہوگئے جنکو ہوش میں لانے کیلئے بادشاہ نے حکم فرمایا۔ پھر جب وہ ہوشیار ہوگئے تو بادشاہ مصر کا ارشاد ہوا کہ اے وہ کنعانی مہمانوں جو دو دو بھائی حقیقی ایک ایک خوان پر بیٹھے ہو اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم بنیامین کے ساتھ شریک طعام ہوجائیں، کیونکہ اس وقت اسکی تنہائی اور اسکے یوسفؑ یوسفؑ کہکر رونے سے ہمارا دل بھر آیا ہے اور ہم اپنے دل کو بہت مضبوط کر رہے ہیں لہذا اگر تم اجازت دو تو ہم خود اسکے ساتھ شریک طعام ہو۔ چنانچہ اس فرمانِ شاہی پر یہودا خوانِ نعمت سے اُٹھکر کھڑا ہوگیا اور تختِ شاہی کو بوسہ دیکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور! ہمارے کہاں کہ شہنشاہِ مصر ہمارے حال پر اس درجہ شفقت اور مہر کی نظر فرمائیں اگر حضور نے ایسا کیا اور ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ شریک طعام فرمالیا تو ہماری عزت کو چار چاند لگ جائیںگے اور پھر والدِ بزرگوار حضرت یعقوبؑ کو یہ مسرت انگیز خبر معلوم ہوگی کہ میرے چھوٹے فرزند بنیامین کو بادشاہِ مصر نے اپنے ساتھ شریک طعام فرمایا تو بیحد مسرور ہونگے اور دل سے آپکے حق میں دعائے خیر فرمائینگے۔ اگرچہ دل آں کا یہ نہ چاہتا تھا کہ بنیامین کو شرف و

عزت حاصل ہو مگر شاہی مرضی اور شاہی ارشاد کے خلاف وہ رائے دے نہیں سکتے تھے اور شاہی رعب و داب میں وہ بالکل دبے ہوئے تھے۔ اسلئے بڑی خوشی سے اُنہوں نے اجازت دی۔

نظم

آپ مالک ہیں ہمارے اے حضور! ہم پہ یہ نظر کیجئے ضرور!
فخر ہے یہ اہلِ کنعاں کے لئے مصر کا والی انہیں اعزاز دے
ہم پہ یہ بے حد کرم ہے شاہ کا شکریہ کرتے ہیں ہم دل سے ادا

مظالم کا نقشہ

جب دسوں بھائیوں کی طرف سے اجازت ہو گئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے خدام کو حکم دیا کہ بنیامین کا خوانِ نعمت پسِ چلمن ہمارے پاس لے آؤ چنانچہ وہ خوانِ نعمت فوراً بادشاہ کی حضوری میں پہنچ گیا اور پھر بحکم شاہی پیارے بنیامین بھی شاہ کی خدمت میں پسِ چلمن حاضر ہو گئے اس کے بعد دسوں بھائی آستینیں چڑھا چڑھا کر کھانیکی طرف متوجہ ہوئے اتفاق سے روبیل بھائی کی نظر چھت کی جانب چلی گئی تو معاً اس کے ہوش جاتے رہے اور ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے یہ دیکھ کر نوکے نو بھائی روبیل سے کہتے ہیں کہ خیر تو ہے یہ بیٹھے بیٹھے تم کیوں رونے لگے ؟ اور یکایک تم کیوں ایسے پریشان ہو گئے ؟ بنیامین کا رونا موقوف ہوا تو تم نے رونا شروع کر دیا ؟ روبیل حواس باختہ جواب میں کہتا ہے کہ ذرا چھت کیطرف نگاہ اٹھا کر دیکھو کیا کرشمے ہو رہے ہیں ! اب جو

تمام بھائی چھت کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہاں ہو بہو تمام مظالم کنعانی کا نقشہ کھنچا ہوا موجود پاتے ہیں۔

مثلاً کہیں یہ صورت ہے کہ دسوں بھائی یوسفؑ کے کپڑے اتار رہے ہیں کہیں یہ صورت ہے کہ پیارے یوسفؑ کے ہاتھ پاؤں میں رسی باندھ کر اسے کھینچ رہے ہیں کہیں یہ صورت ہے کہ پیارے یوسفؑ کے پھول سے رخساروں پر زور زور سے طمانچے مار رہے ہیں کہیں یہ صورت ہے کہ چھری تیز کر کے اُسے ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ کہیں یہ صورت ہے کہ یوسفؑ کو باندھ کر کنوئیں میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور یوسفؑ ایک ایک بھائی کے پاؤں میں لپٹ جاتے ہیں اور سب کے سب لاتیں اور طمانچے مار رہے ہیں۔ کہیں یہ صورت ہے کہ یوسفؑ معصوم بے گناہ کو کنوئیں میں چھوڑ رہے ہیں اور بیچ میں سے رسی کاٹ رہے ہیں۔ کہیں یہ صورت ہے کہ سالار قافلہ کے ہاتھ غلام بنا کر فروخت کر رہے ہیں اور پیارے یوسفؑ کو برابر جھڑکیاں دیتے چلے جا رہے ہیں۔

غرضکہ تمام وہ نقشہ جو کنعان سے رخصت ہوتے وقت حضرت یوسفؑ کے سامنے پیش آیا تھا وہاں موجود ہے جسے دیکھتے ہی دسوں کے دسوں بھائی تھر تھر کانپنے لگے اور ڈر کے مارے انکے حواس باختہ ہوگئے۔ اور سمجھے کہ اب کوئی آفت نال ہوگی۔ اور افسوس ہے کہ بادشاہ کو ہمارے فعلوں کی ذرا ذرا خبر ہوگئی۔ دیکھئے اب ہمارا کیا حشر ہوتا ہے۔ اور ان مظالم کا ہم سے کیا کیا انتقام لیا جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود یوسفؑ ہی بادشاہ مصر سے تمام حالات کہہ گیا ہے کیونکہ یہ بالتفصیل

واقعات سوائے یوسف کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ضرور ہے کہ یہ اسی کا کام ہے اور اسنے بادشاہ مصر سے تمام باتیں کہہ سن گیا ہے۔ شاہ مصر پس چلمن انکی تمام حالت دیکھ رہے تھے۔ جب یہ دسوں بھائی اپنی گن سن اور چہ میگوئیوں سے فارغ ہوئے تو شاہی ارشاد ہوا کہ تم لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے ہو؟ یہ سنکر یہودا اور شمعون کھڑے ہوگئے اور دست بستہ بادشاہ مصر کی خدمت میں نہایت لرزتے کانپتے عرض کیا اور گھگیاتی ہوئی آواز سے یہ کہنا شروع کیا۔

نظم

ہم کو کھانے میں نہیں کچھ پیش و پس
عرض ایک خدمت میں ہے تھوڑی سی بس

اور وہ یہ ہے کہ اے عالی تبار
چھت کے نقشوں نے کیا ہے بیقرار

جس کے منظر کی نہیں دل میں سہار
ہو رہے ہیں تیر یہ سینے کے پار

ہم سے یہ دیکھا نہیں جاتا سماں
ہم نہیں دے سکتے ہیں یہ امتحاں

کون یہ ان سے کہے اے دوستو
کر چکے ہو تم ہی ان کرتوت کو

کس لئے اب اس سے تم خائف ہوئے
ظلم ہیں یہ سب تمہارے ہاتھ کے

حشر میں آخر یہ آتے سامنے
کیوں لگے پھر یہ کلیجا تھامنے؟

ظلم کرتے وقت رستم ہوئے
آج جن کو دیکھ کر بے دم ہوئے

خوف اس دن کا تمہیں ہوتا اگر
رحم کرتے اس ذرا سی جان پر

اس نتیجے کی نہ تھی تم کو خبر
سب مظالم آئیں گے پیش نظر

حیف تم انجام کو بھولے رہے
وقت آیا اب تو پھر ایسے ڈرے

الغرض اتنی ہوئی شرمندگی
سب کی سکتے کی سی حالت ہو گئی

جب بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے خود ہی فرمایا کہ اچھا انکے خوانِ نعمت وہاں سے اٹھا کر دوسرے کمرے میں پہنچا دیئے جائیں۔ چنانچہ اسی وقت وہ پانچوں خوانِ نعمت وہاں سے اٹھا کر دوسرے کمرے میں خدام نے پہنچا دیئے اور وہیں ان دسوں بھائیوں کو بلا کر کھانے پر بٹھا دیا گیا۔ جب یہ دسوں بھائی اس کمرے میں آئے تو دیکھا کہ یہ کمرہ تصاویر سے بالکل صاف ہے اطمینان سے بیٹھے اور سب نے ملکر کھانا شروع کیا:۔

نظم

ظلم کا انجام ذلت ہے مدام
جانتے ہیں جس کو سارے خاص و عام

وقت پر لیکن کسے رہتا ہے یاد
عاقبت کرتے ہیں اکثر خیر باد

کاش ہم انجام کو سوچا کریں
بھول کر بھی ہم کسی کو دکھ نہ دیں

خوانِ نعمت

القصہ شاہی شہہ نشین اس طرح واقع ہے کہ چاروں سمت اس کے بڑے بڑے وسیع چار کمرے ہیں اور شاہی کمرے کے چاروں طرف چلمنیں پڑی ہوئی ہیں جس سے چاروں کمرے بادشاہ کے زیر نظر ہیں چنانچہ ادھر ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں آ کر کنعانی مہمان کھانا کھانے بیٹھے۔ ادھر بادشاہِ مصر نے پیارے بنیامین کو پسِ چلمن اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور خوانِ نعمت اپنے اور بنیامین کے درمیان رکھ کر فرمایا کہ اے میرے عزیز مہمان! تم اپنی مفصل داستان مجھے سناؤ کہ تم پر کیا گزری ہے؟ پیارے

بنیامین نے کہنا شروع کیا۔ میرا ایک ماں جایا اور حقیقی بھائی جسکا نام یوسفؑ تھا۔ اور اسکے حسن وجمال کی کچھ انتہا نہ تھی۔ میرے والد ماجد اُس سے بیحد محبت رکھتے تھے جس پر سوتیلے بھائی حسد کرنے لگے اور شکار کے بہانے سے ایکدن میرے بھائی یوسفؑ کو جنگل میں لے گئے اور پھر روتے پیٹتے واپس آئے اور کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا لے گیا بس اس وقت سے ہمارے اوپر کوہِ اَلم ٹوٹ پڑا اور ہمارا خاندان تباہ ہو گیا۔ بادشاہ مصر نے فرمایا کہ اے عزیز مہمان! میں نے سُنا ہے کہ یہ تمہارے سوتیلے بھائی بڑے شہ زور ہیں کہ شیروں کو چیر ڈالتے ہیں؟ کہا حضور بیشک یہ سب کے سب ایسے ہی طاقتور اور شہ زور ہیں اور یہ صفت اللہ تعالیٰ نے شمعون کو بخشی ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بھائی تمہارے اتنی قوت والے ہیں کہ بڑے بڑے درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکتے ہیں عرض کیا کہ ہاں حضور! یہ صفت روبیل میں موجود ہے کہ وہ بڑے بڑے درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ دیتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے معزز مہمان! کیا تمہارا بھائی کوئی ایسا بھی ہے، جس کی چیخ سے حاملہ عورتوں کے حمل اسقاط ہو جاتے ہیں؟ کہا یہ صفت سب سے بڑے بھائی یہودا میں موجود ہے۔ پھر بادشاہ مصر نے فرمایا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تمہارے بھائی ایسے ایسے شہ زور اور اپنے چھوٹے بھائی یوسفؑ کو ٹھنڈے پیٹوں بھیڑیے کے سپرد کر دیا اور روتے ہوئے گھر چلے آئے۔ آپ کا یہ فرمانا جو کسی قدر بلند آواز سے تھا کھانا کھاتے ہوئے دسوں بھائیوں نے بھی سُنا۔ جنہیں بیحد شرمندگی ہوئی۔ پھر جناب یوسفؑ نے بنیامین سے فرمایا کہ کھانا نوش کیجئے۔ بنیامین نے عرض کیا کہ پہلے آپ شروع فرمائیں

چنانچہ بنیامین کے کہنے سے بادشاہ نے کھانا نوش فرمانے کیلئے اپنا ہاتھ نکالا تو ہاتھ کا چمکار تمام شہ نشین میں ہو گیا اور اسی وقت پیارے بنیامین کے دل پر ایک چوٹ لگی اور اُسے اپنے پیارے یوسفؑ بھائی کی یاد تازہ ہو گئی۔ کیونکہ ہاتھ کی شباہت اور اسکی خوبصورتی ہو بہو یوسفؑ کے ہاتھ کی سی تھی۔ اُس وقت تک بنیامین یوسف کے خیال میں آنسو بہاتے تھے مگر اب مثال اور مشابہت کا ایک درد اُن کے دل میں اور پیدا ہو گیا۔ اور دست مبارک پر نگاہ پڑتے ہی دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لیا اور ایک سکتے کا سا عالم ہو گیا۔ آخر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ نظم

دست یوسفؑ جب دکھائی دے گیا
قلب بنیامین کا بس ہل گیا

ہاتھ کی صورت وہی صورت ہے بس
حسن کی رنگت وہی رنگت ہے بس

ہاتھ ہے وہی مال جلائے کا ہاتھ
لے گئے تھے جس کو بھائی اپنے ساتھ

چوٹ اک دل پہ لگی رونے لگے
ہاتھ سے صبر و سکوں کھونے لگے

ہاتھ کی آگی ہے وہ سینے میں چوٹ
آہ بن یامین ہیں بس لوٹ پوٹ

اظہارِ یوسفؑ

پیارے بنیامین بادشاہ مصر کا ہاتھ دیکھ کر زار و قطار رونے لگے اور کھانا پینا بھی سب بھول گئے۔ اور اس بیتابی اور بیہوشی کے عالم میں اپنے دل سے طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ یہ نقاب پوش شاہ مصر یقیناً میرا بھائی یوسفؑ ہے۔ کبھی کہتے

ہیں کہ بھلا یوسفؑ کہاں اور یہ شہنشاہِ مصر کہاں ؟ کبھی بادشاہ کی بیحد تواضع سے یقینی گمان ہوتا ہے کہ یہ یوسفؑ ہے. کبھی اُسکے جاہ وجلال سے خائف ہو کر پھر دل بند ہو جاتا ہے مگر ہاتھ کی صورت اور اُسکی خوبی و نزاکت صاف بتا رہی ہے کہ یقینی یوسفؑ کا ہاتھ ہے آخر اسی حالت میں آپ امید و نا امیدی سے شکست کھا کر رونے لگتے ہیں اور آہ یوسفؑ آہ یوسفؑ کہہ کر پچھاڑ کھاتے ہیں اور گر پڑتے ہیں۔

جناب یوسفؑ علیہ السلام پیارے بنیامین کی تمام کیفیت نہایت خاموشی سے دیکھ رہے ہیں اور اپنے دل کو ضبط کرتے ہوئے بالکل دم نخود اور ساکت بیٹھے ہیں. تھوڑی دیر میں جب بنیامین کو ہوش آتا ہے تو فرماتے ہیں. بنیامین ! یہ کیسی بیقراری ہے ! اور ایسی کیا شے تم نے دیکھی ہے جس سے تمہارا یہ غیر حال ہوا جا رہا ہے. بن یامین زار زار روتے ہیں اور کہتے ہیں ۔

نظم

کیا کہوں کیا میں نے دیکھا اے حضور
آپ فرمائیں گے دیوانہ ضرور

دستِ عالی نے مجھے بے خود کیا
میرا صبر و سکوں جاتا رہا

شبہ مجھ کو کچھ ہوا ہے اے جناب
آپ یوسفؑ ہیں یقینی با نقاب

دے رہا ہے ہاتھ حضرت کا پتا
آپ ہاں جانے مرے بھائی ہیں کیا ؟

دل جگر سینہ کلیجہ ہے کباب
اب تو جلدی سے اُلٹ دیجے نقاب

ہجر کی دل میں نہیں ہے اب سہار
تیر فرقت کے ہوئے ہیں دل سے پار

دیر سے کیوں ہو رہا ہے امتحاں
چھوٹے بھائی کو نہ کیجے نیم جاں

حضرت یوسف نقاب الٹ کر

دیکھ یوسف کی طرف دل شاد کر
غم الم سب دل سے اپنے دور کر
ہو گئے رخصت سبھی فرقت کے دن

میں یوسف ہوں ترا جان پدر
ہجر کی آتش سبھی کافور ہے
آگئے صد شکر بس راحت کے دن

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ :- یعنی جب یوسف کے بھائی محل یوسفی میں داخل ہوئے تو یوسف نے اپنے حقیقی بھائی سے کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں بس اب تو غمگین نہ ہو :-

نظم

آن لپٹے بھائی بھائی سے وہیں
وہ بندھا ہے وصل کا آکر سماں
بھائی بھائی جب گلے سے مل گئے
ہوش جب آیا تو پھر یہ رنگ ہے
یوسف و یامین ایک حیرت میں ہیں
وجد کا سا ایک عالم ہو گیا

پھول برسانے لگی وہ سر زمیں
ہو گیا ہے مرگ شادی کا گماں
ملتے ہی سینے سے دونو غش میں تھے
دیکھ کر ایک دوسرے کو دنگ ہے
راوی کہتا ہے کہوں کیا تم سے میں
دونوں مل جلئے ہیں بس حیرت زدہ

بڑی دیر میں جب دونو حقیقی بھائیوں کے دل ٹھیک ہوئے اور دونوں کی طبیعت ذرا ٹھہری تو حضرت یوسف کے اصرار سے بن یامین اور بن یامین کے اصرار سے حضرت یوسف خوان نعمت پر بیٹھے اور کھانا تناول فرمانا شروع کیا مگر بن یامین کی یہ کیفیت

ہے کہ آنکھ جمال یوسفؑ پر گڑ گئی ہے سوال اٹھاتے ہیں اور مارے خوشی کے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے ہیں اور زبان حال سے یہ کہتے ہیں:۔

نظم

خواب سمجھوں یا کہ بیداری کہوں
اب تلک دلکو نہیں آتا یقیں
پھر لپٹ جاتے ہیں یہ کہکر شتاب
اے خدا تیرا کرم مجھ پر ہوا
اب تیرا احسان ہو اے رب غفور

اس مسرت کو میں کیا تشبیہ دوں
کیا ہرا بھائی ہے تو اے ہمنشیں؟
تیرے قربان اے شہ والا لقاب
تونے یوسفؑ سے مجھے ملوا دیا
باپ سے بھی ان کو ملوا دے ضرور

بن یامین کی تمنا

جب حضرت یوسفؑ اور بن یامین کھانا تناول فرما چکے تو دیگر برادران کنعانی کو حکم ہوا کہ آپ صاحبان کو علیحدہ علیحدہ مکانوں میں ٹھیرایا جائیگا۔ جہاں آپکو ہر طرح کا آرام ملیگا اور کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی۔ نیز تمہارے بن یامین کو بھی الگ مکان میں اتارا جائیگا۔ پس آپ صاحبان کا جب تک جی چاہے مصر میں رہیں اور تمام ملک مصر کی سیر کریں۔ کنعانی مہمان یہ حکم شاہی سنکر بیحد مسرور ہوئے اور جدا جدا مکانوں میں سب سب جا ٹھیرے۔ جن میں پیارے بن یامین کو حضرت یوسفؑ نے اپنے محل سے ملے ہوئے مکان میں ٹھیرایا جن کے پاس اکثر آپ خود تشریف لاتے اور گھنٹوں آپس میں باتیں چیتیں رہتیں اور حضرت والد ماجد جناب یعقوب علیہ السلام کا ذکر اذکار رہتا اور دونوں بھائی

آنسو کے بجئے دریا بہاتے کچھ عرصہ تک یہی کیفیت رہی اور جملہ برادرانِ یوسفؑ شہر میں مقیم ہے۔

ایک روز یہودا سب سے بڑے بھائی نے سوائے بادشاہ مصر کے جملہ برادرانِ کنعانی کو اپنے مکان میں طلب کیا چنانچہ سب کے سب بھائی آموجود ہوئے اور پیارے بن یامین بھی حاضر ہوئے اور واپسی وطن کے متعلق یہودا نے بھائیوں سے درخواست کی کہ آپ لوگ نہایت راحت و آرام سے بادشاہ مصر کے دسترخوان پر خدا کی نعمتیں نوش کر رہے ہیں کچھ آپ صاحبان کو بوڑھے والد اور ننھے ننھے بچوں کا بھی خیال ہے کہ ان پر کیا حالت گزر رہی ہوگی، باپ کو بن یامین کا فراق اور بچوں کو تمہاری جدائی کس قدر شاق ہوگی؟

یہ سنکر یک لخت مصر سے سب کا دل اکھڑ گیا اور اسی وقت یہ مشورہ قرار پاگیا کہ آج حضورِ سلطانی میں چلکر اپنی روانگی کی درخواست کی جائے۔ چنانچہ یہ مشورہ ہوگیا اور سب کے سب بھائی حضورِ سلطانی میں درخواست پیش کرنے کیلئے چل کھڑے ہوئے اور حاضر دربار ہوکر عرض کیا کہ حضور سے اب ہم رخصت کی اجازت چاہتے ہیں! اور اپنے اہل وعیال اور اپنے والدِ ماجد کے پاس جانیکے خواہشمند ہیں لہذا ہمیں رخصت فرمایا جائے۔

چنانچہ حضورِ سلطانی میں کنعانیوں کی یہ درخواست منظور ہوگئی اور اسی وقت روانگی کے دن اور تاریخ سے انہیں اطلاع دیدی گئی۔ غرض سلام عرض کرکے وہ سب کے سب اپنے اپنے مکانوں میں آگئے۔ لکھا ہے کہ بن یامین اپنے مکان میں آکر خفیہ دریچے سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت یوسفؑ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس سے ایک لمحہ کیلئے بھی جدائی گوارا نہیں کرسکتا ہو آپ ان سوتیلے بھائیوں کو رخصت

فرماویں اور مجھے اپنی ہی خدمت میں رہنے کی اجازت فرمائیں! جناب یوسفؑ نے فرمایا کیوں؟ کیا تمہارے بیوی بچے نہیں ہیں؟ اور کیا تمہیں ان کی محبت نہیں ہے؟ بن یامین نے عرض کیا بیوی بھی ہے اور تین بچے بھی ہیں۔ جن میں ایک کا نام بھیڑیا ہے دوسرے کا نام یوسفؑ ہے تیسرے کا نام خون ہے۔ اور یہ نام اُن کے صرف آپکی محبت اور آپکی پیاری یادگار میں نے رکھے تھے تاکہ آپکی یاد ہر وقت میرے پیش نظر رہ سکے، یہ کہ بھیڑیئے نے یوسفؑ کا خون کیا ہے۔ یہ سنکر جناب یوسف علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور پیارے بن یامین کی سچی محبت سے آپ بیحد متاثر ہوئے فرمایا میں تمہارے بھائیوں سب کو رخصت کرنیکا وعدہ کر چکا ہوں مگر دیکھو تمہارے روکنے کے متعلق ایک حیلہ کرتا ہوں جس سے تم یقیناً میرے پاس رہوگے میں تمہارے روک لینے میں زور یا دعویٰ نہیں کرسکتا ہوں۔ البتہ کسی حیلے یا بہانے سے ہی تم میرے پاس رہ سکتے ہو۔ اچھا اب تم اس خفیہ راز کی کسی کو خبر نہ کرنا اور خاموش سیر دیکھتے رہنا۔ بنیامین نے یہ راز پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کیا اور کہا:۔

نظم

کیجئے تدبیر کچھ بہر خدا	ایک دم کو میں نہیں ہونگا جدا
ایک دم فرقت کا اب دشوار ہے	دل مرا مجبور ہے لاچار ہے

اب نہیں دردی کی طاقت اے اخی
جس قدر ہوئی تھی بس وہ ہو چکی

دربارِ خاص

دوسرے روز ایک دربارِ خاص ہوتا ہے جس میں گیارہ کے گیارہ کنعانی مہمان ہیں اور حضورِ سلطانی سے متعدد سوالات پیش ہوتے ہیں۔ پہلا سوال پیش ہوتا ہے کہ اے کنعانی مہمانو! یہ بتاؤ کہ تم میں سب سے زیادہ محبت گم شدہ یوسفؑ سے کون رکھتا ہے؟ جواب دیا گیا کہ سب میں زیادہ محبت بن یامین کے دل میں ہے۔

دوسرا سوال ہوتا ہے کہ اے کنعانیو! تم میں سب سے زیادہ فراقِ یوسفؑ میں کس کے آنسو آگئے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ بن یامین کے بہت آنسو گئے ہیں۔

تیسرا سوال ہوتا ہے کہ تم لوگ جو کنعان سے چلکر آئے ہو یہ بتاؤ کہ ہماری نذر کرنے کیلئے کچھ لائے یا نہیں؟ جواب دیا گیا کہ حضور ہمارا خاندان بالکل مفلس اور محتاج ہوگیا اور پاس کھانے تک کو نہیں رہا۔ مجبور اور لاچار ہوکر اور حضور کا نام سنکر محض خالی ہاتھ حاضر ہوگئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دربارِ شاہی کچھ نذر و مرحمت ہو تا کہ خوش و خرم اپنے اہل و عیال اور اپنے ضعیف والد کی خدمت میں پہنچکر حضور کے دولت و اقبال کو تا زیست دعائے خیر سے یاد کرتے رہیں۔ اس پر بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا تم لوگ اپنے اپنے اونٹوں پر غلہ اور نقدی جس قدر بھی لادلو! یہ کہہ کر اناج کی کوٹھیاں اور خزانہ کا دروازہ چوپٹ کھول دینے کا حکم دے دیا گیا۔ اور کل کی تاریخ روانگی کے لئے مقرر ہوئی اور دربار برخاست ہوا۔

برادران یوسف علیہ السلام نہایت خنداں و فرحاں اپنے اپنے مکانوں کو واپس آئے اور اب کل کیلئے ان کے دلوں میں گدگدیاں اُٹھ رہی ہیں اور کل کیلئے ایک ایک سانس انہیں پہاڑ معلوم ہو رہا ہے۔ آخر جوں توں کرکے شام ہوئی۔ رات بیتی یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی:۔

نظم

صبح رخصت جب ہویدا ہو گئی
عید کی سی شکل پیدا ہو گئی

آہ یہ حُب وطن کیا چیز ہے
جس سے بڑھ کر بس نہیں ہے کوئی شے

آدمی کی شان ہے حُبِ وطن
آدمی کی جان ہے حُبِ وطن

اے بشر روزِ ازل کو یاد کر
اے مسافر بھولتا ہے اپنا گھر

ایک حکمت عملی

صبح کو جب غلہ اور روپیہ پیسہ اونٹوں پر لادنے کا وقت آیا اور بھائیوں کو خدا خدا کرکے رخصت کا وقت نصیب ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک محرم راز خادم کو اپنے پاس بلایا اور اُسکے کان میں چپکے سے فرمایا کہ جب غلہ اور خزانہ ان مہمانوں کے اونٹوں پر لادا جا رہا ہو تو تم خاص ہمارے پانی پینے کا کٹورہ چپکے سے بن یامین کے اونٹ پر جو سامان لدا ہو اُسمیں چھپا دینا اور اس پوشیدہ راز کی کسی کو خبر نہ کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام اقدس میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ؕ

یعنے جب اُن مہمانوں کا سامان تیار ہوگیا تو ایک محرم راز نے بادشاہ کے پانی پینے کا کٹورا بن یامین کے سامان میں چھپا دیا۔ نیز یہ کٹورہ کوئی معمولی کٹورہ نہیں ہے بلکہ یہ سونے کا بنا ہوا ہے جس میں ہزار ہا روپیہ کی تیاری کے جواہرات جڑے ہوئے ہیں اور جناب یوسف علیہ السلام کے پانی پینے کا یہ نہایت بیش قیمت کٹورہ ہے

القصہ جب اس قافلہ کا جملہ سامان تیار ہوگیا تو قافلہ والوں یا معزز مہمانوں نے بادشاہ مصر یعنی حضرت یوسفؑ سے روانگی کا اذن مانگا جہاں سے حکم ہوا کہ اچھا رخصت یہ سنتے ہی گیارہ کے گیارہ بھائی اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہوگئے اور قافلہ چل نکلا۔

جناب یوسف علیہ السلام انہیں عارضی رخصت دیکر شاہی جھروکوں میں آن بیٹھے اور اب قافلے کو خوشی خوشی کنعان کی طرف جاتا دیکھ رہے ہیں اور پیارے باپ کے لئے آنکھ سے آنسو جاری ہیں۔ نیز جب آپ نے دیکھا کہ قافلہ کنعانی حدود مصر سے باہر نکلنے کو ہے۔ فوراً اپنے ایک خاص ایلچی کو حکم دیا کہ چند سوار اپنے ساتھ لیکر کنعانی قافلہ کے تعاقب میں جلدی پہنچو اور اس تمام قافلہ کو جلدی ہمارے دربار میں واپس لاو۔ کیونکہ ہمیں ان کی نسبت یہ شبہ پیدا ہوگیا ہے کہ وہ ہمارا پانی پینے کا کٹورہ اپنے سامان میں چھپا کر لے گئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت شاہی ایلچی مع چند جوار سواروں کے کنعانی قافلے کے تعاقب میں پہنچا اور اس نے بلند آواز سے قافلہ کو روکا اور یہ کہا۔ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۵

یعنے پکارنے والے ایک سوار نے پکارا اے قافلہ والو تم لوگ چور ہو لہذا جو

شاہی تک ہمارے ساتھ واپس چلو! آہ یہ خوفناک آواز سنکر قافلہ والونکے ہوش جاتے رہے۔

نظم

قافلہ کنعانیوں کا رُک گیا — کس خوشی میں کیا سُنی غم کی صدا
تھم گئے اور رک گئے اُن کے قدم — گر پڑا ایک ایک پر کوہ اَلم
کس مسرت میں ہوا ہے غم نصیب — ہو چلا تھا شہر کنعاں جب قریب
رُک گئے اور مڑ گئے دیکھا ماجرا — آرہا ہے مصر کا لشکر چلا
ہوش پرّاں ہوگئے اِک اِک کے — ڈر گئے مہمان سارے ڈر گئے
ڈرتے ڈرتے ایک نے بڑھ کر کہا — آپ کا، فرمائیں! کیا جاتا رہا
چور ہم ہرگز نہیں ہیں آفتا — کچھ تو ظاہر ہو کہ کیا کھویا گیا

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ۔ یعنی کنعانیوں نے ان آواز دینے والوں سے کہا کہ تم کس شے کے متلاشی ہو اور تمہاری کیا چیز جاتی رہی ہے؟

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ

یعنے شاہی سواروں یا اُن آواز دینے والوں نے کہا کہ شاہی کٹورا ہم کو نہیں ملتا ہے جس کیلئے ہمیں حکم ہوا ہے کہ جو کوئی اُسے برآمد کرے وہ ایک بھر اونٹ کا غلہ انعام پائیگا اور اسکو انعام دلوانے کے ہم ضامن ہیں۔

نظم

سنکے یہ مغموم سب ایسے ہوئے — ہوش اور عقل وخرد سب چل بسے
ایک سکتے کا سا عالم ہوگیا — جاتے جاتے قافلہ کیسا گھرا!

گھر کی دھن تھی اور وطن کی سیدھ تھی — کیا کڑی منزل یہ اُسمیں آپڑی
ہائے گیا رستے میں گھیرا پڑا — مصر کا سارا مزہ جاتا رہا
غم اَلم سے سب خوشی بدلی وہیں — اور نکلی سب کے تلوؤں سے زمیں

قافلے کی معذرت

کنعانی قافلے کو جب مصری سواروں نے چاروں طرف سے آن گھیرا تو وہ سخت پریشان ہوئے اور آپسمیں حیرت زدہ ہو کر کہنے لگے کہ حاشا وکلا ہم میں تو کسی نے ایسا نہیں کیا ہے کہ شاہی کٹورا اپنے سامان یا اپنے اسباب میں چھپایا ہو۔ ان سواروں کی محض تہمت اور الزام ناحق معلوم ہوتا ہے۔ آخر میں آپسمیں اپنی بریت اور بے گناہی پر مطمئن ہو کر مصری سواروں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۝

ترجمہ

چور ہم ہرگز نہیں ہیں زینہار — جانتا ہے ہم کو بس اک اک سوار
مصر میں ہم اس لئے آئے نہیں — تاکہ فتنے میں پڑے یاں کی زمیں
ہم کو چوری سے نہیں کچھ واسطہ — ہم کو فتنے سے نہیں مطلب ذرا
نذر شاہی گھر سے واپس لائے ہیں — اور امانت دار بس کہلائے ہم
ہم پہ چوری کا گماں ممکن نہیں — جس کا بس شاہد ہے رب العالمیں

اے مصری سوارو! تمہیں یاد ہوگا کہ سب سے پہلے ہم نذر شاہی میں پیش کرنے کیلئے

جو کچھ زرِ قلیل نذرانہ لائے تھے اور وہ تمہارے ملازمین شاہی کے سہو سے ہمارے اسباب میں بندھا ہوا واپس چلا گیا تھا وہ بعینہٖ بادشاہ مصر کی حضوری میں لا کر ہم نے دوبارہ پیش کر دیا۔ نیز حسب وعدہ بن یامین کو حضور سلطانی میں لا کر حاضر کر دیا جس سے بادشاہ کے ملک میں ہم نہایت امانتدار اور قول و قرار کے پورے ثابت ہوئے اور ہمارا بحد وثوق ہوا اور ہم نہایت امین کہلائے۔ پس ایسا کب ہو سکتا ہے کہ ہم واقعی امین و دیانتدار ہو کر چوری کریں گے اور بادشاہ کے پانی پینے کا کٹورا اپنے اسباب میں چھپا لینگے کنعانیوں کے عذر معذرت اور انکی انتہائی لجاجت سنکر مصری سوار کہنے لگے۔

قَالُوْا فَمَا جَزَاؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ط یعنے اے کنعانی باشندو اور اے پردیسی مسافرو! تم اگر اپنی امانتداری کے اس دعوے میں جھوٹے ثابت ہوئے تو بتاؤ کہ اس کی سزا کیا ملنی چاہیئے۔ یہ سنکر کنعانی نہایت برہم ہوئے اور اس خیال سے انہیں اور بھی غصہ آیا کہ ہم نے اتنی لجاجت اور اتنی معذرت کی لیکن یہ پھر بھی بولے تو پھر وہی مرغی کی ایک ٹانگ! افسوس ان بے رحموں پر کہ ہماری بات کا ان کے دل پر ذرہ برابر اثر نہیں ہوا۔ اور یہ اسی طرح ہم کو چور اور جھوٹا بتا رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ آخر غصے میں آ کر کہہ اٹھے۔ قَالُوْا جَزَاؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَاؤُهٗ۔ یعنے اسکی سزا یہ ہے کہ جس کے اونٹ یا جس کے سامان میں سے شاہی کٹورہ برآمد ہو وہ شخص مع اونٹ اور مع سامان کے بحق بادشاہ ضبط کر لیا جائے اور آئندہ ہرگز نہ چھوڑا جائے اور یہی ہمارے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت کا قانون ہے کہ سارق

بحق مالک ایک سال کیلئے غلام بن کر رہے اور کہیں نہ جا سکے۔ جسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ۔ یعنی ظالموں اور چوری کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔

غرضکہ مصری سواروں کے سردار یا اس شاہی ایلچی نے کنعانیوں سے کہا چونکہ ہماری طرف سے آپ لوگوں پر چوری کا الزام ہے اور آپ لوگوں نے بحالت برآمدگی مال اپنے لئے سزا بھی مقرر کر لی ہے۔ لہذا اب آپ بادشاہ مصر کی خدمت میں چلیں تاکہ ہمارا اور آپ کا وہاں عدل و انصاف ہو اگر ہم سچے ہیں تو آپ کو سزا ملے گی اور اگر آپ سچے ہیں تو ہم سزا پائیں گے چلئے تشریف لے چلئے۔

نظم

ستم ہے کہ کنعان کا قافلہ ——— غضب ہے کہ وہ چور بن کر چلا
حراست میں مہمان آئے سبھی ——— انوکھی یہ چوری کی تہمت لگی!
ابھی جن کے اعزاز کی دھوم تھی ——— ابھی مہر تھی جن پہ لبس شاہ کی
ابھی اب ہیں وہ چور خائن بنے ——— سواروں کے پہرے میں آلٹے چلے
کبھی غیظ و غصے میں ہے نظر بھری ——— کبھی غم میں ہے آنسوؤں کی لڑی
چلے مصر کو غیظ و غم میں بھرے ——— جنہیں دیکھتے ہیں بچے کے پرے
غرض رفتہ رفتہ یہ پہنچے وہاں ——— جہاں ہونے والا تھا اک امتحاں

قافلے کی روانگی

کنعانی معزز مہمانوں کا ذی شان قافلہ ایک نہایت ذلت و اہانت کی صورت میں

اندرون مصر داخل ہوتا ہے جہاں کی مخلوق حیرت میں ہے اور سخت تعجب کی حالت میں خم فرزدہ ہو رہی ہے کہ الٰہی یہ معاملہ کیا ہے؟ افسوس ایسے ذیشان و معزز مہمان کیسے عتاب شاہی میں آگئے؟ کیا ان سے تقصیر بن آئی غرضکہ یہ قافلہ شاہی محلات کے قریب پہنچا جہاں یوسف علیہ السلام پہلے ہی سے انکے منتظر کھڑے تھے وہاں پہنچتے ہی شاہی ایلچی یا سواروں نے عرض کیا حضور کا طلبیدہ کنعانی قافلہ حاضر ہے۔

آپ نے فرمایا اے کنعانی باشندو! معاف کرنا ہمیں تمہاری نسبت کچھ شبہ واقع ہو گیا ہے جسکے رفع کرنے کیلئے ہم نے تمہیں واپس طلب کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے پانی پینے کا کٹورا گم ہے کہیں اس کا پتہ نہیں۔ خیال ہوتا ہے کہ مبادا تمہارے سامان میں نہ رکھا ہوا چلا گیا ہو اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کے سامان کی تلاشی لیکر اپنا اطمینان کرلیں۔ کنعانیوں نے اپنی سچائی اور امانتداری کے زعم میں نہایت سینہ سپر ہو کر جواب دیا کہ ضرور ہماری تلاشی لی جائے اور جسکے سامان میں سے حضور کا کٹورا نکلے اُسے اپنی غلامی میں لیا جائے۔ یہ سُنکر حضرت یوسف علیہ السلام تلاشی کا حکم دیتے ہیں مگر سب سے پہلے بن یامین کی تلاشی لینے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے اس لئے پہلے سوتیلے بھائیوں کی تلاشی کا حکم فرماتے ہیں۔ چنانچہ بحکم شاہی تلاشی شروع ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ؕ

یعنے اپنے بھائی بن یامین کی تلاشی لینے سے پہلے دوسروں کی تلاشی شروع کی یہ بھی لکھا ہے کہ سب سے پہلے شمعون کی تلاشی ہوئی مگر اُس کے پاس سوائے اس کے اپنے

سامان کے جو بادشاہ نے اُسے مرحمت فرمایا تھا۔ کچھ برآمد نہ ہؤا۔ اور کٹورہ وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا ہے جب شمعونؔ کے سامان میں سے شاہی کٹورا برآمد نہ ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا اب ہمیں اطمینان ہوگیا اور تمہاری طرف چوری کا جو شبہ ہمارے لیں ہوا تھا وہ جاتا رہا لہٰذا اب ہم تلاشی کا موقوف کرنیکا حکم دیتے ہیں یہ سُنکر شمعون کا سرخرو چہرہ پھیل پڑتا ہے اور کہتا ہے ؎

نظم

اب نہیں یہ ہو سکیگا اے حضور
ہم تلاشی آپ کو دیں گے ضرور

اب نہ ہم یاں سے ہٹیں کے زینہار
جب تلک عزت نہ کر لیں برقرار

دیں گے اک اک کی تلاشی آپ کو
اب تو یہ ہی ٹھان لی بس کچھ بھی ہو

لیجئے! سب کی تلاشی لیجئے!
سرخرو جلدی سے سب کو کیجئے

آل اسرائیل ہیں ہم اے جناب
ہم سے یہ ممکن نہیں ہے ارتکاب

سرخرو ہو کر ہٹیں گے یاں سے ہم
اس لئے آئے نہیں کنعان سے ہم

ہم سے یہ ذلت نہ جھیلی جائیگی
اک کٹورے کی ہمیں تہمت لگی؟

حیف ہے اپنے لئے صد حیف ہے
مصر میں آکر ہمیں چوری لگے؟

مہربانی کیجئے ہم پر حضور!
لیجئے سب کی تلاشی بالضرور

چنانچہ بادشاہ مصر نے کنعانیوں کے اصرار سے مزید تلاشیوں کا حکم دیا اور پھر یہوداؔ کے اسباب کی تلاشی لی گئی۔ جس میں کٹورا برآمد نہ ہوا۔ روبیل کی تلاشی ہوئی اسمیں بھی کچھ نہ نکلا۔ غرضکہ یکے بعد دیگرے دسوں سوتیلے بھائیوں کی تلاشی لی گئی۔ جنمیں ایک کے

پاس سے بھی شاہی کٹورہ نہیں نکلا اور دسوں کے دسوں نہایت سرخرو ثابت ہوگئے جس پر حکم شاہی صادر ہوا کہ ہمیں اطمینان ہوگیا کہ آپ لوگ سارق نہیں ہیں اور آپ نے ہمارے پانی پینے کا کٹورہ نہیں چھپایا ہے بس اب ہم آپ کو چھوڑتے ہیں اور وطن جانیکی اجازت دیتے ہیں اور گیارہویں بھائی کی تلاشی موقوف کرتے ہیں. کیونکہ جب دسوں بھائیوں کے سامان میں سے ہمارا کٹورہ نہیں نکلا تو گیارہویں کے سامان میں سے کیا نکلے گا جاؤ ہم معاف کرتے ہیں۔ اس پر دس کے دس بھائی نہایت برہم ہوئے اور غصہ میں آکر کہا۔ نظم

یہ نہیں ہوگا نہیں ہوگا کبھی! | لیں تلاشی آپ بن یامین کی
دس کی جو لے لی تلاشی آپ نے | گیارہواں کیوں اس تلاشی سے بچے
جائزہ اس کا بھی لیجئے اے حضور | ورنہ یہ اس پہ کرے گا بس غرور
ہم کو یہ دل مارے گا یہ کنعان میں | طرح یہ گائے گا اپنی شان میں
فخر یہ ہم پہ کرے گا اس قدر | جس سے ہم ہو جائیں گے زیر وزبر
ہو نہیں سکتی ہے یہ ہم کو سہار | مصر میں عزت ہو اس کی برقرار
لیجئے اس کی تلاشی لیجئے! | سرخرو ہم سب کو یکساں کیجئے

بن یامین کا جائزہ

حضرت یوسفؑ نے اپنے سوتیلے بھائیوں کے اصرار کو' یہ کہ بن یامین کی تلاشی بھی ضرور لی جائے' بغور سے سنا اور اپنے دل میں کہا کہ تم کب اسکی یا اسکے بھائی یوسف علیہ السلام کی

بعزت وتوقیر گوارا کر سکتے ہو۔ فرمایا اچھا ہم اسکی بھی تلاشی لینگے۔ اللہ تمہاری اور اسکی شرم رکھے! یہ کہہ کر خدام شاہی کے نام حکم صادر ہوا کہ گیارہویں مہمان کی بھی تلاشی لی جائے چنانچہ شاہی خدام بن یامین کی تلاشی لینے میں مصروف ہوئے اور تمام مخلوق کی آنکھوں کے سامنے دیکھتی آنکھوں تھوڑی ہی دیر میں وہ شاہی بیش قیمت کٹورہ بن یامین کے سامان میں سے نکل آیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَاءِ اَخِیْهِ یعنے بن یامین کے اسباب میں سے وہ کٹورہ برآمد ہوگیا۔ آہ جس کے دیکھتے ہی تمام کنعانی بھائیوں کے تلوؤں کے نیچے کی زمین نکل گئی

نظم

رنگ سارے بھائیونکے فق ہوئے
سب کے بس ہوش وخرد جاتے رہے

عقل زائل ہوگئی ایک ایک کی
اور لبوں پہ سب کے خشکی آگئی

اس قدر سب کو ہوئی شرمندگی
تلخ گویا ہو گئی بس زندگی

کیسے دریائے ندامت میں گرے
کیسے سر کنعانیوں کے جھک گئے

دیر تک سکتے کا عالم ہو گیا
دیر تک اُن پہ رہا محشر بپا

اور پھر سنبھلے تو یوں سنبھلے سبھی
ننھے سے بھائی کی شامت آگئی

ہو کے برہم پل پڑے اُس پہ تمام
اور کہا یامین سے پھر یہ کلام

کیا غضب تو نے کیا یہ کیا ستم
آل اسرائیلؑ کا کھویا بھرم

خاک میں تو نے ملادی آبرو
حیف کی چوری کی تو نے جستجو

تو نے رسوا کردیا ہم کو ستم
تو نے یہ کیا دیا ہم کو اُلم

ہائے کیا پردیس میں عزت گئی — ہائے کیسی ہم کو رسوائی ہوئی
آخرش بھائی اُسی یوسف کا تھا — جس نے ہم کو اس سے پہلے دکھ دیا
بس یہی امید ہم کو تجھ سے تھی — خوب تو نے آج ذلت ہم کو دی

بن یامین

میں نہیں کچھ جانتا یہ کیا ہوا — میں نہیں واقف کہ یہ کیا ہو گیا
یہ کٹورا میں نے رکھا ہو اگر — ہاتھ جل جائیں مرے بس زود تر
اس میں ذرہ بھر نہیں میری خطا — کام یہ کس نے خدا جانے کیا

سوتیلے بھائی

یہ کٹورا تو نے جب رکھا نہیں — پھر کہاں سے آ گیا اے ہم نشیں
ہاتھ جب اس کو نہیں تیرا لگا — اونٹ پہ تیرے یہ اڑ کر آ گیا
واقعی تو نے چرایا ہے اسے — واقعی تو نے چھپایا ہے اسے

بن یامین

تو سنو اے بھائیو اس کا جواب — اپنے دل میں تم نہ کھاؤ پیچ و تاب
جس نے اونٹوں پر وہ رکھے تھے درہم — اُس نے ہی رکھا کٹورہ بیش و کم
تم نے چوری کی تو بس میں نے بھی کی — تم اگر ہو شاہ ہوں میں بھی وہی
مجھکو ناحق تم نہ یوں رسوا کرو — بلکہ سب اللہ سے ڈرتے رہو
جیسے تم اُس مرتبہ تھے بے قصور — بے خطا ہوں اس دفعہ میں بھی ضرور

بن یامین کی گرفت

سب سے پچھلی اور آخری تلاشی میں بادشاہِ مصر کے پانی پینے کا کٹورہ بن یامین کے سامان میں سے نکل آیا تو حسب قرارداد یہ لازمی ٹھیرا کہ بن یامین کو بادشاہِ مصر ایک سال کیلئے اپنی غلامی میں رکھلیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی تدابیر اور حکمت عملی میں کامیاب ہو گئے اور کٹورا چھپانے کا راز بالکل پوشیدہ اور حسب منشا مخفی رہا جیسے مولا فرماتا ہے۔

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ط

یعنے ہم نے یوسف علیہ السلام کو یہ کامیاب تدبیر بتائی ورنہ مصر کے قانون کی رُو سے وہ اپنے بھائی بن یامین کو ایک لحظ کیلئے بھی نہیں روک سکتے تھے اور اللہ کو منظور ہوتا تو اور بہت سی باتیں ممکن تھیں۔ پس ہم جس کو چاہتے ہیں حُسن تدبیر میں اُسکے درجے بلند کرتے ہیں اور ہر جاننے والے سے زیادہ جاننے والا موجود کر دیتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی معلوم ہونی ضروری ہے کہ ملکِ مصر کا قانون کیا تھا جسکی رُو سے حضرت یوسفؑ اپنے بھائی بن یامین کو نہیں روک سکتے تھے وہاں کا قانون یہ تھا کہ چور نے ایک پیسہ کی چیز چرائی ہے تو اُس سے دو پیسے وصول کئے جاتے تھے اور اُسکے تازیانے مار کر شہر سے نکال دیا جاتا تھا۔ پس اگر مصری سزا پاتے بن یامین کو ملتی تو مقصودِ اصلی فوت ہو جاتا اور بن یامین پیارے بھائی کے پاس رہ نہیں سکتے اسلئے اللہ

تعالیٰ نے اسرائیلی سزا مقرر کرائی۔

القصہ جب وہ شاہی کٹورہ بن یامین کے اسباب میں سے برآمد ہوا تو حضرت یوسفؑ نے کنعانیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگ اپنے آپ کو پیغمبر زادہ بتائیں اور آلِ اسرائیل کہیں اور افعال آپکے ایسے شرمناک ہوں! یہ سُن کر کنعانی اور بھی زیادہ دریائے ندامت میں غوطہ زن ہوئے اور اپنی ذاتی بریت کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہا کہ اے بادشاہ! ایک مچھلی جل کو گندہ کرتی ہے۔ ہم میں بن یامین ہی ایک ایسا بدنام کنندہ رہ گیا ہے جس نے اس پرائے دیس میں ہمیں رسوا کیا اور ہمیں منہ دکھانے کو جگہ باقی نہ رکھی خیر جاتا کہاں ہے اس سے ہم سمجھیں گے اور اس کو شاہی کٹورہ چرانے کا پورا پورا مزہ چکھائیں گے۔ اور حضور! اس کی خطا نہیں ہے بلکہ درحقیقت اسکی ماں راحیل ایک ایسی عورت تھی جس کی اولاد فطرتاً سب کو ستانے اور آزار دینے والی پیدا ہوئی اس سے پہلے اس کا ایک حقیقی بھائی یوسفؑ تھا۔ وہ بھی اسی طرح سبکو مصیبت میں ڈالتا رہا۔ وہ تو یہ خیریت ہوئی کہ بچپن ہی میں اسے بھیڑیا کھا گیا ورنہ اس سے بھی زیادہ ضرر رساں ہوتا اور ہم لوگونکو تکلیف میں مبتلا کرتا۔ نیز وہ بھی بڑا چور تھا جیسے مولا نقل فرماتا ہے۔ قَالُوْا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ

یعنے کنعانیوں نے کہا کہ اس نے چوری کی تو کوئی نئی بات نہیں کی اس سے پہلے اس کا حقیقی بھائی یوسفؑ بھی چوری کر چکا ہے۔ یہ سُنکر حضرت یوسف علیہ السلام سخت غمگین ہوئے آپ نے چاہا کہ کنعانیوں کو کچھ جواب دیں:۔

فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ یعنے یوسف علیہ السلام نے جواب دینا چاہا مگر اُس کو اپنے دل میں رکھا اور ان پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ صرف اتنا ارشاد فرمایا۔ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّکَانًا ج وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ؕ یعنے یوسف نے ان لوگوں سے کہا کہ تم بڑے شریر لوگ ہو۔ نیز اللہ ہی خوب جانتا ہے اسکے بھائی نے کیا کیا تھا۔ اور وہ کیسا تھا۔ یہ کہکر حضرت یوسف نے بن یامین کو بطور گرفت کے اپنی پیشی میں طلب فرمالیا۔ اور کنعانیوں کو حکم دیا کہ جاؤ اپنے والد سے جاکر کہدینا کہ بن یامین کو بادشاہ مصر نے روک لیا۔ پھر جس وقت بن یامین کو ملازمین شاہی بادشاہ کی خدمت میں لیکر چلے ہیں تو بھائیوں کے دل ان کی گرفتاری سے پھر آئے اور آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ کر رونے لگے۔ نظم

آج بن یامین تیرے واسطے
گو ہے سوتیلا مگر بھائی ہے تو
چھا گیا ایک ایک پر رنج و تعب
سرخ چہرہ ہو گیا ہر ایک کا
آل یعقوبؑ وہ غصے میں بھری
آہ بن یامین! یہ کیا ہو گیا
کاٹتے ہیں اپنے ہاتھوں کو سبھی
باپ کو کیا منہ دکھائیں گے بھلا
ہم نہ جائینگے نہ جائیں گے کبھی

تیرے سوتیلے بھی تجھ پر رو دیئے
ہو رہائی کی نہ کیوں کر جستجو
سخت غصے میں بھر آئے سب کے سب
دیکھیے کرتے ہیں کیا محشر بپا
چھٹ گئی ہے غیظ میں اک تھرتھری
تجکو اپنے ہاتھ سے کیوں کھو دیا
آہ یہ کیسی مصیبت آ پڑی
کھوکے بن یامین کو جائیں گے کیا
اُٹھ نہیں جب تک نہ ہوگا یہ اخی

کنعانیوں کا غصّہ

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ بن یامین کی گرفتاری سے اُسکے سوتیلے بھائی سخت غصے میں بھر گئے ہیں اور اُن کو یہ امر نہایت ناگوار گزرا ہے۔ نیز جناب یوسفؑ اپنے سوتیلے بھائیوں کے غصہ سے بھی خوب واقف تھے۔ العظمت للہ غصہ کیا ہے ایک قیامت ہے کیونکہ جب غصے میں آکر کوئی چیختا ہے تو مخلوق کے پتے پھٹ جاتے ہیں نیز غصے میں اُنکے بال کھڑے ہوکر لوہے کے کانٹوں کی طرح کپڑے پھاڑ کر باہر نکل آتے ہیں اور اُن سے خون ٹپکنے لگتا ہے اور اُنکی آنکھوں میں سے آگ کے شعلے نکلنے شروع ہوجاتے ہیں۔

غرضیکہ اس خوفناک غصے اور غیظ و غضب کے آثار دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام ڈر گئے اور جلدی سے اس آنیوالی آفت کے روکنے کی لیئے تدبیر سوچی اور اپنے فرزند افراہیم کو اپنے پاس بلاکر کھڑا کرلیا۔ افراہیم حضرت یوسف علیہ السلام کے فرزند ہیں اور والدہ اس بچے فرزند کی حضرت زلیخا ہیں اور عمر ان کی اس وقت پانچ سال کی ہے جو والد ماجد کے تخت شاہی کے پاس کھڑے ہیں۔ جن کو حضرت یوسف علیہ السلام اپنے قریب بلا کر یہ ہدایت کرتے ہیں کہ اے نورعین! میں جس وقت تمہیں اشارہ کروں اور جسکی طرف اشارہ کروں فوراً اس کی پشت پر جاکر صرف اپنا ہاتھ لگادینا اور جلدی سے میرے پاس چلے آنا صاحبزادے جناب یوسف علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کیلئے بالکل آمادہ اور تیار ہوکر کھڑے ہوگئے۔ ادھر کنعانیوں پر ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے نیز جوش اُنکا یہاں تک

بڑھ رہا ہے اور یہاں تک مجھے مشورے ہیں جسکی انتہا نہیں۔ روبیل غصے میں بھرا ہوا اپنے دیگر نو بھائیوں سے کہتا ہے کہ صرف مجھ اکیلے کو مصر کی تمام مخلوق پر چھوڑ دو تا کہ ان سبکو میں اپنی ایک چیخ سے ہلاک کر دوں اور تم تو مل کر بادشاہ پر نرغہ کر کے اُسے ہلاک کر دو۔ یا بادشاہ کو مجھے دیدو اور تمام مخلوق سے تم نمٹ لو۔ بہر حال جو کچھ کرنا ہے وہ اس وقت کرو اور اپنے بھائی بن یامین کو اپنے ساتھ لیکر یہاں سے چلو اور اب ایک لحظہ کیلئے اُسے یہاں نہ چھوڑو اور خود بھی ایک لحظہ یہاں نہ ٹھیرو۔

یہ سُنکر نو بھائیوں نے اسے سمجھایا اور کہا دیکھو اتنے سخت جوش انتقامی کا وقت نہیں ہے۔ بادشاہ نے اگرچہ ہمارے بھائی کو ہمارے ہی قانون کے مطابق ایک سال کے لئے لیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اسکے وہ ہمارا محسن بھی تو ہے دیکھو کیسے کیسے اس نے ہمارے ساتھ احسان کئے ہیں۔ بھائیونکی اس نصیحت پر روبیل اور زیادہ برہم ہوا اور غصے میں آ کر نو کے نو بھائیوں کو جھڑک دیا اور کہا کہ دور ہو جاؤ اور میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ حاشا و کلا میں اپنے بھائی بن یامین کو چھڑا کر رہونگا۔ **نظم**

مجھ سے یہ ہرگز نہ دیکھا جائے گا	آہ بن یامین یاں قیدی بنا؟
باپ کو جا کر میں کیا دوں گا جواب	بات اپنی کس قدر ہو گی خراب
منہ دکھانے کو جگہ ہو گی نہیں	کچھ نہ بن آئے گی اُس دم بالیقیں
اس سے بہتر ہے یہیں ہم مر رہیں	ورنہ بن یامین کو لے کر چلیں
زور و طاقت اپنی کب کام آئیگی	آج کی مشکل نہ جب حل ہو سکی

سُن کے یہ روبیل سے شرما گئے	بھائی بھی غصے میں سب گرما گئے
دیکھ کر یہ حال یوسف ڈر گئے	تخت پر بیٹھے ہوئے تھرا اٹھے
اور کہا دل میں الٰہی خیر ہو	آگیا ہے جوش بس روبیل کو
دیکھئے ہوتی ہے کیا آفت بپا	رحم فرما مجھ پہ اے میرے خدا

غصے کا آنا

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ روبیل سخت برہم ہو رہا ہے اور اس کے گرمانے سے دیگر بھائی بھی غصے میں بھر آئے ہیں۔ خوف زدہ ہے کہ روبیل بادشاہ مصر اور مخلوق کی طرف متوجہ ہوا جس کے تمام جسم کے بال لوہے کے کانٹے بنکر کپڑے پھاڑتے ہوئے باہر آگئے اور ان میں سے خون ٹپکنے لگا اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے اور پھر روبیل چاہتا تھا کہ ایک چیخ مار کر سب کو ہلاک کر دے کہ اتنے میں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے فرزند افراہیم کو روبیل کی طرف اشارہ کیا۔ نورِ نظر افراہیم چپکے سے اور آہستہ سے روبیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ کر جلدی سے تخت شاہی کے پاس چلے گئے۔

نکتہ: آلِ اسرائیل کا غصہ مشہور تھا مگر ساتھ ہی اس کے آثار بھی اس غصے کا انکی آل میں موجود تھا۔ یعنی یہ کہ جب کوئی ان میں سے غصے سے بپھرتا تھا تو اُن کی اولاد میں کوئی چھوٹا یا بڑا اس کی کمر پہ ہاتھ رکھ دیتا تھا جس میں سے کہ غصہ کرنے والے کا تمام غصہ بالکل ٹھنڈا ہو جاتا تھا اور وہ مثل پانی کے ہو کر رہ جاتا تھا۔

غرضکہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ روبیل انتہائی جوش میں بھرا ہوا چاہتا تھا کہ تمام دربار یوسفؑ کو پلٹ دے ہر چند چیخنا چاہتا ہے مگر آواز نہیں نکلتی۔ بجائے غصے کے پانی پانی ہوگیا۔ آنکھیں بجائے شعلے برسانے کے آنسو ٹپکا رہی ہیں۔ بال بجائے آہنی خار ہونیکے سردی پاکر مرجھا گئے ہیں۔ آخر روبیل اپنی دگرگوں حالت دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ لیتا ہے۔ اور حیرت زدہ ہو کر چاروں طرف دیکھتا ہے۔

روبیل کی حالت دگرگوں دیکھ کر یہودا سخت برہم ہوتا ہے اور اسے لعنت کرتا ہوا خود آگے بڑھتا ہے اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکالتا ہوا چاہتا ہے کہ ایک چیخ مار کر سب کو ہلاک کر دے کہ اتنے میں شاہی اشارے سے وہی نورعین افرائیم چپکے سے آتا ہے اور یہودا کی پشت پر ہاتھ رکھ کر جلدی سے تخت کے پاس جا کر کھڑا ہو جاتا ہے اب جو یہودا اپنے آپ کو دیکھتا ہے تو مثل ٹھنڈے پانی کے وہی کیفیت پاتا ہے جو اس سے پہلے روبیل بھائی کی کیفیت ہوئی تھی۔ دم بخود اور ساکت ہو کر اپنی رانیں پیٹ لیتا ہے اور کہتا ہے۔

نظم

ہے کوئی اولادِ یعقوبؑ یہاں
جس نے مجھ کو چھو لیا ہے بیگماں

کیا ہوا ہیہات وہ غصہ مرا
برف میں کس نے مجھے نہلا دیا

کس نے رکھا ہاتھ میری پشت پر
حال یہ کس نے کیا زیر و زبر

کون ایسا آگیا آخر یہاں
آلِ اسرائیل ہے ہو بے گماں

عقل میری دنگ ہے حیران ہوں
بن نہیں آتی ہے کچھ میں کیا کروں

شہ زور یہودا کے یہ عاجزانہ فقرے سُنکر شمعون کے دل میں جوش پیدا ہوا اور اب اُس نے اپنے غیظ وغضب کا آخری حملہ کرنا چاہا چنانچہ شمعون کی مارے غصّے کے وہی حالت ہوگئی اور اُسی طرح آگ کے شعلے اُس کی آنکھوں سے بھی نکلنے لگے اور اس نے ایسے خوفناک حملے کا ارادہ کیا کہ جو پہلے دونوں سے بڑھا ہوا تھا۔ اور اب اس کا غصہ بھی پہلے دونوں بھائیوں کے غصے سے بڑھ گیا ہے اور یہ انتہائی غیظ وغضب میں آکر اور آگ بگولا ہوا کہ خود بادشاہ مصر کو ہلاک کرنیکے ارادے سے آندھی اور مینہ کی طرح تخت کی جانب بڑھتا ہے اور قریب ہے کہ تخت شاہی پر چڑھ کر اور پیارے یوسف پر حملہ کر بیٹھے۔ شمعون کی یہ عالت دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السّلام آخر انہیں کے بھائی تھے۔ رہ نہ سکے فوراً تخت سے اُتر کر سامنے آئے۔ جن کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی ہے شاہانہ ٹھاٹھ ہے اور نہایت استقلال سے آتے ہیں اور آپ شمعون کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اس طرح زمین پر لٹا دیتے ہیں۔ جیسے کسی بچے کو کوئی لٹا دیتا ہے اور پھر جوش میں آکر فرماتے ہیں:۔

نظم

تم نے اے کنعانیوں سمجھا ہے کیا
اپنی قوت پر ہے تم کو گیا گھمنڈ
اور کچھ غصہ دکھاؤ اپنا تم
چیخ سے غارت کرو مخلوق کو
اور شہ زوری کی دکھلاؤ بہار

اس تمہارے جوش سے ہوتا ہے کیا
سارے کردونگا تمہارے کھیل بھنڈ
اور کوئی ڈھونگ لاؤ اپنا تم
میں بھی دیکھوں تم بہادر کیسے ہو
میں بھی دیکھوں کس قدر ہو زور دار

ختم کردو آج سب جوش و خروش
اور دیکھیں کس کے پھر اڑتے ہیں ہوش
غالب و مغلوب کی دیکھو بہار
جس کو چاہے مولا، ہرا پروردگار
آگ پانی کا سا نقشہ پاؤ گے
غیظ میں آتے ہی تم مرجھاؤ گے
آخرش جھکتے بن آئے گی تمہیں
اور قوت ستائے گی تمہیں
حضرت یوسفؑ نے جب جھٹکے دیئے
ولولے کنعانیوں کے سب مٹے

عاجزانہ سوال

جناب یوسف علیہ السلام کے سامنے شمعون کو زمین پر پڑا ہوا دیکھ کر کنعانیوں کے حوصلے پست ہوگئے اور آپس میں کہنے لگے کہ بھائیو! یہ کیا ماجرا ہے؟ اور کیا بھید الٰہی ہے؟ ہم نے آجتک ایسی قوت والا اور ایسا بہادر شخص کہیں نہیں دیکھا جیسا کہ بادشاہ مصر ہے نیز آج تک ہمیں یہی علم تھا کہ دنیا جہان میں ہم سے زیادہ کوئی شہ زور اور قوت والا نہ ہوگا مگر آج ہمیں یہ ثابت ہوگیا کہ خدا کی خدائی میں ہر قوت والے سے زیادہ قوت والا موجود ہے۔ الٰہی توبہ، الٰہی توبہ، خداوندا!

اب کبھی ہم اپنی قوت پر نازاں نہیں ہونگے اور کبھی اپنی شہ زوری پر گھمنڈ نہ کرینگے۔ غرضکہ نہایت نادم اور محجوب ہوتے ہوئے دس کے دس بھائی پانی پانی ہوجاتے ہیں اور انکساری سے بادشاہ مصر کی خدمت میں دست بستہ مایوسانہ عرض کرتے ہیں جسے مولائے کریم اپنے کلام پاک میں نقل فرماتا ہے۔ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا

فَخُذْ اَحَدَنَا مَکَانَهٗ اِنَّا نَرٰاکَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ؎ **مطلب**

اے عزیزِ مصر اے شاہِ کریم! | رحم کر ہم پر کہ ہیں حالِ سقیم
ہم مسافر بے وطن ہیں اے سخی | ہم ہیں سائل اور بس تو ہے غنی
چھوڑ دے للہ بن یامین کو | یہ کرم ہو ہم پہ یہ احسان ہو
بھیک تجھ سے مانگتے ہیں عجز سے | ہیں سوالی تجھ سے بن یامین کے
باپ ہے اس کا ضعیف و ناتواں | ہجرِ یوسفؑ میں ہے جو نوحہ کناں
رات دن رونے سے اس کو کام ہے | وہ بہلتا تھا تو بن یامین سے
پیار کرتا تھا اسے وہ ہر گھڑی | جس سے کچھ تھمتی ہے آنسو کی لڑی
وہ ضعیف و ناتواں ہے اس قدر | پھرنے چلنے سے بھی ہے معذور تر
عمر اس کی آخری ہے اے جناب | رحم کھاتے ہیں سب اس پر شیخ شاب
روتے ہیں دیوار و در اس کیلئے | روتے ہیں جن و بشر اس کے لئے
رحم کر تو بھی خدا کے واسطے | اس پیمبرؑ کی نشانی کو نہ لے
اس کا یہ تعویذِ جاں ہے اے سخی | جاں ہے بن یامین میں اسکی پڑی
اور اگر دینی بھی ہے ہم کو سزا | ایک کو ہم میں سے رکھ لے اے شہا
ہم ہیں حاضر جس کو چاہے روک لے | ہاں مگر للہ اس کو چھوڑ دے
اس کی فرقت شاق گزرے گی اسے | صدمۂ جانکاہ بس دے گی اسے
رحم کر اس شیخِ فانی پر عزیز | تو بڑا محسن ہے اور ہے باتمیز

دالیئے مصر جناب یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ حالت سُنکر اتنے بچین ہوئے کہ اندرونِ نقاب آپکے آنسو جاری ہوگئے اور زار و قطار روتے ہوئے چاہتے ہیں کہ والدِ ماجد کے خیال سے بنیامین کو چھوڑ دیں اور رہا کر دیں۔

مگر قضا و قدرِ الٰہی آپ کو مجبور کر رہی ہے اور اُس کا یہی منشا ہے کہ نہیں۔ بن یامین کو یہیں رہنے دو اور ہماری قدرت کا تماشا نہایت خاموشی سے دیکھتے رہو چنانچہ آپکنعانیوں کے جواب میں اپنے قلب کو سنبھالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَہٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ؕ

(یعنی) یوسف نے کہا کہ اے کنعانیو! اُس شخص کو چھوڑ کر جس کے پاس اپنی چیز برآمد ہوئی ہے۔ کسی دوسرے شخص کو پکڑ لیں ایسے فعل سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے ہم اللہ کے نزدیک نہایت ظالم ٹھیریں گے۔ پس اے کنعانیو! مجھ سے یہ کبھی نہ ہوگا۔ کہ میں تم میں سے کسی بے خطا کو پکڑ لوں اور بن یامین کو چھوڑ دوں! جناب یوسفؑ کے اس جواب سے وہ نہایت مایوس ہوئے اور آپس میں کہنے لگے۔ **نظم**

لو بتاؤ اب کریں تدبیر کیا؟
آہ کس مشکل میں جان اپنی پڑی
ساری امیدوں پہ پانی پھر گیا
کس خوشی میں کیا غمی ظاہر ہوئی
بےبسی اور انتہا کی بےبسی
تخلیے کے آخرش طالب ہوئے

مدعا یوں بھی نہ کچھ حاصل ہوا
کشتیِ منشا کہاں آکر اڑی
مسودہ سب دل کا دل ہی میں رہا
بھائیو! یہ کیا مصیبت آپڑی؟
ایسی مجبوری اور ایسی بےکسی
تاکہ باہم مشورہ کچھ ہو سکے

کنعانیوں کا مشورہ

فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ ۚ

یعنے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب برادران یوسفؑ بن یامین کی رہائی کے بارے میں ناامید ہوگئے تو اب وہ دریائے مصلحت میں غوطہ زن ہونے کیلئے دس کے دس ایک جگہ تخلیے میں بیٹھے اور آپس میں کہا کہ لو بھائیو! اب بتاؤ کیا تدبیر کریں؟ اور کس طرح بن یامین کو خلاصی دلاکر اپنے ساتھ والدِ ماجد کی خدمت میں لیجاسکیں؟ ہر ایک دوسرے سے دریافت کرتا ہے کہ بتاؤ بھائی! اب کیا کیا جائے؟ اور اس نئی مصیبت سے کسطرح چھٹکارا مل سکے؟ آخر سوچتے یہ ہوا جو سب سے بڑا بھائی تھا اس نے کہا کہ بھائیو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت والدِ ماجد نے بن یامین کے بارے میں خدا کی قسم دیکر تم سے قول اقرار لیا ہے اور اس سے پہلے یوسفؑ کے معاملہ میں تم سے ایک بڑی بھاری خطا بھی ہوچکی ہے وہ تمہیں خوب معلوم ہے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:۔ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِیْۤ اَبِیْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۞ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۞ وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِیْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِیْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۞

(یعنی) یہودا نے پھر اپنے بھائیوں سے یہانتک کہا کہ بھائیو! جب تک مولا ہمیں لئے کوئی صورت نہ نکالیگا۔ میں اس جگہ سے نہیں ٹلوں گا۔ نیز میرا اعتقاد ہے کہ خدا تعالےٰ ہماری مشکل کو سہل فرمانے کیلئے بہتر سے بہتر تدبیر نکالتا اور بندوں کی مشکلیں آسان کیا کرتا ہے۔ پس میرے خیال میں یہ بات آئی ہے جسے تم بھی خدا چاہے پسند کروگے اور وہ بات یہ ہے کہ بن یامین کے ساتھ میں یہاں رہوں یا وا اسکے تمام آرام وراحت کا خیال رکھوں اور تم سب بھائی مل کر حضرت صاحب کی خدمت میں جاؤ اور جاکر اُن سے کہو کہ اے والد بزرگوار! آپ کے صاحبزادے بن یامین نے چوری کی جس سے وہ ایک سال کے لیئے گرفتار ہو گیا اور نیز ہم آپ سے سچی سچی وہی بات عرض کرتے ہیں جو کہ ہم نے دیکھی اور ہمیں معلوم ہے۔ نیز بن یامین کے ہم محافظ تھے۔ مگر گردش آسمانی سے ہم اُس کی حفاظت نہ کر سکے۔ پھر یہ کہنا کہ حضور! اگر آپ کو یقین نہیں ہے تو آپ مصر کے لوگوں سے جو ہمارے ساتھ بن یامین کی چوری کا معاملہ دیکھ رہے تھے یا اُن قافلے والوں سے "جس میں کہ ہم آئے ہیں" دریافت کر لیں کہ ہم سچے ہیں کہ نہیں۔ غرضکہ جملہ کنعانی لوگ یہودا کے اس مشورے کو بہتر سے بہتر خیال کرتے ہیں اور بہت عمدہ تدبیر سمجھ کر مجلس شوریٰ ختم کرتے ہیں اور اب تو یہ بھائی یہودا کو یہیں مصر میں چھوڑتے ہیں اور لڑکے تو ایک قافلے کے ہمراہ جو آج ہی شہر مصر سے کنعان کی سمت جانیوالا تھا۔ بعجلت تمام اُسی روز روانہ ہو جاتے ہیں:۔ **نظم**

چلا مصر سے جبکہ یہ قافلہ | عجب حال ایک ایک کے دل کا تھا

ادھر دو عزیزوں کے چھٹنے کا غم
ادھر باپ کا تھا دلوں پر الم

کہ کیا غم کا مژدہ سنانے چلے
غضب باپ کو ہم رلانے چلے

خدا صبر دے کاش یعقوبؑ کو
ملا دے وہ بس انکے محبوب کو

کہاں تک رہیں گے وہ ثابت قدم
کہاں تک اٹھائیں گے فرقت کا غم

ضعیفی ہے یہ ۔ اور صدمے ہیں یہ
غضب امتحاں ان پہ کیسے ہیں یہ

خداوندا یعقوبؑ پر رحم کر
ضعیفی پہ بس اس کی کر تو نظر

اسرائیل کو اطلاع

غرضکہ ان نو کے نو بھائیوں کا گروہ مصری قافلے کے ہمراہ منزل بمنزل رستہ طے کرتا ہوا شہر کنعان میں داخل ہوا جس میں سے یہ نو بھائی اسرائیلی محلے کی طرف مڑے اور سب سے پہلے یہ نہایت غم و اندوہ لئے ہوئے بیت الحزن یعنے یعقوب علیہ السلام کی کوٹھڑی میں پہنچے اور والد ماجد کو ڈرتے ڈرتے آہستہ سے آواز دی جو اپنے فرزندوں کی آواز پہچانکر فوراً کھڑے ہو گئے اور پہلا سوال یہ کیا کہ بن یامین کہاں ہے، پہلے اسے میرے گلے سے لگاؤ! کیونکہ وہ میرے کھوئے یوسفؑ کی نشانی ہے۔ اَلْغَیْبُ عِنْدَ اللّٰہِ کا مضمون ہے کہ غیب کی خبر سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ پیارے یعقوبؑ اللہ کے معصوم نبی ہیں مگر اب تک انہیں خبر نہیں کہ یوسفؑ تو کھویا ہوا تھا ہی، پیچھے بن یامین بھی آپ سے چھن گیا۔ اللہ اللہ بن یامین کو گلے سے لگانے کیلئے دونوں ہاتھ پھیلائے

کھڑے ہیں اور اپنے دل میں قطعی یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ میرے بیٹے اپنے چھوٹے سے نورِ عین کو اب تک بھی گلے سے لگاتے ہیں

نظم

غیب کا مالک ہے تو اے کبریا | غیب داں کوئی نہیں ہے دوسرا
ہو پیمبر کوئی یا کوئی ولی | غیر ممکن ہے خبر ہو غیب کی
ہاں اگر اللہ دے دے کچھ خبر | فضل ہے اُس کا کرم ہے سربسر

فرزندانِ یعقوبؑ والد ماجد کی یہ بیتابانہ حالت دیکھ کر اظہارِ حال کرتے ہوئے اور بھی زیادہ غم اور الم کر رہے ہیں اور ان کی زبان یاری نہیں دیتی ہے کہ ضعیف باپ کے سامنے بن یامین کی گرفتاری کا حال سنائیں اور کس طرح اور کس زبان سے یہ غمناک خبر سنائیں چنانچہ سکتے کا عالم ہے اور سب کے سب خاموش کھڑے ہیں۔ آخر آپ یعنی یعقوبؑ خود ہی اپنی زبان سے فرماتے ہیں:۔

نظم

حضرت یعقوبؑ

کیسے یہ چُپ چاپ ہو کیسے ہو گم | میرے بن یامین کو لائے بھی تم؟
یا گنوا آئے اُسے بھی تم کہیں | سچ بتاؤ کیا ہوا وہ نورِ عین؟
بھیڑیے نے کیا اُسے بھی کھا لیا | ظلم یا کچھ دوسرا اُس پر کیا
یا جہاں یوسفؑ گیا وہ بھی گیا | سچ بتاؤ تم نے اُس کو کیا کیا؟
آہ بن یامین کیا تو بھی گیا | تجھکو بھی یوسفؑ نے کیا ٹھہرا لیا

فرزند

اپنی حالت آپ سے ہم کیا کہیں | غم الم یاری نہیں دیتا ہمیں

کیا کہیں ہم کس بلا میں گھر گئے
ہاں مگر کہنا ہمیں ہوگا ضرور
سچ کہیں گے ہم خدا لگتی ہوئی

عرض کرتے ڈر رہے ہیں آپ سے
کیونکہ ہم ہیں اس میں بالکل بے قصور
ہم پہ جیسے کچھ مصیبت آپڑی

اے والد بزرگوار! جب ہم بن یامین کو لے کر مصر پہنچے تو ہماری خاطر مدارات میں بادشاہ مصر نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اور پھر جب ہم کو رخصت کیا تو غلے اور نقدی سے ہمارے اونٹوں کو لاد دیا اور نہایت اعزاز کیساتھ ہمیں رخصت کیا جب ہمارا قافلہ ایک منزل کے قریب پہنچا تو یکایک مصر کا لشکر آیا اور کہا کہ ہمارے بادشاہ کے پانی پینے کا کٹورا نہیں ملتا ہے۔ لہٰذا تمہارے قافلہ کی تلاشی ہوگی اے والد بزرگوار! ہم نے انہیں تلاشی دی تو افسوس صد افسوس کہ پیارے بن یامین کے سامان میں سے وہ شاہی کٹورا برآمد ہو گیا۔ اور بموجب ہمارے قانون کے بن یامین کو بادشاہ مصر نے ایک سال کیلئے روک لیا جس کی محبت میں آپ کا فرزند یہودا بھی وہیں رہ گیا اور وہ بن یامین کی تمام تکالیف مصائب کی ذمہ داری و حفاظت سال بھر تک کرے گا اور انشاءاللہ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیگا۔ نیز یہودا نے چلتے ہوئے ہم کو اور جناب کو بہت اطمینان دلادیا ہے کہ جملہ برادران اور حضرت والد ماجد نور عین بن یامین کی طرف سے بالکل مطمئن رہیں انشاءاللہ اسے کسی نوع کی تکلیف نہیں ہونے پائیگی :۔

نظم

ہے یہودا اُس پہ بے حد جاں نثار
اپنی آنکھوں میں اُسے رکھے گا وہ

آپ جیسا وہ اُسے کرتا ہے پیار
اور ذرا کلفت نہ ہونے دیگا وہ

آپ اطمینان رکھیں اے جناب
کچھ نہیں تکلیف پہنچے کی اسے
بادشاہ عزت سے رکھے گا اسے
خوب مالامال ہو جائے گا وہ
چند دن میں آن پہنچے گا یہاں

آپ کا فرزند آئے گا شتاب
بلکہ وہ لوٹے گا راحت کے مزے
اور بہت کچھ مال و زر دے گا اسے
اور من مانی مرادیں پائے گا
آپ اطمینان رکھیں بے گماں

اسرائیلؑ کی حالت

جب حضرت یعقوبؑ نے فرزندوں سے پیارے بن یامین کے ضائع ہونے یا قید ہو جانیکی داستان ظلم سنی تو جناب کے تلوؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور قلب مبارک پر وہ چوٹ لگی کہ آپ دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر بیٹھ گئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہوئے بیہوش ہو گئے۔ کیونکہ آپ کو بالکل یقین نہ آیا اور آپ یہی سمجھے کہ یوسفؑ کی طرح بن یامین کو بھی انہوں نے ضائع کر دیا ہے۔ صرف میرے اطمینان دلانے کیلئے ایک سال قید ہونیکا بہانہ کرتے ہیں اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔ غرض دیر تک آپ بیہوش پڑے رہے پھر جب ہوش آیا تو دریغ کے ساتھ روتے ہوئے اور درد کے ساتھ آنسو بہاتے ہوئے حضرت یعقوبؑ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا۔ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ط

یعنے یعقوب علیہ السلام نے کہا نہیں نہیں ایسا نہیں ہوا ہے۔ بلکہ تم اپنے دل سے یہ ایک جھوٹی بات بنا کر لائے ہو خیر اچھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ط

یعنے حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک انتہائی صدمے اور ایک جگر خراش خبر سنکر بےساختہ فرمایا، صبر اچھی چیز ہے:۔

نظم

کس صدمۂ جانکاہ پہ کیا صبر کی سوجھی	یہ شان ہے بندے کی یہ ہے آن نبی کی
عبرت ہمیں اس سے ہو ہمیں اس سے نصیحت	یہ حکم شریعت ہے یہی حکم طریقت
ہر رنج و مصیبت میں ہے بس صبر ہی لازم	انسان کو یہ چاہیے ہو صبر کا خادم
اس صبر کے انجام سے واقف ہوں اگر ہم	دنیا میں کوئی رنج ہو ہم کو، نہ کوئی غم
ہر رنج کی یہ ڈھال ہے ہر غم کی سپر ہے	افسوس کہ غافل اسی نعمت سے بشر ہے
ہاں صبر کے پردے میں رضائے صمدی ہے	ہاں صبر کا انجام رضائے احدی ہے؟
واللہ اگر صبر کے خوگر ہوں مسلماں	واللہ کسی کام میں پھر یہ نہوں حیراں
صابر کا مددگار ہے خلاق دو عالم	صابر کے وہ ہمراہ رہا کرتا ہے ہر دم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ یعنے بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ شانہ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہے۔ پھر حضرت یعقوبؑ فرماتے ہیں۔

عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِھِمْ جَمِیْعًا۔ اِنَّہٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَلِیْمُ۔ یعنے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اپنے اللہ پاک کی ذات سے توقع ہے کہ وہ میرے سب لڑکوں کو میرے پاس موجود کریگا۔ اور وہ مجھ کو سب سے ملادیگا کیونکہ وہ بڑا حکمت والا میری حالت سے خوب واقف ہے:۔

نظم

آہ اے یعقوبؑ اے پیارے نبیؑ	یاس ابتک بھی نہیں دل میں ہوئی

منقطع اُمید اب تک کی نہیں
ہے یہی اب تک تصوّر آپ کا
ہے توقع آپ کو اُس ذات سے
فی الحقیقت وہ ہے ، وہ مشکل کشا
ہر ضعیف و ناتواں کی ٹیک ہے

اب تلک ہے یہ ہی ارمان دل نشیں
آملے گا مجھ سے بس یوسفؑ مرا
کام سب ہوتے ہیں جس کے ہاتھ سے
جس کا ہم پلہ نہیں ہے دوسرا
حکم میں بس اُس کے ہے ہر ایک شے

حضرت یعقوبؑ کی بیقراری

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزندوں سے یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں باپ کو دونوں نورعین یوسفؑ و یامین کی مفارقت کا دریائے غم جوش میں آگیا اور بالکل ازخود رفتہ اور بیقرار ہوکر وہاں سے کھڑے ہوگئے اور آسمان کیطرف منہ اٹھا کر فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں نقل فرمایا ہے۔ وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يَا اَسَفَا عَلٰی يُوْسُفَ یعنے یعقوبؑ اپنے بیٹوں کے پاس سے اٹھ کر ایک کونے میں جا بیٹھے اور اپنے یوسفؑ کو یاد کرکے کہنے لگے۔ ہائے یوسفؑ۔ نظم

آج یہ ہائے یوسفؑ کی صدا
ہائے یوسفؑ ہائے یوسفؑ جب کہا
ہائے کا نعرہ کیا ہے جب بلند
آہ سے چودہ طبق تھرا اُٹھے
ہائے کی یعقوبؑ کیسے درد سے

یہ صدا تھی یا کہ شعلہ آگ کا
آسماں پر عرش اعلےٰ ہل گیا
پڑگئی عالم پہ اک غم کی کمند
اور ملائک آسماں پر رو دیئے
جس سے عالم کے کلیجے ہل گئے

دیکھنے والوں کا جب یہ حال تھا
کس کلیجے سے یہ نکلا ہے دھواں
آگ ہوگی کس قدر واں شعلہ زن
کیا بھڑکتی ہوگی آتش ہجر کی
ہائے اے یعقوبؑ یہ دردِ فراق
کیونکہ گزرے آپ پر بتیس سال
آپ ہی کا ہے یہ جامااے نبیؑ
آفریں صد آفریں صد مرحبا
اس قدر غم اور اُلم جھیلا گئے

آپ پر کیا کچھ بنی ہوگی بھلا
جل رہے ہیں جس کے بس کون و مکاں
کس قدر ہوگا وہاں رنج و محن
کیا ٹھکانا ہے وہاں کی سوختی
کس طرح آساں ہوا تم پر یہ شاق
ایک دم جس کا گزرنا ہے محال
اتنے برسوں؟ اور یہ جھیلی کڑی
آپ ہی کو یہ ہلا ہے مرتبا
اور پیغمبر کے پیغمبر رہے

غم رسیدہ جناب یعقوب علیہ السلام کا اسوقت ہائے یوسفؑ کیا تھا۔ ایک بجلی تھی کہ چودہ طبق پر گری۔ تمام شجر و حجر جل گئے اور آسمان کے فرشتے چلا اٹھے اور عرش سے تا فرش ہر شئے لرز گئی اور حضور رب العزت کا دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ دوسرے فرشتوں کا تو کہنا ہی کیا ہے خود قابض الارواح ملک الموت بیچین ہوگئے اور بیساختہ حضور خداوندی میں عرض کیا کہ اے عرش و فرش اور چودہ طبق کے مالک اے سارے جہان کے اور یوسفؑ و یعقوبؑ کے پروردگار! مجھے اجازت دی جائے کہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس جاؤں اور انکی دلسوزی و ہمدردی کروں۔ چنانچہ حضرت عزرائیلؑ کو اجازت ہوئی اور وہ اسی وقت جناب یعقوبؑ کی خدمت میں پہنچے اور اسی بیت الحزن یا غمکدے میں پہنچکر باآواز ملائک سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا تم کون ہو؟ جنہوں نے جواب میں کہا کہ میں ملک الموت ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

نظم

نظم

کس لیئے آئے ہو تم جلدی کہو	لے کے کیا جاؤ گے میری روح کو؟
حکم چلنے کا ہوا میرے لیئے	سانس جتنے تھے وہ پورے ہو گئے
قابض الارواح! کیوں آئے ہو تم؟	جبکہ وہ یوسفؑ ہے میرا مجھ سے گم
کیا میں لیکے جاؤں گا یوسفؑ کا داغ	دل مرا اس سے نہ ہوگا باغ باغ
داغ فرقت اس قدر کھاؤں گا میں	بے ملے یوسفؑ سے کیا جاؤں گا میں؟
جی کی جی میں ہی رہے گی آرزو؟	یوسفا! جلدی دکھلا دے شکل تو!
قابض الارواح آ پہنچے یہاں	اب تو صورت دکھا دے میری جاں
اب تو میرا وقت آخر ہو گیا	اب تو تیرا باپ دنیا سے چلا!
اب تو میرے سانس آخر ہو گئے	اب تو بس صورت دکھا دے تو مجھے

قابض الارواح ملک الموت فوراً عرض کرتے ہیں کہ نہیں نہیں اے یعقوبؑ! میں تو صرف آپکی زیارت اور آپکی مزاج پرسی کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سنکر حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت عزرائیلؑ سے یہ فرمایا کہ اے ملک الموتؑ مجھے یہ بتا دو کہ تم نے میرے لختِ جگر میرے کلیجے کی ٹھنڈک! میرے نورِ نظر یوسفؑ کی جان نکالی ہے یا نہیں؟ ملک الموت نے جواب دیا کہ نہیں ابھی وہ زندہ ہیں اور نہایت عزت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور بڑے بڑے عمیق خزانوں کے مالک بنے ہوئے ہیں اور ہزارہا لونڈی غلام انکے چارطرف کھڑے ہوئے ان کی تیوری دیکھتے ہیں۔ یہ سنکر آپ بے چین ہو گئے اور ہمہ تن ملک الموت سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ للہ یا اور بتا دو کہ وہ کس جگہ؟ ملک الموت نے کہا:-

نظم

یہ نہیں مجھ کو اجازت اے نبیؑ!	حال یوسفؑ کا بیاں کر دوں سبھی

تھی اجازت جس قدر وہ کہہ دیا
کس جگہ ہے آپ کا وہ نور عین
میں جگہ کی دے نہیں سکتا خبر
ہاں مگر اتنا کہوں گا اور بھی !
صبر کی حد ہو چکی بس اے جناب
اب وہ دن نزدیک آ پہنچے ہیں بس

اس کے آگے کچھ نہیں دوں گا پتا
اور کہاں کرتا ہے وہ دن رات چین
میں بتا سکتا نہیں یوسفؑ کا گھر
کٹ چکے فرقت کے دن پیارے نبیؑ
اب ملینگے آپ یوسفؑ سے شتاب
دور ہونے کو ہے فرقت کا قفس

آتش شوق

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک   آتش شوق تیز تر گردد

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت سے یہ خوشخبری سنی کہ انکی آنکھونکی ٹھنڈک حضرت یوسفؑ زندہ سلامت ہیں اور بہت اچھی طرح ہیں اور عنقریب آپ سے مل جائینگے بیحد مسرور ہوئے مگر ساتھ ہی اسکے پیارے یوسفؑ کو دیکھنے کیلئے اور جلدی اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کیلئے اب آپکی بے چینی اور زیادہ بڑھ گئی نیز آپ کی یہ حالت ہو گئی تھی جسے اللہ تعالےٰ کلام مجید میں اپنے نبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان فرماتا ہے۔ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝

یعنے یعقوبؑ کی دونوں آنکھیں روتے روتے سفید پڑ گئیں تھیں اور وہ اپنے دل ہی دل میں ہر وقت گھٹا کرتے تھے۔ نیز فرزندوں کیطرف سے آپکے دل میں بیحد رنج وملال رہا کرتا تھا اور آپ ہمیشہ انکی حرکات پر غیظ و غصے میں رہا کرتے تھے۔ مگر چونکہ پیغمبر تھے اسلئے صابر انتہا درجے تھے کبھی ناراضی و غصے کا اظہار نہ فرماتے تھے :-

آج آپکے فرزندوں نے حضرت والد ماجد کی حالت بیقراری اور اضطراری دیکھ کر اور یہ سنکر کہ بار بار آپ یَا اَسَفَا عَلٰی یُوْسُفَ یَا اَسَفَا عَلٰی یُوْسُفَ یعنی ہائے یوسف اے یوسف کے نعرے آپ کی زبان سے بلند ہوتے ہیں سب نے متفق ہو کر کہا:۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ (یعنے) یعقوبؑ علیہ السلام کے بیٹوں نے یوں کہا کہ اے والد بزرگوار! واللہ آپ تو ہر وقت اسی ذکر اور اسی افسانے میں پڑے رہتے ہیں جس سے ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ کہیں دنیا جہان سے گئے گزرے یا ہلاک نہ ہو جائیں۔ فرزندوں کی یہ جھوٹی دلجوئی اور مصنوعی ہمدردی کی بات سنکر آپ نے فرمایا:۔ قَالَ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ۔ (یعنے) یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ میں تم سے تو کچھ نہیں کہتا کہ مجھے کیا رنج و صدمہ ہے۔ میں تو بس فریاد و مناجات اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ وہ ہی میری فریاد سنے گا اور وہی میری امداد کریگا لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی بیقراری حد کو پہنچ گئی تھی جس کو دیکھ کر فرزند بھی آنسو بہاتے ہوئے مارے ڈر کے ایک طرف کونے میں جا بیٹھے جب آپ نے معاندین سے میدان خالی پایا تو بحضور قاضی الحاجات متوجہ ہوئے اور آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور فریاد شروع کی۔ ملک الموت کی خبر رسانی پر فراق یوسفؑ کی آگ آپکے دل میں بھڑک اٹھی تھی اور آپکی بے چینی و بے قراری طلوع پہ پہنچ گئی تھی۔ آخر آپ نے ایک دل ہلا دینے والی فریاد و مناجات آسمان کی طرف منہ کر کے شروع کی:۔

مناجات یعقوبؑ

اے خدائے دستگیر بے کساں ۔ تجھ سے فریادی ہے آج اک ناتواں

تجھ سے اپنا دکھ درد کہتا ہے وہ
اے میرے معبود رب العالمیں
اب نہیں طاقت کہ میں جھیلوں اسے
اب نہیں یعقوبؑ کی دل میں سہار
اب نہیں مجھ میں سمائی اے خدا
اب نہیں فرقت گوارا اے کریم
اب نہیں صبر و شکیبائی ذرا
اب تو میری پیٹھ دوہری ہو گئی
مجھ کو جینا ہو گیا ہے اب کٹھن
رحم کر یعقوبؑ پر اے کردگار
اے میرے معبود اے پروردگار
مجھ ضعیف و ناتواں پر رحم کر
قلب سے میرے نکلتا ہے دھواں
روتے روتے میری بینائی گئی
اب نہیں برداشت دل میں غم کو
وقت آخر ہو گیا اے کبریا
اے خدا اے سننے والے اے سخی
طاقت و صبر و تحمل اور خواب
اب تو میرے قبر کے دن آ گئے
میرا حال زار ہے تجھ پر عیاں
کب تلک آہ و فغاں کرتا رہوں
کب سے میرا لخت ہے مجھ سے خفا

کب سے یہ رنج و الم سہتا ہے وہ
ضبط اور برداشت اب دل میں نہیں
آبلے فرقت کے کر دکھلاؤں کسے
اب نہیں یوسفؑ کو بے دیکھے قرار
کیونکہ پیالہ صبر کا اب بھر گیا
اب نہیں برداشت اے رب علیم
اب تو مجھ پہ رحم فرما اے خدا
اور بینائی بھی سب جاتی رہی
سہہ نہیں سکتا ہوں اب رنج و محن
فضل کر اپنا الٰہی آشکار
کب تلک دیکھے گا میرا حال زار
غم ہی غم میں جھک گئی میری کمر
اور سلگتے ہیں پڑے سب استخواں
اس الم کی اب نہیں طاقت رہی
اب تو بہتر دیکھوں میں انجام کو
اب تو بس ہیں شیخ فانی ہو گیا
اب تو کھوئی چیز مل جائے مری
دے دیا ہر چیز نے مجھ کو جواب
اور قویٰ میرے سبھی مردہ ہوئے
کب سے میں دن رات ہوں نوحہ کناں
سانس ٹھنڈے کب تلک بھرتا رہوں
کب سے یوسفؑ ہے مرا مجھ سے جدا

کب سے میں جوں ماہیٔ بے آب ہوں — کب سے یوسفؑ کے لئے بیتاب ہوں
کب سے ہیں آنسو رواں یعقوبؑ کے — اب تو مطلوب میرا مجھ کو دے
اب تو وہ میرے گلے سے آملے — اب تو وہ رنج والم مجھ کو نہ دے
چاند سا یوسفؑ نظر آئے مجھے — اپنی پیاری شکل دکھلائے مجھے
اب تو دل ٹھنڈا کروں یوسفؑ سے میں — شاداب تو ہو رہوں یوسفؑ سے میں
اپنے سینے سے لگاؤں اس کو میں — اپنا سارا دکھ سناؤں اس کو میں
سر سے پا تک اس کو دیکھوں اے کریم — حال اسکا اس سے پوچھوں اے کریم
اس کی پیشانی کو چوموں بار بار — اور رہ رہ کر کروں میں اس کو پیار
اس سے کچھ اپنی کہوں اسکی سنوں — اور دلِ مغموم کو تسکین دوں
اب تو اے اللہ! تو سن لے میری — آس میری ٹوٹنے کو آ گئی!

سن کے یہ یعقوبؑ کی آہ و بکا — آسماں کا ہر فرشتہ رو دیا
رو دیئے دیوار و در جن و بشر — رو دیا یعقوبؑ کا سب گھر کا گھر
اور ادھر عرشِ معلےٰ ہل گیا — اور آئی عرشِ اعلےٰ سے ندا
جس کے یہ الفاظ تھے لذت بھرے — فقرے فقرے جس کے وجد آمیز تھے

آج اے یعقوبؑ یہ رونا ترا — بادشاہِ دو جہاں کو بھا گیا
آج تیری یاد کی آہ و بکا — بخشش دی میں نے کبھی تیری خطا
مجھ کو اپنی ذاتِ یکتائی کی قسم — مجھ کو اپنی شانِ اعلےٰ کی قسم
تیرا یوسفؑ مر گیا ہوتا اگر — آج زندہ اس کو کرتا سر بسر
اور تجھ سے تیرے ملواتا ابھی — کرکے رہتا میں ابھی تیری خوشی
وقت وہ لیکن ابھی آیا نہیں — شاد ہوگا جلد اے! اندوہگیں

حضرت جبرئیلؑ سے باتیں

جب یہ غیبی صدا یا وحی الہی ختم ہو گئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام باغ باغ ہو گئے اور اُسی وقت اپنے فرزندوں کو آواز دیکر فرمایا۔ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ یعنے اے میرے فرزندو! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے فریادیوں اور اپنے مانگنے والوں سے سچا وعدہ فرمایا ہے اس کو میں ہی جانتا ہوں تم اس سے بیخبر ہو۔ چنانچہ حضرت یعقوبؑ کو ہنستے ہوئے دیکھ کر نیز فرزند آپکے اس مسرت انگیز لہجے سے سخت متعجب ہوئے اور اب ایک دوسرے سے کہتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آج یعقوبؑ کی مناجات کارگر ہوئی اور حضور رب العزت میں ضرور مقبول ہو گئی ہے یکایک آپ ایسے مسرور ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اپنے فضل کو میں ہی جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو۔ پھر آپس میں چہ میگوئیاں کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں :۔ نظم

آج کچھ شاید معمہ کھل گیا ۔۔۔ مل گیا شاید کہ یوسفؑ کا پتا
کر دیا آگاہ کچھ اللہ نے ۔۔۔ اور بتا دی راہ کچھ اللہ نے
ہم کو بھی ابتک نہیں جسکی خبر ۔۔۔ جس کا ہے حضرتؑ کے چہرے پہ اثر

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزندوں سے یہ فرما ہی رہے تھے کہ یوسفؑ کا حال تمہیں معلوم نہیں مجھے معلوم ہے کہ اتنے میں بحکم خداوندی حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کا مزاج پوچھتا ہے آپ نے فرمایا

کہ یوسفؑ اور بن یامین کے غم میں مبتلا ہوں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اے یعقوبؑ آپ اپنے دونوں فرزندوں کی مفارقت کا اس درجہ صدمہ نہ کریں اور اطمینان رکھیں۔ اللہ تعالیٰ عنقریب اُن سے آپکی آنکھیں ٹھنڈی کرنیوالا ہے اور اب بہت جلد آپ اپنی مراد کو پہنچیں گے مگر ہاں یہ تو بتائیے کہ آپ کو یہ صدمے اور تکالیف و مصائب کیوں پہنچے ہیں؟ اور آپنے اپنے یوسفؑ کے فراق میں اتنی مدت تک پریشانی میں کیوں مبتلا کیے گئے ہیں؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا نہیں مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیوں میں اس امتحان میں مبتلا کیا گیا ہوں:-

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز جبکہ آپ اپنے تمام اہل وعیال اور زن و فرزند کو بیٹھے ہوئے کھانا کھلا رہے تھے اور اُس روز آپ کے یہاں بکری ذبح ہوئی تھی اور اُس کا بھنا ہوا گوشت آپ اپنے فرزندوں کو کھلا رہے تھے اتفاق سے اس وقت آپ کے دروازے پر ایک سائل آیا اور اُس نے آکر اللہ کے واسطے سوال کیا اور وہ مسکین روزے سے تھا۔ اور شام کے وقت وہ روزہ کھولنے کو اُس کے پاس کچھ نہ تھا۔ جب اُس نے آپ سے سوال کیا اور اللہ کے واسطے دیکر بہت اصرار سے اُس نے آپ سے مانگا۔ مگر آپ نے کچھ نہیں دیا اور اپنی مشغولیت میں آپنے اُسکی آواز سُنی تک نہیں جس سے وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور اے یعقوبؑ صرف وہ سائل ہی نہیں ناراض ہوا بلکہ اُسکا معبود آپ سے ناراض ہو گیا اور اُسکی ناراضی کا یہ نتیجہ انتقام اللہ بدلہ ہے کہ آپ برسوں اور قرنوں سے اس اولاد کے ہی غم میں مبتلا ہیں۔ جسکی مشغولیت

کے سبب سائل کی آواز آپنے کان دھر کر نہیں سنی۔ اور وہ آپکے دروازے سے محروم گیا۔

حضرت جبرئیلؑ سے یہ باتیں سُنکر حضرت یعقوب علیہ السلام اس قدر روئے کہ بیہوش ہو گئے اور آپ کی آہ و بکا سے تمام خاندان آپ کا جمع ہو گیا۔ بڑی دیر میں جب ہوش آیا تو اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ ابھی اور اسی وقت جتنا اور جسقدر بھی کھانا ممکن ہو تیار کر کے میرے سامنے لاکر رکھدو۔ اور کنعان کے مساکین کو میرے سامنے لاکر بٹھا دو اور پھر انھیں وہ کھانا کھلانا شروع کردو تاکہ میرا مولا مجھ سے راضی ہو اور اپنی رحمت کاملہ سے وہ میرے یوسفؑ کو مجھ سے لاکر ملادے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

نیز اس کے بعد آپ کا یہ ہمیشگی کا قاعدہ ہو گیا کہ مساکین کو بُلانا اور انہیں نہایت پیار و محبت سے کھانا کھلانا اور اُنکی دعائیں لینی اور اپنی اس لغزش پر ہمیشہ آنسو بہاتے :-

نظم

کاش کچھ عبرت ہمیں بھی اس سے ہو
اپنے دسترخوان کو دیکھیں ذرا
نوش کیا کیا نعمتیں کرتے ہیں ہم
نعمتیں کھائیں کہ سائل کی سُنیں
کاش ہم انجام کو سوچیں خدا
کاش ہو ایثار کا ہم کو خیال
اپنا دسترخوان یہ اپنا نہیں
کچھ نہ کچھ دیتے رہیں لیتے رہیں (دعائیں) (امداد)
راہ مولا میں نہ ہو دل سنگلاخ

کاش سمجھیں ہم بھی کچھ مسکین کو
اور خدا کی شان کو دیکھیں ذرا
نام سے جینے کے دُکھ بھرتے ہیں ہم
خود نہ کھائیں؟ سائلوں کے ہو رہیں
کاش دل میں گھر کرے خوف خدا
دل میں ہو بھوکے پیاسوں کا ملال
امتحاں مولا کا ہے یہ بالیقیں
کچھ نہ کچھ لیتے رہیں دیتے رہیں (دعائیں) (کھانا)
ہو خدا کے واسطے سینہ فراخ

اسرائیل کا خط

حضرت یعقوب علیہ السلام شاہِ مصر کے نام ایک خط لکھنا چاہتے ہیں مگر قبل اس کے اپنے جملہ فرزندوں کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿ رکوع ﴾ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ اے میرے لڑکو! ایک مرتبہ پھر شہرِ مصر جاؤ! اور وہاں جا کر یوسفؑ اور بن یامین کی ایک مرتبہ پھر جستجو کرو۔ اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ خدا کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ مسلمان کو اللہ پاک سے کبھی ناامید نہ ہونا چاہیئے۔

اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں سے ایک سمجھدار صاحبزادے کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ شاہِ مصر کے نام میری طرف سے ایک خط لکھو اور یہ لکھو کہ یعقوب اسرائیل اللہ کی طرف سے بادشاہِ مصر کو بعد سلام علیک کے واضح ہو کہ میرے دادا ابراہیم خلیل اللہ تھے جن کے لئے آتشِ نمرود گل و گلزار ہو گئی اور میرے والد حضرت اسحٰق علیہ السلام تھے اور میرا نام یعقوب اسرائیل اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کا ایک باغ عطا فرمایا ہے اور شہرِ کنعان کا نبی مرسل بنایا ہے نیز میرا ایک فرزند یوسفؑ تھا جس کو جنگل میں بھیڑیا لے گیا یا کھا گیا جس کا خون آلودہ کرتہ اب تک میرے پاس بطورِ نشانی کے موجود ہے۔ نیز اس کا ایک حقیقی بھائی بن یامین تھا جس سے میں یوسفؑ کی یاد

تازہ کیا کرتا تھا اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتا تھا۔ مگر افسوس اور صد ہزار افسوس کہ اے شاہِ مصر! تو نے چور بنا کر اُسے اپنے پاس مقید کر لیا۔ حالانکہ میرے خاندان میں کوئی چور اور زانی ہو نہیں سکتا۔ پس اے شاہِ مصر! اگر تو میرے فرزند بن یامین کو چھوڑ دیگا تو میں تیرے لئے دعا کرونگا جو تیری سات پشت تک انشاء اللہ پھلے اور پھولیگی اور تیری نسل میں خدا کے برگزیدہ اور پیارے فرزند پیدا ہونگے:۔ **نظم**

بس کرم کر مجھ پہ تو اے شاہِ مصر
رحم فرما مجھ پہ اے ذی جاہِ مصر

غل ہے دنیا میں سخاوت کا تیری
غل ہے عالم میں محبت کا تیری

تیرے عدل اور رحم کا شہرہ ہے آج
تجھ کو اچھا ہر بشر کہتا ہے آج

وہ تیری دریا دلی مشہور ہے
سب رعیت شاد ہے مسرور ہے

ہیں ثنا خواں تیرے سب چھوٹے بڑے
سُن مِری فریاد۔ والی مصر کے

بادشاہِ مصر ہے تو نیک نام
تیرا کلمہ بھرتے ہیں سب خاص و عام

میرے یوسفؑ کی نشانی چھوڑ دے
دے تسلی مجھ کو بن یامین سے

غور سے سُن تو میری عرضی کو آج
دیکھ ہے پیغمبروں کی اس میں لاج

ایک ضعیف و ناتواں یعقوبؑ سے
دو الم، دو غم نہ جھیلے جائیں گے

چور وہ ہرگز نہیں ہے اے عزیز
چھوڑ دے اس کو کہ ہے وہ با تمیز

بعد یوسفؑ کے وہ ہی ہے میری عِلّت
جو ہے تیرے قید خانے میں نہاں (بن یامین)

گود میری دونو سے خالی ہو گئی
کیا کہوں کیا پا ئمالی ہو گئی

رات دن آٹھوں پہر شام و سحر
میں ہوں اور آہ دُبکا ہے عمر بسر

اے عزیزِ مصر! اس کو چھوڑ دے
ورنہ تو پچھتائے گا واضح رہے

میرے خط سے گر نہ ہوگا وہ رہا
میں کروں گا تیرے حق میں بد دُعا

جس کا ہوگا سات پشتوں تک اثر
ملک تیرا ہوگا سب زیر و زبر

لے دُعا میری عزیزِ مصر تو
بد دُعا میری نہ لے اے نیک خو

مصر کا دربار

حضرت یعقوب علیہ السلام نے نو فرزند کنعان سے شہر مصر روانہ ہونیکے لئے تیار ہو گئے اور کچھ غریبانہ تحفے تحائف اور جناب اسرائیل اللہ کا خط لیکر مصر کی طرف روانہ ہوئے اور منزل بمنزل راستہ طے کرتے ہوئے شہر مصر میں داخل ہو گئے۔

ایلچیوں نے حضورِ سلطانی میں اطلاع دی کہ کنعانی قافلہ آپہنچا ہے وہاں شاہِ مصر جناب یوسف علیہ السلام کو ایک ایک گھڑی اور ایک ایک آن برادران کے واپس آنے کے انتظار میں گزر رہی تھی۔ چنانچہ اطلاع پاتے ہی آپ شاد و شاد ہو گئے اور فوراً خدام کو حکم دیا کہ کنعانی قافلہ دربار میں پیش کیا جائے۔

چنانچہ خدام اور شاہی ایلچی بعجلت تمام وہاں پہنچے اور بہت جلدی کنعانی قافلہ دربار شاہی میں لاکر حاضر کیا اور پھر اسی وقت حضوری میں پیشی ہو گئی۔ کنعانیوں نے پیش ہوتے ہی نہایت لجاجت سے اپنا عرضِ حال شروع کیا جسے اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں نقل فرمایا ہے

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ؕ یعنے جب برادرانِ کنعانی تیسری بار دربارِ مصر میں پہنچے تو انہوں نے عرض کیا کہ اے عزیزِ مصر! ہم کو اور ہمارے تمام اہل وعیال کو قحط کے سبب نہایت تکلیفیں پہنچ رہی ہیں نیز ہم دربار میں پیش کرنے کے لئے کچھ تھوڑے سے تحفے بھی لائے ہیں بس ہمیں غلہ مرحمت ہو وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اور ہم کو اپنی خیرات عنایت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ خیرات کرنیوالوں کو نہایت اچھا بدلہ دیتا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت یعقوب علیہ السلام کا خط حضورِ سلطانی میں پیش کیا جسے لیکر نقاب پوش شاہِ مصر نے اپنی آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا اور فوراً اس خط کو کھول کر پڑھنا شروع کیا اور زار وقطار روتے ہوئے اور اس کو پڑھتے ہوئے بیہوش ہو گئے۔ جب تھوڑی دیر میں ہوش آیا تو پھر خط کو پڑھنا شروع کیا اور روتے روتے پھر ہوش میں آکر اس خط کو آنکھوں سے لگا کر سر پر رکھا بوسہ دیا اور اپنا دل مضبوط کر کے کنعانیوں کی طرف آپ مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اچھا ہم آپ لوگوں کو انشاءاللہ خوش کر دینگے مگر ساتھ ہی اس کے آپکا خیال اسطرف گیا کہ کہیں جناب یعقوب علیہ السلام میرے حق میں بد دعا نہ کر بیٹھیں کیونکہ

نظم

بد دعا ماں باپ کی اچھی نہیں
بلکہ ہے اُن کی دعائیں بالیقیں

جو دعائیں لیتے ہیں وہ پھلتے ہیں
بد دعا لیتے والے گلتے ہیں

رنگ لاتی ہے ضرور آنکی دعا
چاہیئے سب کو ادب ماں باپ کا

آجکل ماں باپ کو سمجھیں گے کیا
جبکہ ہے قرب قیامت اے فتا

آج مچھر کی برابر بھی نہیں
واں ادب ہو کس طرح ماں باپ کا
جبکہ مولا ہی سے دنیا پھر گئی
جب خدا سے اُسکے بندے پھر گئے
دیکھو یوسفؑ ہیں نبی اور بادشاہ

کیسی ماں اور کیسا باپ اے ہمنشیں
جبکہ ذرہ بھر نہ ہو خوفِ خدا
کیا کرے گی قدر وہ ماں باپ کی
کیا وہ ہو سکتے ہیں پھر ماں باپ کے؟
باپ کا ڈر کس قدر ہے اُن کو آہ

خفیہ چٹھی

اس سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام نے ہمیشہ اپنے والدِ ماجد کی خدمت میں عریضے لکھے اور بحکم جبریلؑ انہیں اپنے صندوقچے ہی میں ڈال دیئے کیونکہ حکم نہیں تھا کہ یہ راز فاش ہو آج بخیال اسکے کہ کہیں یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند کے حق میں بددعا نہ کر بیٹھیں حضرت جبریلؑ نے ممانعت نہیں فرمائی۔ لیکن یوسف علیہ السلام کو اتنی فہمائش ضرور کی کہ خط میں اپنا نام ظاہر نہ کرنا۔ پھر حضرت یوسفؑ نے اپنے والد ماجد کو عریضہ لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"اے یعقوبؑ ابن اسحاقؑ ابن ابراہیم علیہ السلام! آپ کو عزیز مصر کی طرف سے بعد سلام علیک کے واضح ہو کہ میں نے آپکے نامۂ حالی کو بغور پڑھا اور جملہ حالات سے واقف ہوا جس کے جواب میں نہایت ادب سے التماس کرتا ہوں کہ حضور اپنے دادا کی طرح صبر کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیں اور یہ خیال فرمائیں کہ صبر کے سبب جیسے اُنہوں نے فتحمندی حاصل کی اسی طرح آپ بھی عنقریب فتحمند ہونگے۔ فقط والسلام" "عزیزِ مصر"

غرضکہ یہ خفیہ چٹھی جناب یوسف علیہ السلام نے اپنے ایک ایلچی کے سپرد فرمائی اور زبانی

ارشاد فرمایا کہ نہایت پوشیدہ طور پر بہت جلد شہر کنعان پہنچو اور جناب اسرائیل اللہ حضرت یعقوبؑ کے ہاتھ میں جاکر یہ خط دو اور بہت جلدی وہاں سے واپس آؤ۔

چنانچہ شاہی ایلچی اُسی وقت مصر سے کنعان کیطرف روانہ ہوگیا اور بہت جلدی کنعان میں داخل ہوکر درِ اسرائیلؑ پر حاضر ہوا اور معاً وہ شاہی خریطہ حضرت یعقوبؑ کو دیا آپؑ نے اُسی وقت ایک اپنے پوتے کو طلب فرماکر وہ خط سُنا۔ سنتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور کئی کئی بار اُس خط کو پڑھوا کر سُنا اور پھر وہ خط پوتے کے ہاتھ سے لیکر اپنی آنکھوں سے لگایا اور اُسے بوسہ دیا اور فرمایا۔

نظم

خط نہیں ہے یہ عزیزِ مصر کا　　بلکہ یوسفؑ کا ہے یہ لکھا ہوا
جز پیمبر کے کسے ہے یہ مجال　　اس قدر جامع ہو تحریر کمال
صبر کی تلقین اس گہراؤ کی　　لکھنے والا اس کا ہے بیشک نبی
کیوں نہ آنکھوں سے ملوں اس خط کو میں　　کیوں نہ رہ رہ کر سنوں اس خط کو میں
مختصر لفظوں میں ہے سب کچھ ادا　　بالیقیں لکھا ہے یہ یوسفؑ مرا

چونکہ اس مختصر خط میں صبر کی بجد تلقین تھی اسلئے آپ نے فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ کہہ کر اس مضمون کو ختم کیا اور اپنے پوتے سے اپنے دیگر فرزندوں کے نام خط لکھوایا جس کا مضمون یہ تھا۔ "اے میرے لڑکو! جب تک بادشاہِ مصر تمہیں رخصت نہ کرے آرام سے رہو اور کچھ جلدی نہ کرو! انشاء اللہ میں اور تم جلدی اپنی مراد کو پہنچیں گے البتہ یہاں شدید قحط سالی ضرور ہے۔ فقط والسلام"

چنانچہ مصر کا ایلچی آپ کا یہ خط لیکر مصر پہنچا اور کنعانیوں کی فرودگاہ پر پہنچکر جناب

یعقوب علیہ السلام کا یہ خط اُن کے حوالے کیا۔ جنہوں نے والدِ ماجد کے خط کی تعمیل میں بآرام تمام مصر میں ٹھیرنے کا ارادہ کر لیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد آخر ایک روز یہ لوگ جمع ہو کر دربارِ شاہی میں پہنچے اور نہایت لجاجت اور بڑی انکساری سے عرض کیا کہ اے عزیزِ مصر ہمارے دونوں بھائیوں یعنی بن یامین اور یہودا کو رہا فرمایا جائے! اور ہمیں غلہ مرحمت فرما کر رخصت کیا جائے کیونکہ ہمارے ملک میں قحط سالی بہت سخت ہو رہی ہے جس سے ہمارے بال بچے نہایت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ حضور ہمارے اور ہمارے اہل و عیال کی حالت پر رحم فرمائیں اور اپنی زکوٰۃ خیرات دیکر ہمیں عزت بخشیں۔

نظم

رو دیئے یوسفؑ یہ سُن کر رو دیئے — بھائیوں کی عاجزی سے چیخ اُٹھے
بھائیوں کی بے قراری دیکھ کر — حد و بس یہ انکساری دیکھ کر
ضبط اب دل میں نہ یوسفؑ کے رہا — گویا اظہار کا وقت آگیا
روتے روتے ہو گئے ہیں نیم جاں — ابرِ باراں جیسے ہیں آنسو رواں
آگیا وہ وقت وہ لیل و نہار — جن کا تھا مدت سے بے حد انتظار
ہو گئے تھے جن کو اب بتیس سال — واسطے جن کے تھی اک دنیا نڈھال
اُٹھنے والا ہے وہ پردہ اور نقاب — اور نکلنے والا ہے وہ آفتاب
دُور ہوگا سب اندھیرا ہجر کا — جب کہ منہ چمکے گا شاہِ مصر کا
ضبط کی طاقت نہ یوسفؑ میں رہی — ہو گیا اوپر سے اذنِ ایزدی
دیر بھی یوسفؑ لگائیں کس لئے — وصل کے اوپر سے جب دن آگئے
اب نہیں برداشت اخفا کی ذرا — اب کوئی دم میں یہ راز افشا ہوا

اظہارِ یوسفؑ

کتب تفاسیر و تواریخ میں مرقوم ہے کہ یوسفؑ کے بھائیوں نے انتہائی عاجزی کے یہ الفاظ کہے ہیں کہ اے شاہِ مصر للہ اپنا صدقہ اور اپنی خیرات زکوٰۃ ہمیں عطا کر۔ اس پر جناب یوسفؑ روتے روتے از خود رفتہ ہو گئے اور بس مشکل آپ نے دل کو مضبوط کر کے اور اندرون نقاب اپنے آنسو پونچھ کر کنعانیوں کیطرف مخاطب ہوئے اور اپنے اظہارِ خیال سے پہلے انہیں گزشتہ واقعہ یاد دلایا اور فرمایا۔ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ط (یعنے یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تمہیں وہ وقت بھی یاد ہے کہ تم اپنی جہالت کے اپنے بھائی یوسفؑ سے کسطرح پیش آئے تھے بس یہ فرما کر حضرت یوسفؑ نے اپنے چہرے پر سے نقاب کو اُلٹ دیا۔ بھائیوں کی نظر جب بادشاہ مصر پر پڑی تو شباہت یوسفؑ نہیں بلکہ عین یوسفؑ کو پایا اور جمالِ یوسفؑ پر نظر پڑتے ہی تمام کنعانیوں پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا اور سب نے کہا۔ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ط قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ط قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ط ترجمہ :۔ در نظم

آپ ہی یوسفؑ ہیں کیا اے شاہِ مصر
کیونکہ یہ حسن و جمالِ یوسفی
ہے فقط یوسفؑ پہ یہ اُس کی عطا

یہ نعمت کیا ہے اے ذی جاہِ مصر؟
اور یہ فضل و کمالِ یوسفیؑ
آپ کیا یوسفؑ! وہی یوسفؑ ہیں کیا

حضرت یوسفؑ

میں وہی اک یوسفؑ کنعاں ہوں
میں وہی اک ناتواں انسان ہوں

دیکھ لو پہچان لو صورت مری
اور یہ بن یامین ہے میرا اخی

فضل یہ معبود نے ہم پر کیا
مرتبہ کس شان و شوکت کا دیا

جس کو سب کہتے ہیں رب العالمیں
ڈرنیوالوں صابروں کا ہے معیں

قدرداں نیکوں کا ہے وہ کردگار
نیکیاں رہتی ہیں آخر برقرار

سوتیلے بھائی

یوسفا واللہ سبقت لے گئے
آپ پیارے ہوگئے اللہ کے

رحم فرمایا خدا نے آپ پر
ہوگئے ہم پہ کہیں افزودہ تر

بلکہ سچ یوں ہے کہ ہم مجرم ہوئے
آپ کو تکلیف دے کر مر مٹے

کرتے کرتے معذرت رونے لگے
سب کے سب بھائی وہاں چلا اٹھے

ایسے روئے آہ وہ ڈھاڑیں مار کر
قلب یوسفؑ ہوگیا زیر و زبر

حضرت یوسفؑ

تاج شاہی پھینک اُترے تخت سے
پاس اُن کے بس آئے روتے ہوئے

اور گلے سے آپ اک اک کے ملے
اور زباں سے اس طرح گویا ہوئے

اے عزیزو کچھ نہیں الزام آج
ہے دُعا معبود رکھے کُل کی لاج

تم کو بخشے خالق دنیائے دُوں
عفو فرمائے وہ بے چون و چگوں

ہے بڑا ارحم وہ خالق دنیائے دُوں
جس کا بس ثانی نہیں دوسرا

محبت کی باتیں

جب حضرت یوسفؑ اور اُنکے بھائی بہت کچھ مسرت اور خوشی کا رونا رو چکے اور

آہستہ آہستہ انکے دل پھیرے تو اب آپ سب بھائیوں کو لیکر ایک خاص کمرے میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں بیٹھ کر بہت کچھ محبت و الفت کی باتیں شروع ہوئیں جن میں حضرت یوسفؑ نے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہیں کچھ الزام نہیں دیتا ہوں بلکہ آج کے بعد تمہارے کرتوت اور تمہارے افعال کا ذکر بھی زبان پر نہیں لاؤں گا۔ نیز خدا کی ذات سے میں امید کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں معاف فرمائیگا اور بخش دے گا کیونکہ تم اقرار کرنیکے بعد واقعی پشیمان اور بجد نادم ہوئے ہو۔ نیز میرے مولا کی یہ خاص صفت ہے کہ وہ پشیمانوں اور نادموں سے کبھی کسی جرم کا بدلہ نہیں لیتا ہے اور یقیناً معاف فرما دیتا ہے اور جو لوگ اپنے اللہ کے آگے اپنی ندامت پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنکے سامنے پروانۂ نجات و مغفرت پیش کرتا ہے ؛

اس کے بعد آپ اپنے جملہ بھائیوں کیساتھ نہایت محبت سے پیش آئے اور اقسام اقسام کے کھانے اور میوے اُن کے آگے چنے جس پر جملہ برادران کنعانی گویا ہوئے کہ اے یوسفؑ! آپ کے گوناگوں احسانات ہم پر بہت کچھ ہوئے ہیں حالانکہ ہم آپ کے واقعی خطاکار اور قصوروار ہیں اس پر جناب یوسفؑ نے اُن کا قطع کلام کرکے فرمایا۔ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہ کہو بلکہ میں خود تمہارا احسان مند ہوں اور تمہارے یہاں تشریف فرما ہونے کا نہایت مشکور ہوں۔ بات یہ ہے کہ گو میں تمام ملک مصر کا بادشاہ اور حکمران ہوں اور تمام مصر کے لوگ میرے غلام ہیں۔ مگر ساتھ ہی اس کے غلامی کا دھبہ میرے اوپر بھی لگا ہوا ہے یہاں عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یوسفؑ نہ معلوم کہاں کا باشندہ ہے اور کون ہے

جو اوّل آکر مصر میں غلام ہوا اور پھر برسوں قید خانے میں رہا اور آخر میں وہ ہمارا بادشاہ ہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ تمام مصر والے میری نسبت نہ معلوم کیا کیا گمان کرتے ہونگے کہ یہ کہاں کا باشندہ ہے اور کس قوم اور کس خاندان سے ہے تو اے برادران من! تمہارے آنے سے میرا خاندانِ نبوت ظاہر ہو گیا اور میری ذاتی عزت کو چار چاند لگ گئے اور وہ غلامی کا دھبہ میرے دامن سے صاف ہو گیا جسکے لئے میں تمہارا جسقدر احسانمند ہوں تھوڑا ہے :۔

چنانچہ جناب یوسف علیہ السّلام کی اس سچی اور عاجزانہ تقریر کا بھائیوں کے دلوں پر بیحد اثر ہوا اور نہایت خلوص و محبت سے سب نے یہ عرض کیا کہ ہم حلف سے کہتے ہیں کہ آج کے بعد ہم آپ کو اپنے دلوں میں جگہ دینگے اور واقعی آپ سے دلی محبت کرینگے جسکے جواب میں حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے سامنے ایک دریائے نصیحت بہا دیا اور انسان کو سوائے اللہ کے دوسروں سے محبت کرنیکے خطرناک نتیجہ معہ دلائل اور ثبوت کے آنکھوں سے دکھا دیا وَھُوَ ھٰذَا :۔

نظم

اے عزیزو نام اُلفت کا نہ لو
یاد ہے تم کو محبت باپ کی
ان کی اُلفت سے کنوئیں میں میں گرا
یہ محبت راس آتی ہی نہیں
عابد و معبود کی اُلفت ہے بس
لوٹنے والی ہیں ساری اُلفتیں
رشتۂ اُلفت ہو بس اللہ سے

اور محبت کا نہ تم دعوےٰ کرو
کیا مجھے اور باپ کو راس آ گئی
رنگ اُلفت آپ کی لائے گی کیا
جُز خدائے پاک ربّ العالمیں
ماسوا اس کے ہے جو کچھ سب ہوس
ماسوا اللہ کے سب خاک ہیں
اور محبت ہو تو بس اللہ سے!

نبھنے والی یہ محبت ہے مدام	بس یہی اُلفت ہے جسکو ہے قیام
دوستی اللہ سے ہو دوستی	کام آئے گی ۔ یہی کام آئے گی
مہرباں بندہ پہ ہوتا ہے خدا	جب کوئی اپنوں سے ہوتا ہے جدا
مشترک الفت اسے بھاتی نہیں	اور تجلی اُسکی واں آتی نہیں
شرکت غیری ہے بس اسکو ناپسند	کیوں کرو تم اُسکے دروازے کو بند
کام آتی ہے خدا کی دوستی	ہو اسی سے انتہا کی دوستی

یوسفؑ کا کُرتہ

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ یعنے حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ لو یہ میرا کُرتہ لیجاؤ اور اسے میرے والد ماجد کی آنکھوں سے لگاؤ ۔ اس سے اُن کی بینائی روشن ہو جائیگی اور پھر تم انہیں اور اپنے تمام خاندان کو میرے پاس لے آؤ ۔

اس کے بعد حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے دریافت فرمایا ۔ اچھا یہ بتاؤ کہ حضرتِ والدِ ماجد کے نابینا ہونیکی وجہ کیا ہوئی تھی ؟ بھائیوں نے جواب میں کہا کہ وہ خون آلود کرتہ آنکھوں پر رکھتے تھے اور روتے تھے اور اس قدر روتے تھے کہ محض روتے روتے آپ کی آنکھیں جاتی رہیں ۔ اور آپ دیکھنے سے معذور ہو گئے ۔

یہ سُنکر حضرت یوسف علیہ السلام بہت روئے اور پھر آپ نے آنسو پونچھ کر فرمایا کہ میرے پہلے کرتے سے والد بزرگوار کی بینائی گئی اور اس دوسرے کرتے سے انشاء اللہ انکی بینائی واپس آجائیگی ۔ جاؤ اور یہ میرا کرتہ ان کی آنکھوں سے لگاؤ ۔

یہ سُن کر یہودا فوراً کھڑا ہوگیا اور کہا کہ اے برادرِ والا شان! آپ کا وہ مصنوعی خون آلودہ کرتہ حضرت والدِ ماجد کی خدمت میں میں لیکر گیا تھا جس کے سبب آجتک میں شرمندہ اور نادم ہوں اب میری یہ درخواست ہے کہ آپ کا یہ سچا کرتہ بھی میں لیکر جاؤں تاکہ میرے پہلے گناہ کا یہ کفارہ ہو جائے یا پہلی تقصیر کی تلافی ہو سکے۔

جناب یوسفؑ اور اُن کے تمام بھائیوں نے یہودا کی اس درخواست کو بدل منظور کیا اور اب اس مبارک خدمت کو انجام دینے کیلئے یہودا کمربستہ ہوگیا اور شہر کنعان جانے کیلئے یہودا کی تیاری شروع ہوئی۔

جناب یوسفؑ نے بہت کچھ تحفے تحائف یہودا کے ہمراہ کئے اور زبانی اپنے والدِ ماجد کو بہت کچھ تسلی اور اطمینان دلانے کی باتیں فرمائیں۔ چنانچہ یہودا بڑے بڑے قیمتی تحائف اور حضرت یوسفؑ کا کرتہ لیکر چلتا ہے جس کو خود حضرت یوسفؑ اور سارے کے سارے بھائی اور تمام امیر و وزیر اور تمام عہدہ دارانِ مصر حدودِ مصر تک رخصت کرنے کیلئے آتے ہیں۔ چنانچہ یہودا اپنے اس ذاتی اعزاز پر ملکے خوشی کے از خود رفتہ ہوئے جاتے ہیں۔

نظم

آج ہے اتنی یہودا کو خوشی ۔۔۔ خواب میں بھی جو کبھی دیکھی نہ تھی
کیا یہودا کیا سبھی چھوٹے بڑے ۔۔۔ حد سے بڑھ کر آج سب مسرور تھے
سب کی باچھیں کھل رہی تھیں اسقدر ۔۔۔ گویا جنت مل گئی مرغوب تر
جب یہودا سب سے رخصت ہو چکا ۔۔۔ اور وہ کنعان کی جانب چلا
کچھ نہ پوچھو راستے کی خوشی ۔۔۔ ہر گھڑی شادی کی تھی یا عید کی

کرتے کی خبر

شہر کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس چند پڑوسی ہمسائے کے لوگ اور اُن کے پوتے وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ یکایک جناب اسرائیل متعجب ہو کر چاروں طرف دیکھتے ہیں اور حیرت زدہ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر گھبرا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر تھوڑے وقفے کے بعد حضرت یعقوبؑ زبان مبارک سے یہ فرماتے ہیں کہ اگر تم لوگ مجھے بہکنے والا نہ کہو تو میں تم سے ایک بات کہوں؛

نظم

آ رہی ہے مجھ کو کچھ یوسفؑ کی بو — میرا شاہد ہے تو بس اللہ تو
دیکھنا کیا آ گیا یوسفؑ مرا — جس کی خوشبو دے رہی ہے یہ پتا
اب گلے سے وہ میرے مل جائیگا — اب وہ دل ٹھنڈا کرے گا باپ کا

نیز اے میرے مصاحبین! اس وقت مرا دماغ یوسفؑ کی خوشبو سے مہک رہا ہے اور یہ وہ وقت ہے کہ یہودا کا قافلہ شہر مصر سے روانہ ہوا ہے اور اس کے سفر کی پہلی منزل ہے جسے اللہ تعالےٰ اپنے کلام میں نقل فرماتا ہے۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ اَبُوهُمْ اِنِّي لَاَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُونِ ۝ یعنے یہودا کا قافلہ ادھر مصر سے چلا اُدھر اُن کے باپ یعقوبؑ نے شہر کنعان میں کہنا شروع کیا کہ اے میرے مصاحبین! اگر تم مجھے بہکنے والا نہ کہو تو بیشک میں اس وقت یہ ضرور کہوں گا کہ مجھے یوسفؑ کی بو آ رہی ہے۔ جس سے میرا دماغ شاد شاد ہو رہا ہے:۔

حضرت یعقوبؑ کے مصاحبین یعنی آپ کے پوتے اور پڑوسی ہمسائے کے لوگ آپ کی یہ عجیب و غریب اور ایک نئی بات سن کر کہنے لگے کہ

مدتیں گزریں زمانہ ہوگیا — قصۂ یوسفؑ پرانا ہوگیا

افسوس اے یعقوبؑ ہمیں آپ کی حالت پہ رونا بھی آتا ہے اور ہنسی بھی آتی ہے کیونکہ قرنوں اور برسوں یوسفؑ کو غائب ہوئے گزر گئے جس کا اب کہیں نام و نشان بھی باقی نہ رہا ہوگا مگر آپ ہیں کہ اس کیلئے بے قرار ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ گویا آپ کے پاس وہ موجود ہے۔ قَالُوا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ یعنے اے والد بزرگوار! قسم خدا کی آپ تو ہی اپنی پرانی خیالی لکیر پر فقیر بنے ہوئے بیٹھے ہیں۔

آپ کے پوتے اور مصاحبین آپ سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک اجنبی آواز آپ کے دروازے پر دی جاتی ہے اور کوئی شخص اندر آنے کا اذن چاہتا ہے چنانچہ بحکم اسرائیلؑ اسے اندر آنے کی اجازت ہوتی ہے اور وہ اجنبی شخص اندر آکر حضور کے سامنے دو زانو بیٹھ جاتا ہے اور ایک عجیب و غریب تقریر شروع کرتا ہے وہ یہ کہ حضور میں بادشاہِ مصر جناب یوسفؑ کا ایلچی ہوں اور میں بحکم شاہی مہینوں کا رستہ دنوں میں اور دنوں کا رستہ گھنٹوں میں طے کرکے نہایت سرعت کے ساتھ مصر سے کنعان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور بحکم شاہی حضور کو یہ بشارت دینے آیا ہوں کہ آپ کے بڑے فرزند یہودا بادشاہِ مصر حضرت یوسفؑ کا کرتہ لے کر مصر سے روانہ ہو گئے ہیں اور وہ عنقریب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا چاہتے ہیں۔ نیز جنابؑ

یوسفؑ نے اپنا مبارک کُرتہ اس لئے روانہ کیا ہے کہ وہ حضور کی آنکھوں پر ڈالا جائے جس سے آپ کی آنکھیں مثل تارے کے روشن ہو جائیں۔

یہ مژدہ جانفزا سنتے ہی حضرت یعقوبؑ کی فرطِ خوشی میں عجیب وغریب حالت ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ اس انتہائی مسرت اور اس انتہائی خوشنودی کو توحید اسلام پر قربان کر دیتے ہیں اور اپنے نورِ عین یوسفؑ کی محبت اور اس کے بتیس سالہ غمِ فراق کو طاق میں رکھ کر سب سے پہلے حضرت یعقوبؑ اُس ایلچی سے یہ فرماتے ہیں کہ اے میرے یوسفؑ کی خوشخبری لانے والے ایلچی! میں یوسفؑ کی خوشخبری بعد میں سُنوں گا سب سے پہلے تو یہ بتا کہ یوسفؑ کس مذہب اور کس ملت پر ہے؟ تاکہ میں اُس کے ایمان و مذہب کی طرف سے اطمینان حاصل کر لوں اور پھر اس کے بعد اُس کا پیام اور سلام معلوم کروں۔ جناب یعقوبؑ کے جواب میں ایلچی عرض کرتا ہے کہ حضور اطمینان رکھیں آپ کے یوسفؑ جو ہمارے بادشاہ ہیں وہ خالص دین اسلام پر ہیں۔ بلکہ مزید برآں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت و پیغمبری کے خلعت سے بھی آراستہ و پیراستہ فرما دیا ہے اور مصر کا بادشاہ بھی بنا دیا ہے:۔

نظم

سُن کے یہ مژدہ یہ یوسفؑ کی خبر	خوش ہوئے یعقوبؑ اتنے سربسر
حال شادی مرگ کا سا ہو گیا	گر گئے غش کھا کے حضرت برملا
دیر تک محفل میں سناٹا رہا	دیر تک ایک ایک کو تکتا رہا
ہوش جب حضرت کو آیا اے فتا	چھوٹتے ہی ایلچی سے یہ کہا
پھر سُنا للہ مجھ کو یہ خبر	کس جگہ ہے وہ مرا نورِ نظر

پھر سُنا وہ داستانِ دلفریب — جس سے اُڑتے ہیں مرے صبر و شکیب
پھر سُنا اے ایلچی یوسفؑ کا حال — پھر بیاں کر شانِ اُس کی باکمال
کیا بشارت تو نے دی اے ایلچی — آج بس میں کیا کروں خاطر تری
جب تلک آئے یہودا میرے گھر — تو سُنائے جا مجھے یہی خبر
ہو نہ دم بھر میرے پہلو سے جُدا — تجھ کو دیتا ہوں خدا کا واسطہ
کس نے آکر کُرتہ اپنا بھیجا ہے مجھے — کس کا یہ مژدہ سُنایا ہے مجھے
خواب ہے، مولا کہ بیداری ہے یہ — کان میں آواز کیا آتی ہے یہ
سچ بتا اے ایلچی تو سچ بتا؟ — تجھ کو یوسفؑ نے یاں بھیجا ہے کیا

کُرتے کا پہنچنا

حضرت یعقوب علیہ السلام اب ہمہ تن اس ایلچی کی طرف مخاطب ہیں اور وہ زمانہ یادہ دس بارہ دن پیارے ایلچی سے ہی پیاری پیاری باتیں سننے میں گزار رہے ہیں کہ ایک روز علی الصبح بڑے شور وغل کی آواز آپ کے کانوں میں آتی ہے۔ اُسی وقت آپ کسی سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ کیا شور وغل ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بڑے فرزند یہودا شہر کنعان میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور وہ عنقریب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا چاہتے ہیں۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ یہودا مع اپنے تمام ساز و سامان کے درِ دولت پر آپہنچے اور اذن حاصل کر کے فوراً اندرونِ مکان داخل ہوئے اور والد بزرگوار کے سامنے استادہ ہو کر سلام عرض کیا اور فوراً اپنی بغل سے یوسفؑ کا کُرتہ نکال کر حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں سے لگایا اور سر مبارک پر ڈالا جسے اللہ تعالیٰ ارشاد

فرماتا ہے۔ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا۔ (یعنی)
پھر جب یوسف علیہ السلام کی خوشخبری دینے والا یعقوبؑ کے پاس آیا۔ تو آتے ہی اُس نے
یوسفؑ کا کرتہ یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا۔ جس سے اُنہیں فوراً دکھائی دینے
لگا اور جناب کی آنکھیں مثل تارے کے روشن ہوگئیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُسی وقت شکرِ الٰہی ادا کیا اور یہودا کو اپنے گلے
سے لگایا اور فرمایا کہ یہودا! وہ پہلا خون آلودہ مصنوعی کرتہ بھی تو ہی لایا تھا اور
اب میرے پیارے یوسفؑ کی خوشبو میں مہکا ہوا یوسفؑ کا یہ حقیقی کرتہ بھی تو ہی لایا
ہے جس سے تیرے پہلے عمل کی تلافی ہوگئی اور میں نے تیری اُس خطا کو معاف کردیا
یہ فرماکر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے پوتے پوتوں اور دیگر لوگوں کی طرف مخاطب
ہوئے اور اُن سے یہ فرمایا کہ تم مجھے بوئے یوسفؑ کی خبر دینے پر جھٹلاتے تھے جسے
اللہ پاک نقل فرماتا ہے:۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

یعنی یعقوبؑ نے کہا کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے بتائی
ہوئی وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یہ سُن کر آپ کے پوتے یا وہ تمام پڑوسی
ہمسائے کے لوگ جو اُس روز آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور آج بھی موجود ہیں
وہ سخت نادم ہوئے اور جناب کی کرامت یا معجزے سے بیحد متاثر ہوئے مگر اُس روز
یا کسی اور روز اُن میں سے ایک نے عرض کیا کہ حضور میرا ایک سوال ہے وہ یہ کہ یوسفؑ

علیہ السلام کا کرتہ مصر سے روانہ ہوا. جس کو یہاں سے سینکڑوں میل کا فاصلہ ہے لیکن کرتہ روانہ ہوتے ہی آپ کو یوسف علیہ السلام کے پیراہن کی خوشبو آگئی ہے۔

نظم

کیا سبب ہے اس کا اے عالی وقار — وجہ کیا ہے اے نبی کردگار
منزلوں سے بوئے یوسفؑ آگئی — جو دماغ شیخ کو مہکا گئی
چاہِ کنعان کی نہ آئی کچھ خبر — پاس ہے نزدیک ہے جو اس قدر
پاس سے لاعلم حضرت کیوں رہے — دور سے کیوں اتنے واقف ہوگئے
کیا معمہ ہے یہ اے عالی جناب — دور سے کیوں اتنے واقف ہوگئے

حضرت یعقوبؑ

غیب کا مالک فقط ہے کردگار — غیب داں ہے بس وہی پروردگار
یہ خزانہ خاص ہے اللہ کا — جس کو دے سکتا نہیں ہے دوسرا
ہاں مگر جب چاہے کچھ دیدے خبر — اور جب چاہے چھپالے سربسر
مصر سے کرتے کی پہنچائی خبر — چاہِ کنعاں کی نہ دی مطلق خبر
دور کا سب حال روشن کر دیا — پاس کا کچھ بھی نہ بتلایا پتہ
ایک ہے وہ غیب داں مشکل کشا — ایک ہے وہ ذات، ذاتِ مطلقا
ایک ہے وہ خوبیوں میں اپنی بس — ہے فقط اللہ و بس باقی ہوس

مصر کی تیاری

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں مثل تارے کے روشن ہوگئیں، اور انھوں

نے شکر الٰہی ادا کیا تو اُسی وقت یہودا نے اپنے بیٹوں اور جناب یعقوب علیہ السلام کے جملہ پوتوں کو اپنے پاس کھڑا کر لیا۔ اور خود دست بستہ جناب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور لِلّٰہ ہماری سب وہ گذشتہ تقصیر معاف فرمائیں۔ جس کے سبب سے آپ مدتوں سخت تکلیف میں مبتلا رہے ہیں۔ چنانچہ کلام پاک میں مولا کا ارشاد ہے۔

قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط

(یعنے) یہودا نے اپنے تمام بھائیوں کی طرف سے یہ عرض کیا کہ اے والدِ بزرگوار آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے قصور معاف ہونے کی دعا کریں کہ فی الحقیقت ہم نے بڑی بڑی تقصیریں کی ہیں۔ جن کے جواب میں حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار سے ایک وقت خاص میں تمہارے قصور معاف ہونیکی دعا کروں گا۔ بیشک وہ معاف کرنیوالا بڑا مہربان ہے :۔

اس کے بعد یہودا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے جملہ پیام عرض کئے اور کہا کہ آپ کے نورِ عین یوسفؑ نے یہ بھی افسوس کیا ہے کہ حضور کی خدمت میں میں خود حاضر ہوتا مگر حکم الٰہی یہ ہوا ہے کہ آپ خود مع جملہ خاندان کے مصر میں تشریف لائیں اور عطیہ خداوندی کا تماشہ دیکھیں۔ نیز جناب کیلئے کئی سو نہایت پُر تکلف سواریاں بادشاہِ مصر حضرت یوسفؑ نے میرے ہمراہ کردی ہیں جو در دولت پر حاضر ہیں پس جناب مع خاندان اور مع اپنے تمام دوست احباب کے مصر تشریف لے چلیں

چنانچہ آپ یہ سُنتے ہی تیار ہو گئے اور تمام شہر کنعان میں اس مسرور بلاوے کا اعلان کر دیا جس کو سُنکر :-

نظم

ہو گئی کنعان میں ایک دھوم دھام — جب کہ واں یوسفؑ کا یہ پہنچا پیام
وہ پیام آیا شاہِ مصر کا — جس کو سُنکر ہر کوئی مسرور تھا
ہر طرف جوشِ مسرت سے عیاں — ہر طرف مسرور ہیں پیر و جواں
ہر طرف ایک عید کی سی ہے خوشی — کھل گئی ہر ایک کے دل کی کلی
ہر طرف چھایا ہوا ہے ایک سرور — ہر جگہ ہر سمت، ہر نزدیک و دُور
آج سب چھوٹے بڑے کنعان کے — سج رہے ہیں مصر جانے کے لئے
ہر طرف سے لوگ آتے ہیں چلے — مصر کو تیار ہیں چھوٹے بڑے
آج ہے کنعان میں اتنی خوشی — جیسے ہے تاریخ شادی کی کوئی
ہو رہے ہیں سب سواری پر سوار — جن کی گنتی ہے نہ حد و شمار
جن کو لیجا لیتے ہیں اسرائیل ساتھ — گویا وہ یوسفؑ کی چڑھتے ہیں برات
واقعی یوسفؑ کی شادی ہی تو ہے — اس سے بڑھ کر ہو سکے گی کوئی شے
قافلہ تیار جب یہ ہو گیا — کوچ کا پھر اذن حضرت نے دیا
پھر چلی ہے مصر کو جب یہ برات — رحمتِ مولا ہے جس کے ساتھ ساتھ

مصر کی آراستگی

حضرت یعقوب علیہ السلام مع اپنے جملہ خاندان کے مرد و عورت منزل بمنزل مصر کی طرف چلے جا رہے ہیں جن میں سے ایک وہی ایلچی جس نے یہودا کے آنیکی خبر حضرت

یعقوبؑ کو دی تھی اب حضرت یوسفؑ کو حضرت یعقوبؑ کے آنیکی خبر دینے کے لئے قافلے سے نکل کر اپنے تیز رو ناقے پر ہوا کی طرح روانہ ہو گیا اور یہ عظیم الشان قافلہ پہنچنے سے کئی روز پہلے مصر پہنچ گیا اور شاہی خدمت میں پہنچکر جناب اسرائیل اللہ اور اُن کا قافلہ آنیکا تمام حال حضرت یوسفؑ سے بیان کیا۔ جہاں بحکم شاہی فوراً تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اور تمام شہر مصر کی آراستگی کا فوری حکم نافذ ہوا۔ گویا ابتدائی تیاریاں مہینوں پہلے سے تھیں مگر آخری اور استقبالی تیاری آج نہایت زور شور سے کی جاتی ہے۔

تمام گلی کوچ تمام راہ رستے تمام بڑے اور چھوٹے بازار شاہی ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ کیے جاتے ہیں۔ نیز محلات و قلعے تمام مکانات وایوان تمام باغات وچمن گلزار بنائے جارہے ہیں اور تمام مرد و عورت تمام لونڈی غلام تمام فوج و سپاہ عمدہ عمدہ پُر تکلف اور زرق برق لباس سے آراستہ ہوتے ہیں اور خود حضرت یوسفؑ اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے بہ نفسِ نفیس ہر ایک شے کی تیاری میں پوری سرگرمی کے ساتھ کوشاں ہیں۔

جب آپنے یہ دیکھا اور معلوم کیا کہ جملہ تیاریاں تکمیل کو پہنچ گئیں اور ہر ایک شے قابل دید ہو گئی۔ تب اپنی افواج قاہرہ کے نام حکم صادر کیا کہ اتنی اتنی پیدل فوجیں اور اتنے اتنے گھوڑے سوار رسالے جناب یعقوبؑ کے استقبال کے لئے یہاں سے تین منزل آگے پہنچکر برائے استقبال استادہ ہوں اور سب سے پہلے وہاں

حضور والا جناب قبلہ و کعبہ کی سلامی آتاری جائے اور پھر نہایت عزت کے ساتھ ان کو مصر تک لائیں۔ چنانچہ اسی وقت یہ پیدل و سوار حضرت یعقوب علیہ السلام کے استقبال کے لئے مصر روانہ ہوتے ہیں۔ اور تین منزل آگے نکل کر قرینے کے ساتھ دو رویہ استادہ ہو جاتے ہیں:۔

ادھر جناب یوسف علیہ السلام بیرون مصر بڑے بڑے وسیع میدانوں میں بڑے بڑے عالیشان خیمے نصب کراتے ہیں اور اُنکی آراستگی و زیبائش میں خود بنفس نفیس ہمہ تن مصروف ہیں اور مارے خوشی کے آپ کی یہ حالت ہے کہ کبھی کبھی آنکھوں سے آنسو گرنے لگتے ہیں۔ کبھی کھل کھلا کر ہنسنے لگتے ہیں اور مصر کو اور اس کے راستوں کو اتنا سجا رہے ہیں کہ جس کا کچھ حد و شمار نہیں غرضیکہ ۔ **نظم**

مصر اک دُلہن کی صورت بن گیا	کچھ ٹھکانا ہے نہ جس کے حُسن کا
منہ سے بول اُٹھے ہیں سب کون و مکاں	گویا بس جنت اُتر آئی یہاں
آمد آمد ہے یہاں محبوب کی	آمد آمد ہے یہاں یعقوبؑ کی

ایک پُر جوش نظارہ

مصر سے تین منزل آگے مصری ٹل بادل فوجیں ایک عالم پر استادہ ہیں جن کے زرق برق لباس اور جن کے آبدار خود و سپر سورج کی چمک سے میلوں تک اپنا چکا ڈال رہے ہیں اور دیکھنے والوں کی آنکھوں میں دن دہاڑے بجلیاں چمکا رہے ہیں۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام اور یہودا کا شاندار اور مبارک قافلہ اس فوجی میدان کے قریب پہنچتا ہے تو حضرت جبریئل علیہ السلام اس کنعانی قافلے کو روک لیتے ہیں اور حضرت یعقوبؑ سے فرماتے ہیں۔ کہ آپ مع اپنے خاندان کے سواریوں پر سے اُتریں اور ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر ایک پُر جوش نظارہ ملاحظہ فرمائیں:۔

چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام مع اپنے خاندان کے سواریوں پر سے اُترے اور اسی رستے کے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو گئے اور یہودا سے دریافت فرمایا کہ یہ بجلی کے چمکارے اور یہ دن والے روشن ستارے کیسے نظر آتے ہیں۔ یہودا نے عرض کیا کہ اے والدِ بزرگوار! آپ کے نورِ عین یوسفؑ کی دل بادل فوجیں آپ کے استقبال کیلئے مصر سے تین منزل آگے استادہ ہیں اور آپ کو یہ نہایت جلوس فاخرہ کے ساتھ لیکر مصر میں داخل ہونگے۔ ادھر سپہ سالارِ افواج نے دیکھا کہ سالارِ قافلہ کنعانی ایک بلند مقام پر فوج کی سلامی لینے کیلئے تشریف فرما ہو گئے ہیں فوراً اپنی افواج کو وہاں سے نقل و حرکت کا حکم دیتا ہے جو ہالے کی طرح نہیں بلکہ دریا کی موجوں کی طرح دورا کرتی ہوئی اس بلند مقام سے گزرنی شروع ہو جاتی ہیں۔ طرح طرح کی جانبازفوجیں اور رنگ برنگ کے جرّار رسالے آہستہ آہستہ وہاں سے گزر رہے ہیں۔ جن میں ہر ایک کا ہاتھ ماتھے پر ہے اور اس سالارِ قافلہ کنعانی یعنی جناب یعقوب علیہ السلام کو ہر پیدل اور سوار سلام کر رہا ہے۔ جن کے لباس اور جن کے سازوسامان اور جن کی کثرت دیکھ کر حضرت یعقوبؑ کو حیرت ہوئی۔ آپ کو یہ حیرت ہوئی تھی۔ کہ

اُسی وقت حضرت جبرئیلؑ پھر تشریف لائے اور کہا کہ اے یعقوبؑ آپ یہ دُنیاوی استقبالی فوج دیکھ کر حیرت میں آتے ہیں جو کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔ مہربانی فرما کر ذرا آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھئے کہ وہاں آپ کا کیسا پُرجوش استقبال ہو رہا ہے اور کیسی مسّرت و شادمانی کی لہریں دوڑ رہی ہیں اور ملائکہ خوش ہو کر مرحبا کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ کے کہنے سے جناب اسرائیل اللہ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کی:۔

نظم

آسماں پر اب جو دیکھا آپ نے
صف بصف لاکھوں فرشتے ہیں کھڑے

اور ہیں مسرور و خنداں اس قدر
گویا یوم عید ہے آج ان کے گھر

بہر استقبال جو آئے ہیں سب
تہ بہ تہ ہیں آسماں تک باادب

جن کی گنتی ہے نہ کچھ حد و شمار
ایک لڑی شکل اور لاکھوں قطار

ہے سلام ان کی زباں پر اے فتا
مرحبا کا شور ہے جو ہے بپا

اس لئے جوشِ مسرت ہے کمال
آج دو بچھڑے ہوؤں کا ہے وصال

جن کو فرقت میں کٹے بتیس سال
آج ان کا ہو رہا ہے اتصال

آج یعقوبؑ اور یوسفؑ کے لئے
سارے دروازے فلک کے کھل گئے

باپ بیٹے اب ملیں گے دیکھنا
اب خوشی کی ہوگی اک آہ و بکا

مصر کا داخلہ

مصر کی استقبالی فوج جب سلامی کی رسم حضرت یعقوبؑ کی پیشی میں ادا کر چکی تو پھر

آپ اپنے بڑے بیٹے یہودا کے کہنے سے اپنی پُرتکلف سواری پر سوار ہوئے اور نہایت ذی شان جلوس کے ساتھ مصر کی جانب روانہ ہوگئے پھر ایک منزل پر پہنچکر یہودا نے اپنے بیٹے کو ایک تیز رَو ناقے پر سوار کیا اور کہا کہ بعجلت تمام مصر پہنچکر اپنے چچا جان یعنی بادشاہ مصر حضرت یوسفؑ کو خوشخبری سُناؤ کہ آپ کے والد ماجد حضرت یعقوبؑ ایک زبردست جلوس کیساتھ کل صبح نمودار ہونیکے بعد مصر میں داخل ہو جائینگے ۔

چنانچہ فرزند یہود العجلت تمام مصر کے دربار میں پہنچتا ہے اور جناب یوسفؑ کو یہ مسرت انگیز مژدہ سناتا ہے جہاں پہلے ہی سے بیحد تیاریاں ہیں اور ایک ایک آن اسی انتظار میں گزر رہی ہے کہ کب حضور والا جناب یعقوبؑ مصر میں داخل ہوں اور کب زیارت اسرائیلؑ حاصل ہو۔ آخر یوم وصال کی پچھلی رات سے تمام مخلوق اور تمام مقامی فوجیں اور تمام چھوٹے بڑے بیرون مصر کے آن سجے سجائے میدانوں میں آن کھڑے ہوئے ہیں جہاں کی تیاری اور ساز و سامان کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔ **نظم**

مصر کا جنگل عجب جنگل ہے آج
جس کی تیاری ہے ہفتوں سے وہاں
مصر کا میدان وہ میدان ہے
کس قدر پھلواریاں گُل کاریاں
جمع ہے مخلوق ساری خاص و عام
کیا تماشہ ہے یہاں کیا سیر ہے؟
کیا ہویدا ہوگا اس گھمسان میں
یوسفؑ و یعقوبؑ کا ہوگا وصال

زرق و برق انساں کا ٹڈی دل ہے آج
آج یہ جنگل ہے رشک بوستاں
جس پہ باراں رحمت رحمان ہے
روح فرسا کس قدر تیاریاں
آن پہنچے ہیں فرشتے بھی تمام
کیا انوکھی یاں نظر آئے گی شے
کیا تماشہ ہوگا اس میدان میں
واسطے جس کے تھا اک عالم نڈھال

وصل کی آج اُن کی سُنتے ہیں خبر | رو رہے تھے جن پہ سب دیوار و در

آج مصر کے میدان میں صبح اس شان سے ہوتی ہے کہ لکھو کھا فوجیں زرّیں لباس میں اسطرح چُنی ہوئی ہیں جیسے باغ ارم کی میناکاری سے چمکتی ہوئی روشن دیواریں اور پھلواری کی روشیں۔ نیز مخلوق کی کثرت اور اژدہام مگر سب قاعدے اور قرینے سے گویا دیواروں کی مانند انتظارِ مجسم پتّھر بنے ہوئے ہیں اور جناب یوسفؑ خود بنفس نفیس ایک کوہ پیکر ہاتھی پر زرنگار عماری میں بہ لباس شاہانہ رونق افروز ہیں جن کے چاروں طرف علماء اور حکماء اور وزرائے مصر استادہ ہیں جن کی نگاہیں منزل پر لگی ہوئی ہیں اور نہایت قرینے سے انتظارِ مجسم بنے کھڑے ہیں :۔ کہ اِتنے میں وہ دل بادل جلوس یعقوبیؑ نمودار ہوتا ہے۔ جس پر دونوں طرف سے ایک جوشِ مسرت کی لہر پیدا ہوجاتی ہے ۔

پھر خراماں خراماں میدانی تیاریاں ملاحظہ کرتا ہوا حضرت یعقوبؑ کا جلوس کو یکایک دُور سے حضرتِ یعقوبؑ کی نظر ایک کوہ پیکر ہاتھی اور ایک ایسی زرنگار عماری پر پڑتی ہے۔ جسکی تیاری اور جسکی سجاوٹ تمام تیاریوں سے مافوق نظر آرہی ہے اور اُس کے چاروں طرف صدہا نورانی صورتیں قاعدے کے ساتھ بڑے ادب سے استادہ ہیں۔

حضرت یعقوبؑ یہودا سے دریافت فرماتے ہیں کہ اے نورِ عین! اس زرنگار عماری میں کون ہے؟ جن کے جواب میں یہودا فرطِ خوشی سے بے آپے ہوجانیسے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے عرض کرتے ہیں :۔

نظم

یہی عماری ہے وہ اے محترم! | جسمیں ہیں یوسفؑ تمہارے ذی حشم
اس میں ہیں یوسفؑ تمہارے لاڈلے | آج مالک ہیں جو سارے مصر کے
یہی یوسفؑ ہیں تمہارے نورِ عین | ہیں یہی آرام جاں اور دل کے چین
کچھ نہ پوچھو حالِ یعقوبؑ وہاں | ہو رہا تھا مرگِ شادی کا گماں
کر رہے تھے ضبط حضرت اس قدر | ہو رہا تھا قلب جو زیر و زبر

وصل الحبیب

حضرت یعقوب علیہ السلام دُور سے ایک زرنگار عماری پر محبت کی نظر ڈالا اور اُسکی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے ایک بڑے ذیشان جلوس کیساتھ چلے آرہے ہیں اور ادھر اُدھر آسمانوں سے لکھو کھا فرشتے آگے بڑھ رہے ہیں۔ جتنا باپ بیٹوں میں اتصال یا نزدیکی ہو رہی ہے اتنے ہی ملائکہ گھرے پڑتے ہیں۔ اور آج دو پیغمبروں اور دو باپ بیٹوں کے ملنے کی سیر دیکھنے کیلئے لامحدود فرشتے بحکم خداوندی چلے آتے ہیں نیز تمام مخلوق انکا گلے ملنا دیکھنے کیلئے انتہائی بے چین ہے۔ نیز حضرت یوسفؑ دُور سے ایک خاص سواری کو بغور دیکھ رہے ہیں اور فرزند یہودا یعنے اپنے بھتیجے کو ساتھ لئے ہوئے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ اے فرزند اس سواری میں کون سوار ہے؟ فرزند جواب میں کہتا ہے کہ ہاں ہاں دادا جان اسی سواری میں سوار ہیں؛ جن کے پاس میرے والد یہودا بیٹھے ہوئے ہیں یہ سُنکر حضرت یوسفؑ کی بے چینی اور بڑھ جاتی ہے چاہتے ہیں کہ عماری سے

نکلکر زمین پر اُتر پڑیں کہ اُسی وقت حضرت جبرئیلؑ آپ کو روکتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابھی ٹھیرو! اور یعقوب علیہ السلام کی سواری یہانتک پہنچنے دو۔ اسکے بعد عماری میں سے باہر آنا۔ غرضکہ آمنے سامنے کی انتظاری کے چند لمحہ کاٹنے دونوں طرف سخت مشکل ہو رہے ہیں اور ایک ایک سانس دونوں ذیجاہ باپ بیٹوں کو دوبھر ہو رہا ہے آخر جوں توں کر کے نظم

آگیا وہ وقت وہ ساعت عجیب
ہو گیا وہ وقت وہ موقع نصیب
پیش عماری گزر ہونے لگا
شاہِ کنعاں کے جلوس خاص کا
قرب جتنا ہو رہا ہے بیش تر
دل بھرے آتے ہیں سب کے سربسر
ہے گماں ہر اک کو شادی مرگ کا
دیکھیں اس میدان میں ہوتا ہے کیا
اتنے میں آواز اک آتی ہے یہ
اور دلوں کو جوش میں لاتی ہے یہ
السلام اے یوسفؑ ماہِ مبیں
السلام اے شاہِ عماری نشیں
السلام اے گود کے پالے مرے
السلام اے چاند کے ہالے مرے
السلام اے راحتِ جانِ حزیں
السلام اے عزتِ دنیا و دیں
جوش وہ پیدا ہوا اس سے وہاں
ہو گئے ہر شخص کے آنسو رواں

جناب یعقوب علیہ السلام کا سلام سنتے ہی اب حضرت یوسفؑ کے دل میں تاب کہاں فوراً عماری سے زمین پر اُتر آتے ہیں۔ حالانکہ عرصہ سے آپ بغیر کسی کے کندھے پر ہاتھ رکھے رستہ نہیں چل سکتے تھے مگر آج اور اسی وقت اتنی طاقت آجاتی ہے کہ جوانوں کی طرح آپ اپنے لختِ جگر یوسفؑ کی طرف دوڑتے ہیں۔ جن کا ضعیفی میں بھاگنا دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے زار و قطار رو دیتے ہیں اور خود حضور ربّ العزت اپنے ایک ضعیف بندے یعقوبؑ کو دیکھ کر خوش ہو رہا ہے اور اس وصل کو نظرِ رحمت سے دیکھ رہا ہے

کہ اتنے میں ادہر سے یعقوبؑ اور اُدہر سے یوسفؑ دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور اس طرح ایک دوسرے سے وصل ہوجاتے ہیں جیسے دو روحیں اور ایک قالب۔ اللہ اللہ اس وقت کی آہ و بکا اور فرط مسرت کا کہرام جس سے مخلوق کے کلیجوں کے ٹکڑے ہوئے جارہے تھے۔ اور زمین سے آسمان تک خوشی کا وہ ناقابل برداشت جوش و خروش تھا کہ اللہ اکبر۔ نظم

یوسفؑ و یعقوبؑ دونوں مل گئے
تھے جو بتیس سال سے بچھڑے ہوئے
اس طرح دونوں گلے سے یہ ملے
شمع پہ پروانہ جوں آکے گرے
اس طرح لپٹے گلے سے لے فنا
لکھ نہیں سکتا قلم اسحاق کا
اتنے روئے اتنے روئے چیخ کر
ہوگئی دونوں کی بس حالت دگر
اس طرح چپٹے کہ چپٹے رہ گئے
ہوش دونوں باپ بیٹوں کے نہ تھے
دیکھ کر یہ حال یہ حالت ہوئی
ایک عالم بھر کی ہچکی بندھ گئی
ہے ادھر مخلوق ساری نیم جاں
اور فرشتوں کے ادھر آنسو رواں
ہوگیا چاروں طرف سے اک ہجوم
مچ رہی ہے وصل یعقوبیؑ کی دھوم
اور خود خوش ہو رہا تھا وہ کریم
جس کے یہ سارے کرشمے تھے عظیم

خواب کی تعبیر

معارج النبوت میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام گلے ملکر اسقدر روئے کہ وہ دونوں کے دونوں روتے روتے بیہوش ہوگئے اور پھر پورے پانچ ساعت تک بیہوش پڑے رہے۔ اس کے بعد جب دونوں کو ہوش آیا تو پھر اٹھ کر گلے سے ملے اور روتے روتے پھر بیہوش ہوگئے اور یہ وہ وقت ہے کہ تمام انسان آپ کی اس جوش مسرت میں

حصہ لے رہے ہیں اور اُدھر حضرت جبرئیلؑ مع ستر ہزار فرشتوں کے آپ کے پاس موجود ہیں اور نورِ رحمت کے موتی ان پر نثار کر رہے ہیں اور یوسفؑ و یعقوبؑ کو بیحد مبارکبادیاں دے رہے ہیں اور ان دونوں کی اس عالمِ محویت و محبّت کو دیکھ دیکھ کر حضورِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں کہ مولا! ایسی محبّت کسی ایک کو دوسرے کیساتھ نہ ہوئی ہوگی. جیسے یعقوبؑ کو یوسفؑ سے محبّت ہے. بارگاہِ خداوندی سے جواب ملتا ہے اے جبرئیلؑ

امّتِ احمدؐ کے ایک ایک شخص سے مجھ کو ستر حصّے بڑھ کر اس سے ہے

القصہ جب دونوں حضرات مل جل کر فارغ ہوئے تو اب حضرت یوسفؑ نے عالمِ کو عباب کا جلوس اندرونِ مصر پہنچ کر وہاں کے محلوں میں داخل ہو جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے. فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ط یعنی جب یعقوب علیہ السلام اور آنکے بیٹے پوتے اور سوتیلی ماں یہ سب یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے انکی بہت کچھ تعظیم کرتے ہوئے ان سے کہا کہ آپ صاحبان شہر مصر میں داخل ہوں. جہاں آپ لوگ انشاءاللہ نہایت امن و عافیت سے رہیں گے۔

چنانچہ تمام خاندان نہایت ذیشان جلوس کے ساتھ مصر میں داخل ہوا یہاں کی تیاریاں اللہ اکبر! کیا ٹھکانا ہے. ایک ایک قلعہ اور ایک ایک محل اور ایک ایک در و دیوار اپنی تیاری اور سجاوٹ میں منہ سے بول رہا ہے. غرضکہ رفتہ رفتہ اور آہستہ آہستہ یہ پُر شوکت جلوس محلاتِ سلطانی میں داخل ہوا. یہاں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ عالیشان ایک ایوان

ہے۔ جو دربارِ خاص کہا جا سکتا ہے۔ جس میں ایک شاہی شہ نشین ہے اور اس پر ایک نہایت عظیم الشان تخت شاہی بچھا ہوا ہے۔ جس کی سجاوٹ و خوبصورتی خود ہی اپنا جواب ہے پس جب حضرت یعقوب علیہ السلام مع اہل و عیال کے اُس خاص ایوان میں داخل ہو گئے تو حضرت یوسفؑ کے کہنے کے مطابق حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی سوتیلی والدہ اور گیارہ کے گیارہ بھائی شاہی شہ نشین پر چڑھتے ہیں اور حضرت یوسفؑ بموجب آداب شاہی تخت پر رونق افروز ہیں۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ یعنے شہ نشین پر چڑھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعظیم کیلئے سجدے میں گرے۔ آہ یہ سماں دیکھتے ہی جناب یوسف علیہ السّلام کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا رواں ہوتا ہے اور اپنے بچپنے کا خواب اور اُس کی تعبیر کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور باآوازِ بلند حضرت یوسفؑ فرماتے ہیں۔ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۚ (ترجمہ)

بھائیوں نے کھائے تھے کیا پیچ و تاب خواب کی تعبیر یہ آئی جناب

یعنے اے والد بزرگوار! میں نے خواب دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے چاند سورج مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ یہاں چاند سورج سے اللہ پاک کی مُراد یعقوبؑ اور اُنکی بیوی اور گیارہ ستاروں سے مراد گیارہ بھائی ہیں۔

قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۗ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۗ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۗ

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ؕ یعنے یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے والد بزرگوار!
آج اُس خواب کو میرے پروردگار نے پورا کر دکھایا۔ اس کے سوا میرے مولا نے مجھ
پر اور بڑے بڑے احسان فرمائے۔ یعنی قید سے مجھے رہا فرمایا اور باوجودیکہ مجھ
میں اور میرے بھائیوں میں شیطان نے فساد ڈلوایا تھا اس کے بعد تم سب کو مجھ
سے لاکر ملا دیا۔ بیشک میرے پروردگار کو جو کچھ کرنا منظور ہوتا ہے وہ اس کی تدبیریں
خوب جانتا ہے کیونکہ وہ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے:۔ **نظم**

کیا مسرت کا سماں تھا اس گھڑی	ہر طرف چھائی ہوئی تھی اک خوشی
ہر طرف غل تھا مبارک باد کا	مرحبا کی ہر طرف سے تھی صدا
آسماں سے آ رہی تھی یہ ندا	تم کو اے یعقوبؑ! یوسفؑ مل گیا

گزشتہ کہانی

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین اور اپنے بھائیوں کو اپنے پاس تخت پر
بٹھایا اور بہت کچھ ان کے دل مسرور کئے مگر حضرت یعقوبؑ ہیں کہ بار بار یوسفؑ
کے چہرے کو دیکھتے ہیں اور خوشی کے آنسو بہاتے ہیں، اسی طرح حضرت یوسفؑ کی
کیفیت یہ ہے کہ وہ بھی بار بار والد بزرگوار کے چہرے مبارک پر نظر ڈالتے ہیں اور زار و
آنسو بہاتے ہوئے نیچی نظر کر لیتے ہیں۔ بڑی دیر تک یہی کیفیت رہی۔ اسکے بعد
ذرا دونوں کو سکون ہوا تو اب حضرت یعقوبؑ یہ فرماتے ہیں۔ کہ یوسفؑ! تجھے میرا فراق

کیونکر گوارا ہوا؟ جواب میں وہ عرض کرتے ہیں کہ اے والدِ بزرگوار! میں نے صبر سے کام لیا جسکا ذیشان نتیجہ آج آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اے یوسفؑ! تجھے میرے پاس سے لیجا کر تیرے بھائیوں نے کیا کیا؟ حضور! بس یہ نہ پوچھیے! کیونکہ اس بیان کیلئے نہ تو میری زبان اس قابل ہے کہ دہراسکے اور نہ آپ کا دل اس قابل ہے کہ سُن سکے۔ فرمایا نہیں کچھ تھوڑا سا۔ جناب یوسفؑ نے عرض کیا ؎

لیگئے جنگل میں جب بھائی مرے	رسیوں سے دست و پا میرے کسے
اور چھریوں سے ڈرایا مجھ کو پھر	اور کنوئیں میں جب پھینکا مجھ کو پھر
سُنتے ہی یعقوبؑ کو غش آگیا	جن کو بس یوسفؑ نے ہاتھوں پر لیا

جناب یوسف علیہ السلام نے گزشتہ کہانی بیان کرنے پر جب والدِ ماجد کی یہ کیفیت دیکھی تو اس کہانی کو موقوف کر دیا اور انہیں ہوش میں لانے کی تدبیر میں معروف ہوئے جب آپکو ہوش آیا تو پھر فرمایا کہ ہاں اے یوسفؑ! پھر آگے کیا ہوا؟ یوسفؑ نے نے کہا کہ اے والدِ بزرگوار! بس آگے میں کچھ نہیں بیان کرونگا۔ کیونکہ اس کے دہرانے سے میرا آپ کا غم تازہ ہوتا ہے۔ جس کی نہ مجھ میں سہار ہے اور نہ آپ اُسکے سُننے کی برداشت کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت یوسفؑ نے آپ سے دریافت کیا کہ اے والدِ بزرگوار! آپ نے میری جدائی کا اتنا غم اور الم کیوں فرمایا؟ جسکے جواب میں حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ اے جانِ پدر! سات برس کی جان تو مجھ سے جُدا ہوا۔ بس اس کمسنی میں تیری تنہائی اور تیری بیکسی کے تصور نے مجھے زندہ درگور کر دیا۔ دوسرے

یہ کہ خدا تعالیٰ نے تیری محبت میرے دل میں خاص طور سے عطا فرمائی جس کی مثال دنیا میں ہو نہیں سکتی۔ تیسرے یہ کہ مجھے خوف تھا کہ مبادا جوان ہو کر کونسا دین تو نے اختیار کیا۔ غرضیکہ عرصہ تک یہی گزشتہ کہانیاں ہوتی رہیں اور آپس میں لطف ملاقات لیتے رہے:۔

نظم

کبھی باپ بیٹے سے کچھ پوچھتے تھے
کبھی ان سے ہوتے تھے وہ کچھ سوالی
کبھی دونوں روتے تھے آپسمیں ملکر
کبھی چومتے تھے وہ یوسفؑ کا ماتھا
کبھی غش میں آتے تھے فرطِ خوشی سے

کبھی باپ سے بیٹے کچھ پوچھتے تھے
کبھی پوچھتے تھے وہ احوال ماضی
کبھی ہنستے خوش ہوتے تھے کھل کھلا کر
کبھی دیکھتے تھے وہ بس آسکا چہرہ
کبھی مسکراتے تھے فرطِ خوشی سے

تقصیر کی معافی

حضرت یوسفؑ و یعقوبؑ کو ملاقات کا پہلا روز انہیں پیاری پیاری باتوں میں گزرا اور اب رات آئی مگر کسی کو نیند کا کیا کام۔ جاگتے جاگتے اور باتیں کرتے کرتے جب پچھلی رات آئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام اٹھے اور مع حضرت یوسفؑ کے اپنے جملہ فرزندان کو بحضور خداوندی محراب عبادت لیگئے خود سب سے آگے کھڑے ہوئے اور اپنے پیچھے اپنے یوسفؑ کو کھڑا کیا اور یوسفؑ کے پیچھے تمام فرزندوں کو کھڑا کیا۔ پھر آپنے دعا کیلئے ہاتھ حضور خداوندی میں دراز کئے، جس میں سب سے پہلے حضرت یعقوبؑ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور اس کے بعد نبی آخر الزماں جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

بھیجا اور پھر نہایت گریہ وزاری کیساتھ عرض مدعا شروع کیا :- **نظم**

اے خدائے دوجہاں رب کریم
تو بڑا رحمان ہے، اور ہے رحیم
تیری بخشش اور رحمت عام ہے
صرف تجھ کو بخشنے سے کام ہے
آج میں تجھ سے کرتا ہوں یہ دعا
بخشدے تو میرے بچوں کی خطا
بخشدے اے بخشنے والے مرے
عفو کر اپنے کرم سے بخش دے
میرے فرزندوں پہ مولا رحم کر
کر اکرم اور فضل کی ان پر نظر
ظلم جو جو کچھ کہ بس اس سے ہوئے
عفو فرما اور خدایا بخش دے
آج یہ رو رو کے کرتے ہیں دعا
آج یہ تائب ہوئے اے کبریا
ان کا رونا، ان کی توبہ کر قبول
تیری رحمت ان کو ہو جائے حصول
آج بس تیرا کرم درکار ہے
بخش دے ان کو کہ تو غفار ہے

لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نہایت تضرع وزاری سے دعا کرتے تھے اور جملہ فرزندان رب العزت کی درگاہ میں زار وقطار رو رہے تھے اور آمین آمین کے نعرے بلند کر رہے تھے. چنانچہ یہ مخلصانہ گریہ وزاری تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ اتنے میں بارگاہ صمدی سے ندا آتی ہے اے یعقوبؑ جب یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کی تقصیر معاف کردی حالانکہ وہ ہمارا بندہ ہے. اگر چاہتا نہ معاف کرتا لیکن ہم یوسفؑ کے معبود ہیں اور ہم یوسفؑ سے ستر حصے زیادہ معاف کرنیوالے اور بخشنے والے ہیں. جاؤ! ہم نے سب کو معافی دی اور سب کو بخش دیا۔

اسکے بعد دوسرے روز حضرت یوسفؑ نے ایک وسیع میدان میں ایک عام دربار

قائم کیا جس میں مصر کی تمام مخلوق جمع ہوئی اور ایک عالیشان تخت پر یوسف علیہ السلام اپنے والدِ ماجد اور اپنے تمام بھائیوں کو لے کر تشریف فرما ہوئے اور پھر آپ نے تمام مخلوق کے سامنے کھڑے ہو کر سب سے پہلے خدا کی حمد و ثنا ادا کی اور پھر جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اس کے بعد لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا اے تمام مصر والو! تم کون ہو؟ سب نے بالاتفاق عرض کیا ہم آپ کے غلام ہیں۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ یہ بزرگ صورت میرے والدِ محترم ہیں اور جتنے یہ تخت پر بیٹھے ہیں یہ میرے بھائی ہیں۔ لہذا میں نے ان حضرات کے یہاں آنیکی خوشی میں تم سب کو غلامی کی قید سے آزاد کیا۔ آپ کی اس دریا دلی اور اس ایثار و سخاوت سے تمام مخلوق کے دلوں پر حضرت یوسفؑ کی عظمت و جلالت اور بھی زیادہ قائم ہو گئی اور سخاوت کا سکہ بیٹھ گیا اور تمام رعایا کے قلوب شاہ کے وفادار اور سچی وفاداری کے لیے خود بخود مسخر ہوئے اور دل سے غلام بن گئے۔

نظم

جس قدر بھی تھی رعیت مصر کی	کر دیا قیدِ غلامی سے بری
مصر سارا زر خریدا تھا غلام	آج آزادی کا ملتا ہے پیام
سب کو آزادی کا پروانہ دیا	حضرت یوسفؑ نے سب کو خوش کیا
آخرش پیارے نبی تھے کیوں نہ ہو	کیوں نہ سُکھ پہنچائیں وہ مخلوق کو
توپ اور بندوق سے بنتا ہے کیا	عفو اور بخشش کا سکہ ہے بڑا
بھائیوں نے کم نہیں کی تھی خطا	خوش دلی سے انکی بھی بخشی خطا
ظلم کیا کیا کچھ نہ حضرت پر ہوا	کس قدر برپا ہوئے جور و جفا

کیسی بے رحمی سے پیش آئے سبھی	کیسی کیسی ظلم کی ڈالی کڑی
کس قدر کانٹوں میں کھینچا آپ کو	اور کنویں میں جا کے پھینکا آپ کو
آپ نے سب کیا اُن کو معاف	اور دل سے ہو گئے بس اُن سے صاف
ہوتے ہیں پیغمبروں کے یہ صفات	کیا سنا؟ اے مومنین و مومنات

خزانوں کی سَیر

جب تمام برادرانِ یوسفؑ کو معافی مل چکی۔ اور جملہ رعیت کو حضرت یوسفؑ کی قیدِ غلامی سے آزادی کا خلعت حاصل ہو گیا تو اب تمام مصر میں ایک عجیب سرور و شادمانی کا عالم ہے اور جہاں دیکھو دن عید، رات شب برات کا سا مضمون ہے اور تمام برادران اور خاندانِ یوسفؑ کیلئے علیحدہ علیحدہ بڑے تکلف کے مکانات و محلات رہنے کیلئے مل گئے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کیلئے ایک خوبصورت اور نہایت پُر تکلف عبادت خانہ شہر سے علیحدہ اُن کی فرمائش کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام نے بنوا دیا ہے جہاں وہ رات دن ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ نیز ہفتے عشرے میں کوئی کوئی دن اس لئے مقرر ہو گیا ہے کہ اُن دنوں میں جملہ فرزندان اور خاندان کے لوگ مع حضرت یوسفؑ علیہ السلام کے والدِ بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں جو تعداد میں پورے تین سو ستر نفوس ہیں۔ یعنی حضرت یعقوبؑ کے بارہ صاحبزادوں سے تین سو ایک صاحبزادے ہیں جو حضرت اسرائیل کے لئے وہ لاثانی منظر ہے اور حضرت آدمؑ کے بعد صرف آپ ہی کو یہ منظر میسر ہوا ہے:-

پھر ایک روز حضرت یوسفؑ نے والدِ ماجد کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ جناب کو مع جملہ خاندان کے اپنے خزانوں کی سیر کراؤں۔ آپ نے یوسفؑ پیارے کی خوشی کیلئے اُن کی درخواست کو منظور فرمایا جس کے لئے ایک روز مقرر ہوا اور جناب یوسف علیہ السلام حضرتِ والدِ ماجد کو مع جملہ برادران وخاندان کے خزانوں اور توشے خانوں کی سیر کرانے کیلئے لیکر چلے۔ سب سے پہلے آپ زر و جواہر اور سونے چاندی کے خزانوں میں پہنچے۔ جہاں کہ سرخ و سفید چمکداروں اور زرق برق شعاعوں سے تمام برادرانِ یوسفؑ کی آنکھیں چوندھیا گئیں، اور خزانوں کی بہتات اور سونے چاندی کی کثرت دیکھ کر سب کے سب دنگ رہ گئے۔ اس کے بعد حضرت یوسفؑ نے اپنے اسلحہ خانوں کی سیر کرائی جہاں ہتھیاروں کی بہتات اور کثرت کا کچھ حد و شمار نہ تھا۔ اس کے بعد آپ نے لباس زریں کے توشے خانے دکھائے اور پھر جملہ مقامات دکھاتے ہوئے آپ تمام خاندان کو کاغذی دفاتر اور کارخانوں میں لیکر پہنچے۔ یہاں کاغذوں کے انبار اور کثرت دیکھ کر حضرتِ یعقوب علیہ السلام سے رہا نہ گیا۔ فوراً اپنے نورِ عین اور اپنے پیارے یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کر بطور شکوے اور شکایت کے فرمایا:۔

نظم

اے مرے نورِ نظر لختِ جگر
کاغذوں کا کس قدر انبار ہے
اس قدر دفتر کے دفتر بے شمار
حیف یوسفؑ مجھ سے اتنا بخل تھا

ساز و ساماں تیرا، اتنا اس قدر؟
واقعی تو اک بڑی سرکار ہے
کیا نہ تھے تیرے؟ یہ سب تجھے مستعار؟
ایک پُرزہ خط مرا دو بھر ہوا!

لکھنے والے سینکڑوں تیرے غلام
لکھ نہیں سکتے تھے کیا تیرا سلام
مجھ کو لکھ کر بھیج دیتا اپنا حال
کاغذوں میں پڑ نہ جاتا تیرے کال

حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ گہری شکایت سُنکر جناب یوسفؑ آبدیدہ ہوئے اور اُسی وقت اپنی پیشی کے خادموں کو اشارہ کیا کہ فلاں فلاں صندوقچے اُٹھا لاؤ! چنانچہ اُسی آن متعدد صندوقچے لاکر حاضر کئے گئے اور پھر اُن صندوقچوں میں سے جناب یوسف علیہ السلام نے ہزاروں خطوط حضرتِ والدماجد کے سامنے ڈالدیئے اور پھر زار و قطار روتے ہوئے یہ کہنا شروع کیا۔ نظم

اس قدر لکھے ہیں خط میں نے جناب
جن کی گنتی ہے، نہ ہے حد و حساب
ان میں سب حالات ہیں لکھے ہوئے
ہر گھڑی، ہر پل کے، ہر ہر روز کے
اس قدر لکھے عریضے بے شمار
لیجئے حاضر ہیں اے عالی تبار
ہاں مگر مجھ سے یہ البتہ ہوا!
بھیجنے سے ان کے میں قاصر رہا
خط روانہ کر نہیں سکتا تھا میں
حکم معبودی سے بس ڈرتا تھا میں
وجہ اس کی لیجئے سُنئے ذرا
خط اِدھر میں لکھ کے بس فارغ ہوا
اور اُدھر بس آئے جبریل امیں
لائے وہ فرمانِ ربُّ العالمیں
مصلحت میری نہیں ہے یوسفا
دیکھو میں نے تم کو پوشیدہ کیا
اپنے بس میں نہیں ایسا کب
اے پدر! مجھ کو یہ تھا حکم خدا
حکم معبودی سے میں مجبور تھا
ورنہ کنعاں مصر سے کیا دُور تھا
آپ خود آنکھوں سے میں آتا وہاں
اور پھر حضرت کو لے آتا یہاں
ہو رہا تھا ہر طرح تیار میں
حکم مولا سے رہا لاچار میں

حضرت یعقوبؑ کی رحلت

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو مصر میں تشریف لائے ہوئے کئی سال گذر گئے۔ جہاں رات دن آٹھوں پہر چونسٹھ گھڑی حضرت یعقوبؑ اپنے عبادت خانے میں یادِ الٰہی کرتے ہیں۔ ایک روز خواب میں آپ نے کیا دیکھا کہ آپکے والد ماجد حضرت اسحاقؑ نبی اللہ اور آپ کے جدِ امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم الصلوٰۃ و السلام تشریف لائے اور فرمایا۔ یعقوبؑ ہم سے ملنے کو دل نہیں چاہتا؟ چنانچہ اسی وقت آپ کی آنکھ کھل گئی اور اُٹھ بیٹھے اور پھر صبح کو اپنے نورِ عین یوسفؑ کو بلا کر خواب کا ذکر کیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر دینے میں خاص کمال رکھتے تھے سمجھ گئے، کہ وصالِ یعقوبیؑ قریب آگیا۔ مگر کوئی تعبیر نہیں بتائی خاموش رہے گو دل میں حضرت یوسفؑ کو بیحد صدمہ ہوا۔ اور انتقالِ یعقوبیؑ کا خواب سُنکر روتے ہوئے وہاں کھڑے ہوگئے۔ اس کے کتنے ہی روز کے بعد ایک دن حضرت یعقوبؑ کے درِ دولت پر یکایک حضرت عزرائیلؑ یعنی ملک الموت آن پکارے۔ جن کی آواز سے حضرت یعقوب علیہ السلام سمجھ گئے کہ

نظم

موت کا مالک فرشتہ آگیا	وقت اپنا دوستو آخر ہوا
وقت ہے آخر کو یہ سب کے لئے	گو ہزاروں سال تک کوئی جئے

اور معاً یوسفؑ کو بلوایا وہیں
یوسفا! اللہ کو سونپا تجھے
تجھکو مولا نے عطا کی برتری
جانشیں میں نے تجھے اپنا کیا
ہے یہ پشتینی وراثت یوسفاؑ

اور فرمایا کہ کلام آخریں
تجھ سے مولا دو جہاں میں خوش ہے
مل چکا ہے خلعتِ پیغمبری
اور نبوت کا مکاں تجھ کو دیا
اس کے حق کو ہر طرح کیجو ادا

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ۚ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا

(یعنے اے حاضرین! کیا تم اُس وقت موجود تھے جبکہ یعقوبؑ کے سامنے موت آ کھڑی ہوئی اور انہوں نے اپنے تمام فرزندوں کو بلا کر پوچھا کہ اے میرے بچو! یہ بتاؤ کہ میرے مرنے کے بعد تم کسے پوجو گے اور کس کی عبادت کرو گے؟ جس پر اولادِ یعقوبی نے جواب دیا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبود خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور ہم اُسی کے فرمانبردار رہیں گے جن کے جواب میں حضرت یعقوبؑ نے نہایت خوش ہو کر فرمایا کہ شاباش اے میرے فرزندو! دیکھو تم اسی اعتقاد پر جینا اور اسی اعتقاد پر مرنا۔

نظم

مرنا جینا ہو سب اُس کے واسطے
ہو فقط پوجا اُسی کی اے بشر
جس نے بھیجا ہے اسی کے واسطے

فرض یہ انساں ادا کرتا رہے
اور ڈر ہو تو فقط مولا کا ڈر
آدمی اللہ سے ڈرتا رہے

اس کے بعد حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ اے یوسفؑ اور یہودا! دیکھنا میری

مفارقت میں صبر کرنا اور میری جدائی میں زیادہ اندوہگیں نہ ہونا اور میرے جنازے کو وہاں لے جاکر دفن کرنا جہاں میرے والد اسحٰق علیہ السلام اور حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ مدفون ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے میرے عیال واطفال! دیکھو ملت ابراہیمی کو مضبوط پکڑنا اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلنا۔ دیکھو میرے انتقال کے بعد ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ مصر کا بادشاہ خدائی دعوے کریگا۔ جس کا نام فرعون ہوگا۔ اس کی نہ سُننا۔ وہ اشد درجے کا ظالم ہوگا۔ اُس کے مظالم پر صبر کرنا اور اسلام کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ اور پھر وہ ظالم بادشاہ تمہارے ہی ایک بھائی موسیٰ کے ہاتھوں غارت ہوگا اور انجام کار تمہیں فتح ہوگی۔

پھر اس کے بعد آپ حضورِ خداوندی کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ اب سب سے واسطہ منقطع ہوکر اُسی ایک اکیلے سے معاملہ پڑتا ہے اور کہا اے میرے مولا! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تُونے مجھے اپنے فضل و کرم سے اولاد کا وہ باغ عطا فرمایا جس کی مہک قیامت تک رہے گی۔ الٰہی تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تونے میری اولاد میں سے نبی اور پیغمبر میری آنکھوں کے سامنے بنائے۔ خداوندا میں تیری حمد و ثنا بیان کرتا ہوں اور تیری تسبیح اپنی زبان پر جاری کرتا ہوں۔ اور تیرے نام پر اپنی جان تصدق کرتا ہوں۔ بس اس فقرے پر جناب یعقوبؑ کی روح پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

یوم پیدائش سے آج تک آپ کو پورے ایک سو سینتالیس برس کا زمانہ ہوا یعنی

آپ کی عمر ایک سو سینتالیس ۱۴۷ برس کی ہوئی۔ پس جناب کا انتقال ہوتے ہی جملہ خاندان کے آنسو جاری ہوگئے اور اسی وقت سب کے سب آپ کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے۔ تھوڑی دیر میں آپ کا جنازہ تیار ہوگیا اور آپ سے سینکڑوں آپ کے فرزند اور ہزارہا مسلمان لیکر چلے اور منزل بہ منزل راستہ طے کرتے ہوئے وہاں لیکر پہنچے جہاں حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مدفون تھے جہاں پہنچکر کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عیص کا جنازہ بھی وہاں تیار رکھا ہے۔ عیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے وہ حقیقی بھائی ہیں جو اپنی والدہ کے بطن مبارک سے جوڑواں پیدا ہوئے تھے جو ایک ہی دن پیدا ہوئے اور ایک ہی دن دونوں نے انتقال فرمایا اور پھر بعد نماز جنازہ وہ ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے اور اپنی اپنی جگہ دونوں کی عمر ۱۴۷ برس کی ہوئی لیکن آخر موت کا ذائقہ چکھا اور انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

نظم

آہ یہ مرنا بھی ہم کو ہے ضرور
سب کو بس جانا ہے مولا کے حضور

جینے والو! موت جس کا نام ہے
وہ تمہارا آخری اک کام ہے

کوئی پیغمبر ہو یا ہو بادشاہ
آخرش چلنی ہے سب کو ایک راہ

زندگی یہ عارضی ہے اسے فنا
کچھ نہ سوچا تو نے اے مہماں سرا

ہے بقا مولا فقط تیرے لئے
اور فنا ہے۔ موت ہے سب کیلئے

زندگی ہے پیش خیمہ موت کا
ہے حیات اک عارضی۔ آخر فنا

بس اے انساں! تو ہے مرنے کیلئے
مرنے والے! کیا عمل تو نے کئے

بے کسی اُس وقت کی دیکھے کوئی
آہ اے میت! یہ خاموشی تری؟

ساڑھے تیرہ سو برس کے نوح تھے
آخرش وہ بھی عدم کو چل بسے

زندگی ہے دائمی بیشک وہاں
جس کا آنا بھی نہیں وہم و گماں

حضرتِ یوسفؑ کا وصال

حضرتِ یوسف علیہ السلام جب اپنے والدِ بزرگوار کو دفن کر چکے تو پھر اپنے جملہ خاندان کو لیکر شہرِ مصر کی طرف واپس ہوئے اور نہایت افسوس کرتے ہوئے مصر میں داخل ہو گئے اور پھر آپ نے ایک نیا شہر اپنے رہنے کیلئے اور اپنے تمام خاندان کو اس میں بسانے کیلئے آباد کیا اور بڑی زیب و زینت کیساتھ شہر کو تعمیر کرایا۔ جب وہ نیا شہر تیار ہو گیا۔ تو آپ مع اپنے جملہ خاندان کے اُس میں آکر آباد ہوئے اور نہایت آرام و راحت سے سب کے سب اپنی زندگی بسر کرتے رہے جس کیلئے مؤرخین نے لکھا ہے کہ پورے تیئیس ۲۳ سال نئے شہر میں سب کے سب آباد رہے اور نہایت شان و شوکت کے ساتھ نہایت خوشحالی اور فارغ البالی سے یہ ۲۳ سال گذرے اور اس دوران میں حضرتِ زلیخا کا انتقال ہوا اور جس کے سبب حضرت یوسفؑ کو بیحد رنج و ملال ہوا اور آپ اکثر ملول اور غمزدہ رہنے لگے۔ اوّل صدمہ والد ماجد کا ہوا۔ پھر زلیخا کی موت نے آپ کا حال نہایت نحیف کر دیا۔

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ رات کو سوتے سوتے خواب میں کیا دیکھتے ہیں

کہ حضرت یعقوبؑ مسہری کا پایا پکڑے کھڑے ہیں۔ اور نہایت مشتاقانہ لہجے اور محبت بھرے الفاظ میں اپنی زبان مبارک سے یہ فرما رہے ہیں اور اس فرمان والا شان کا حرف حرف گویا مفارقت کا شکوہ کر رہا ہے :-

نظم

میرے پیارے یوسفؑ لخت جگر
اے مری آنکھوں کی ٹھنڈک نور عین
سرزمین مصر ایسی بھا گئی
اے مرے پیارے امرے نورِ نظر
مصر کیا یاں سے بھی بڑھ کر ہو گیا
میری فرقت اس قدر بھائی تجھے
باپ سے ملنے کو جی چاہا نہیں
میں ترا مشتاق ہوں اے میری جاں
دل مرا تیرے لئے بے چین ہے

سنگ دل مجھ سے ہوا کیوں اس قدر
مجھ بغیر کیوں کہ آیا تجھکو چین
یاد تک بھی تو نے میری چھوڑ دی
میرے ملنے سے ہے کیوں اتنا حذر
تو نے دیکھی ہی نہیں یاں کی فضا
یاد بھی میری نہیں آئی تجھے!
آ کہیں اے مصر کے کرسی نشیں
منتظر ہوں منتظر ہوں میں یہاں
کاش ایسا ہو کہ اب تو ملے!

یوسف علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے اور اسی وقت آپ نے تمام خاندان کو جمع کر لیا۔ اور اپنے پروردگار کے حضور میں دعا کیلئے ہاتھ بلند کئے اور عرض کیا :-

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝

یعنے اے میرے پروردگار! بیشک تو نے مجھے بہت کچھ ملک و دولت عطا فرمایا اور تعبیر خواب کا علم مرحمت کیا۔ خداوندا! تو ہی پیدا کرنیوالا زمینوں اور آسمانوں کا ہے۔ اور

دونوں جہان میں تو ہی میرا کارساز ہے۔ خداوندا! اب تو مجھکو فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھالے اور مجھ کو اپنے نیک بندوں میں لیجا کر شامل فرمادے۔

جناب یوسف علیہ السلام کی اس دعا پر چاروں طرف سے فریاد و بکا ہونے لگی جن کو آپ نے صبر تلقین فرمایا اور اپنے اخی یہودا اور صاحبزادے افراہیم کو خاص وصیت فرمانی شروع کی۔ جس میں پہلا ملکی ولیعہد یہودا کو کیا اور اُن کے بعد اپنے صاحبزادے افراہیم کو ولیعہد بنانے کی وصیت کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے دریائے نیل کے بیچ میں مدفون کرنا! سب نے یہ سُنکر عرض کیا کہ حضورا دریائے نیل کے بیچ میں کوئی کس طرح مدفون ہو سکتا ہے؟ فرمایا میرا جنازہ لے جاکر اُس کے کنارے پر رکھ دینا۔ نیل فوراً دو ٹکڑے ہو جائے گا۔ اور اس کے بیچ میں خشکی نکل آئے گی۔ پھر جب مجھے دفن کرکے فارغ ہو جاؤ گے تو دریائے نیل اُسی طرح مل جائیگا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ فرعون جو اس وقت کا بادشاہ ہوگا وہ تمہاری نسل کو غارت کرنے کی کوشش کریگا۔ اور عرصہ تک وہ طرح طرح کے ظلم برپا کرتا رہے گا اور آخر موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر مصر سے نکلیں گے پس نکلتے وقت وہ میرے جنازے یا میرے تابوت کو دریائے نیل میں سے نکال کر اپنے ساتھ لیجائینگے کیونکہ نیل پر اُس وقت عذاب الٰہی نازل ہوگا چنانچہ اس وصیت کے کئی روز بعد ایک دن جبرئیل علیہ السلام پیارے یوسفؑ کے پاس آئے جن کے ہاتھ میں جنت کا ایک سیب تھا۔ آتے ہی حضرت یوسفؑ کو دیا۔ آپ نے اُسے سونگھا اور فرمایا۔

سبحان اللہ! کیا اچھی خوشبو ہے۔ سوال ہوا کہ کیا آپ کو یہ خوشبو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے؟ حضرت جبرئیلؑ سے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں ملک الموت آن موجود ہوئے۔ اور تمام خاندانِ یوسفیؑ کے سامنے شہنشاہ یوسفؑ پر ملک الموت نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ایک آن فانن میں حضرت یوسفؑ کی جان نکال لی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

نظم

آہ یوسفؑ ہو گئے حق کی رضا ۔۔۔ جن پہ جاری ہو گیا حکمِ خدا
موت نے اُنکو بھی بس چھوڑا نہیں ۔۔۔ اُنکو بھی پہنچا دیا زیرِ زمیں
بادشاہِ مصر تھے، اور تھے نبیؑ ۔۔۔ موت نے اُسکی بھی کچھ پروا نہ کی
لے گئی اُن کو بھی یاں سے توڑ کر ۔۔۔ وہ بھی رخصت ہو گئے منہ موڑ کر
حیف دنیا بے ثباتی تیری حیف ۔۔۔ ہے بنا کس درجہ بودی تیری حیف
شاہِ ہفت اقلیم ہو پھر ہے فنا ۔۔۔ ماسوا اللہ کے کیسی بقا؟
آخری گھر ہے یہ سب کے واسطے ۔۔۔ آدمی کو چاہیئے ڈرتا رہے
قبر کا اک روز کونا ہے ضرور ۔۔۔ ایک دن تربت میں سونا ہے ضرور
زندگی میں یاد رکھیں وہ مکاں ۔۔۔ بخشدے شاید کہ ربِّ دو جہاں

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ اِلٰی اٰخِرِہٖ ؕ

یعنے اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ چند غیب کی نشانیاں ہیں۔ جن کو ہم وحی کے ذریعہ سے تمہیں معلوم کراتے ہیں۔ وہ جس وقت یوسفؑ کے بھائیوں نے پختہ ارادہ کیا تھا کہ وہ یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالدیں۔ نیز وہ یوسفؑ پر

طرح طرح کے ظلم کر رہے تھے تو اس وقت تم اُن کے پاس موجود نہ تھے۔ سب کچھ ہم نے تم کو بتایا اور اے رسول! ایسے ایسے حالات سُننے کے بعد بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اور ان باتوں کو معمولی قصّے کہانیوں سے تعبیر کرتے ہیں پس اگر وہ غور سے سُنیں تو اس میں سراسر نصیحت ہی نصیحت ہے، نیز بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ خدا کو بھی مانتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے شرک بھی کیے جاتے ہیں۔ پس اے نبی! ان سے کہدو کہ اگر عذابِ الٰہی تم پر چھا گیا تو پھر تم کس طرح بچ سکوگے ہ

قصۂ یوسفؑ سے عبرت چاہیئے آج یہ دُنیا ہے عبرت کی جگہ	بلکہ ہر شے سے نصیحت چاہیئے جس کو ہم سمجھے ہیں فرحت کی جگہ

ہوگیا بس قصۂ یوسفؑ تمام
لیجیئے اسحاقؔ عاجز کا سلام

سُبحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

محمد اسحاق مدیر الوعظ
دہلی

نفسیاتی اور جنسی کتب

شادی سے پہلے اور شادی کے بعد ان کتابوں کا مطالعہ ہر نوجوان کے لئے ضروری ہے۔

رہنمائے جوانی	۳/-	گربھ شاستر	۱/۸
کوک شاستر	۲/-	کام شاستر	۱/۸
راحت جان	۱/۴	اختیاری اولاد	۱/۸
ہدایت نامہ خاوند	۲/-	پریم شاستر	۱/۸
ہدایت نامہ بیوی	۲/-	اپنی مرضی سے لڑکا لڑکی پیدا کرنا	۱۲/
ہدایت نامہ پرورش بچگان	۲/۸	میاں بیوی کے خفیہ راز	۲/۸
مجربات بوعلی سینا معہ کوک شاستر	۳/-	طاقتور بنو	۲/۸
		خوبصورتی کے راز	۲/۸

کتب فنی اور صنعتی

کتابیں منگاؤ اور خوب دولت کما کر عیش کرو۔
دولت سے جیبیں بھرو اور ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرو۔

میرا کھیت	۲/-	فلم ایکٹنگ گائیڈ	۳/-
دولت کماؤ امیر بن جاؤ	۲/۸	آئینہ دست شناسی	۱/۸
ترکیب صابن سازی	۱/۴	کروڑپتی بنو	۱/۴

میک اپ ۱/۸ بوٹ پالش ۱/۴ گھر کا درزی ۱۰/

ملنے کا پتہ:- ملک بشیر احمد تاجر کتب و پبلشر کشمیری بازار لاہور

(تعلیمی پریس بیرون اکبری دروازہ سرکلر روڈ ۶۷ لاہور)